العلّامہ الشیخ عبد العظیم المہتدی البحرانی

لِمَاذَا التَّطبِيرُ؟

(قمہ زنی کیوں؟)

اس کتاب کا مطالعہ جذبات کے بجائے شریعت اور عقل کی نظر سے فرمائیں

محمد الساعی، زکریا علی، جاسم الفارس اور حسین خلف حافظ کا قبلہ
علامہ شیخ عبدالعظیم مہتدی بحرانی کے ساتھ ایک مکالمہ۔

نامِ کتاب............لِمَاذَا التَّطْبِیْر؟

تالیف............آیت اللہ شیخ عبد العظیم بحرانی

ترجمہ............ترجمان - دار الترجمہ

نظرِ ثانی............ترجمان - دار الترجمہ

ناشر............Ziaraat.com

سالِ اشاعت.........۲۰۱۸

ہدیہ............۳۲۰ روپے

Ziaraat.com
Online Library

DOT Management Foundation - Ziaraat.com
under the supervision of Sabil-e-Sakina (S.A) Online Islamic Digital Library
0092 (0) 333 2000 464 webmaster@ziaraat.com fb.com/ziaraatdotcom
0092 (0) 333 3589 401 mail@dmfpak.org www.dmfpak.org

قرآنی آیت

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

"کہہ دیجیے کہ یہ میرا راستہ ہے۔ میں اور میرے پیروکار خدا کی طرف بصیرت کے ساتھ بلاتے ہیں۔ اور خدا پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔" ﴿یوسف/۱۰۸﴾

حدیث

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"بے شک حسین علیہ السلام کے خون کی وجہ سے مؤمنین کے دلوں میں ایسی تپش پیدا ہوگئی ہے جو کبھی سرد نہ ہوگی۔" ﴿مستدرک الوسائل/ جلد ۱۰/ حدیث ۱۲۰۸۴﴾

ہدیہ

آپ کے چاہنے والوں کی فکر کی اصلاح کرنے کے لیے انجام پانے والی یہ کاوش میں آپ کو ہدیہ کرتا ہوں اے میرے سید و سردار، اے حجت ابن الحسن المھدی عج

مصنف کا نعرہ

اچھی کتاب ایک مرتبہ پڑھی جاتی ہے، مگر اس کے بارے میں کئی بار گفتگو ہوتی ہے اور اس پر زندگی بھر عمل ہوتا ہے۔

فہرست

دوسری اشاعت کا مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْراً وَالصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عِتْرَتِهِ الطَّاهِرَةِ لَيْلاً وَّ نَهَاراً اَمَّا بَعْدُ

جب کوئی کتاب حبِ اہلبیت سے لبریز دل کے ساتھ لکھی جائے تو وہ یقیناً ان افراد کو اپنی طرف مائل کرتی ہے جو اپنی فانی دنیا اور باقی آخرت کی کامیابی کا راستہ اہلبیت علیہم السلام سے محبت کو قرار دیتے ہیں اور ان سے وفاداری نبھانے کے علاوہ کسی چیز کی پروا نہیں کرتے۔

جو کتاب آپ کے سامنے ہے وہ بھی اسی قسم کی کتاب ہے جس کے بارے میں مجھے یہ امید ہے کہ اہلبیت علیہم السلام کے چاہنے والے اس کتاب کا مطالعہ ضرور فرمائیں گے اور اس کتاب کے بارے میں فیصلہ کرتے ہوئے اس بات کو مدِ نظر رکھیں گے کہ ہم سب کی یہ ذمہ داری ہے کہ حکمت، اخلاقِ حسنہ اور عملی گفتگو کے طریقوں کا خیال رکھتے ہوئے حق اور اصلِ حقیقت کا ساتھ دیں۔

میں کویت میں موجود "سید الشھدا" کمیٹی کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے اس کتاب کی دوسری اشاعت کے سلسلے میں کوشش کی اور اس اشاعت میں پچھلی اشاعت کی نسبت جو تقریباً ایک ماہ قبل بیروت میں ہوئی تھی مختصر تبدیلی اور کچھ باتوں کا اضافہ کیا گیا ہے اور اس اشاعت کے آخر میں ہم نے وہ انٹرویو بھی ملحق کیا ہے جو "الایام" نامی بحرینی جریدے نے تین قسطوں میں ۸، ۹ اور ۱۰ شوال ۱۴۳۸ھ کو ہمارے ساتھ

انجام دیا اور یہ انٹرویو اس کتاب کے خلاصے کی حیثیت رکھتا ہے۔

خدا کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ خدا اس کتاب کے سبب اس موضوع میں موجود تمام شبہات واعتراضات کا خاتمہ کرے اور اس عمل کو اپنی بارگاہ میں قبول کرے اور اس عمل میں ہماری نیتوں کو اپنے لیے خالص رکھے اور اسے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہلبیت علیہم السلام کے لیے ہماری طرف سے ایک خدمت قرار دے اور تعصب برتنے والوں کو جواب دینے میں ہمارا مددگار رہے۔ بے شک وہ مؤمنین کی دعائیں قبول فرماتا ہے۔

دعاؤں کا طلبگار:

عبدالعظیم مہتدی بحرانی

چہلم امامِ حسین علیہ السلام / ۱۴۳۸ھ
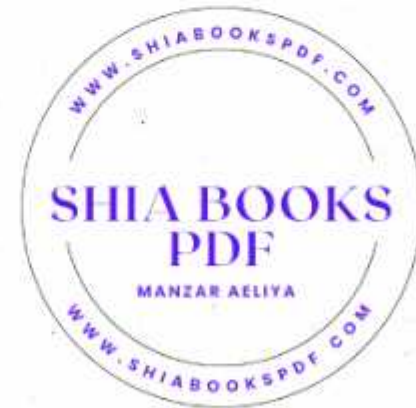
پہلی اشاعت کا مقدمہ

میری اس تحریر کا مطالعہ کرو!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی أَشْرَفِ الْخَلْقِ أَجْمَعِیْنَ، سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ الطَّاهِرِیْنَ

أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی

"اور بیشک ہم نے موسیٰ پر وحی نازل کی کہ ہمارے بندوں کو لے کر نکل جاؤ۔ اور ان کے لیے سمندر میں سوکھا راستہ بناؤ۔ اور گہرائیوں سے نہ ڈرو"(۱)

بعض علاقوں میں قمہ زنی کے خلاف شکوک وشبہات پیدا کیے جارہے ہیں۔ ان حالات میں یہ قدم اٹھانے پر مجھے اس قرآنی آیت نے آمادہ کیا۔ کیوں کہ قمہ زنی کے جلوس کے حوالے سے جو مسائل تھے ان کے بارے میں جب میں نے قرآنِ مجید سے استخارہ نکالا تو یہی آیت ہدایت کا چراغ بن کر سامنے آئی۔ اور اس کے بعد اس جلوس کے سلسلے میں جو بھی کامیابی حاصل ہوئی وہ ہمارے زمانے کے امام، حضرتِ حجت مہدی ابنِ حسن (ع) کی ہی برکتیں تھیں۔

واقعہ کچھ اس طرح سے ہے کہ پیر کے روز، بتاریخ ۱۳ صفر ۱۴۲۷ ہجری، صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد میں نے دو رکعت نماز پڑھ کر زمانے کے امام (ع) کی والدہ

ماجدہ، بی بی نرجس خاتون (س) کی خدمت میں ہدیہ کی، اور انھیں ان کے فرزند کا واسطہ دے کر سوال کیا کہ اس سال قمہ زنی کے جلوس کے حوالے سے جو مشکلات در پیش ہیں ان کو حل فرمائیں۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ مجھے خبر ملی کہ ہمارے علاقے "المحرق" میں "موکب عزاء اہل البیت" اور "موکب تطبیر اہالی المحرق" کو حکومت کی جانب سے قمہ زنی کا جلوس نکالنے کی باقاعدہ اجازت مل گئی۔ اس موقعے پر مجھے ایک خواب یاد آیا جو ایک مؤمن نے مجھ سے نقل کیا تھا اور اس محفل میں موجود افراد کو میں نے وہ خواب سنایا جس کے بعد ان سب کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔

اور وہ خواب المحرق کے ایک مؤمن م۔ح۔م نے قمہ زنی کے جلوس کو حکومت کی جانب سے اجازت ملنے سے چند روز قبل دیکھا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ سڑک پر قمہ زنی کا جلوس ہے اور بہت کم تعداد میں خواتین ایسی ہیں جو قمہ زنی کرنے والوں کو برا بھلا کہہ رہی ہیں۔ کچھ دیر میں ان خواتین کی آوازیں بند ہوجاتی ہیں اور آسمان سے بہت صاف اور شفاف برف گرنے لگتی ہے اور اس برف کے ٹکڑے صرف ان افراد کے اوپر آکر گرتے ہیں جو قمہ زنی انجام دے رہے ہیں۔ یہ مؤمن کہتا ہے کہ عالمِ خواب میں میں نے بھی تلوار بلند کی اور حیدر، حیدر کا نعرہ لگا کر قمہ زنی کرنے لگا تاکہ یہ آسمان سے نازل ہونے والی نعمت میرے حصے میں بھی آئے۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی اور میرے دل میں ایک عجیب اطمینان اور سکون تھا کہ اس سال جو جلوس کے حوالے سے مسائل ہیں وہ ختم ہوجائیں گے۔

اس خواب کی تعبیر کے حوالے سے آپ امامِ صادق علیہ السلام کی اس حدیث کا مطالعہ کر سکتے ہیں جو مولاؑ نے تعبیرِ خواب کے بارے میں ارشاد فرمائی ہے اور اسے کتاب تفسیر الاحلام صفحہ ۸۹ پر اس کتاب کے مصنف "اعداد محمد دکیر" نے نقل کیا ہے۔

جی ہاں۔۔۔ یہ ایک بشارت تھی۔۔۔ یہ ایک رحمت اور برکت تھی اور ہم امید کرتے ہیں کہ سب کے حصے میں ایسی برکتیں آئیں۔ ان کے حصے میں بھی جو امامِ حسین علیہ السلام کے عشق میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ان کے حصے میں بھی جو امامِ حسین علیہ السلام، ان کی عزاداری اور قمہ زنی کی قدر اور منزلت کو نہیں جانتے۔

یہ گفتگو جو آپ کے سامنے ہے قمہ زنی کے موضوع پر ہے اور اس میں کوشش کی گئی ہے کہ اس عظیم رسم کی اہمیت بیان کی جائے اور مناسب تعبیرات اور اچھے الفاظ کی مدد سے قمہ زنی پر کیے گئے اعتراضات کا جواب دیا جائے تاکہ تمام افراد بالخصوص جوان طبقہ اس سے فائدہ اٹھا سکے۔

اور اس گفتگو میں کچھ باتوں کے اضافے کے بعد اس کی اشاعت انجام پا رہی ہے تاکہ ہر اس جگہ جہاں قمہ زنی کی سی عبادت سے لوگ ناواقف ہیں یا اسے ترک کر چکے ہیں، اس عبادت کی تشہیر ہوسکے اور لوگوں پر اس رسم کے مخفی پہلو واضح ہوسکیں اور قمہ زنی کرنے والے افراد زیادہ سے زیادہ فکرِ حسینی اور اخلاقِ حسینی کی ترویج کر سکیں۔

اور اس کتاب میں مذکورہ باتوں کے علاوہ مندرجہ ذیل امور کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے:

۱۔ زندگی میں اہمیت رکھنے والی باتوں پر غور کرنا اور ان امور کو چھوڑ دینا جو صرف ہمارا وقت اور ہماری قوت ضائع کرتے ہیں۔

۲۔ عاشور اور عزاداری کے زمانے میں قمہ زنی کے حامی اور اس کے مخالف جو بے بنیاد باتیں کرتے ہیں ان کا جواب۔

۳۔ دونوں گروہوں کے شدت پسند افراد کو تعصب سے دور کرنا اور ان مجتہدین

کی رائے کا بیان جنہیں دونوں گروہ اپنے حق میں استعمال کرتے ہیں۔

۴۔ چیزوں کو ان کی اہمیت کے مطابق مقام دیتے ہوئے موجودہ حالات میں مختلف اقدار کو بیان کرنا۔ خاص طور پر آزادی اظہارِ رائے، ایک دوسرے کا احترام، اور اختلافی مسائل میں اپنی دلیل دوسروں کے سامنے پیش کرنے کا درست طریقہ۔ تا کہ ہم تاریخ کو اور دنیا کو بتا سکیں کہ تمام تر مشکلات کے باوجود علما اور مراجعین نے پوری کوشش کی ہے کہ حالات کو درست رکھیں اور قوم کو نصیحت کرتے رہیں۔ اور علما اپنے امام، حضرتِ حجت مہدی ابنِ حسن (عج) کے طریقے پر چلتے ہوئے، شیعہ قوم کو اپنی ہوئی وہوس کی پیروی کرنے سے روکتے رہتے ہیں۔

۵۔ اس بات پر تاکید کے تمام تر اختلافات کے باوجود امامِ حسینؑ کو اور ان کی محبت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اور یہ کہ امامؑ کی اطاعت ہم سب پر فرض ہے اور یہ امور ہمارے پاس امانت کے طور پر ہیں جنھیں ہم کو اگلی نسلوں تک پہنچانا ہے۔

اور خدا کی مدد سے یہ کتاب ان امور کی طرف توجہ دلانے کے لیے لکھی گئی ہے اور کسی ایک گروہ کی تائید اور دوسرے پر تنقید کرنا مقصد نہیں ہے۔

اور اس کتاب میں مذکورہ باتوں کی تائید کے لیے ہم نے بعض مجتہدین کے فتوے ان کے ماخذ کے ساتھ اس کتاب میں ذکر کیے ہیں۔

اور قرآن کی آیت:

"اور اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرتے رہو"

پر عمل پیرا ہونے کی خاطر میں خدا کی ایک عنایت اور توفیق بیان کرنا چاہتا ہوں جو اس گفتگو اور اس کتاب کی تکمیل کے دوران مددگار رہی۔ اور وہ یہ کہ ان تمام مراحل میں افکار کا سلسلہ جوڑنے میں اور موقع ومحل کی مناسبت سے آیت اور روایات کے

ذہن میں آنے میں اور ان تمام کے ماخذ کو حاصل کرنے میں خدا کی خاص مدد اور عنایت شاملِ حال رہی۔ اور آخر میں اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں مخیر افراد کی طرف سے مالی امداد بھی اسی خدا کی عنایت کا تسلسل تھی۔

اور آخر میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اس گفتگو کو انجام دینے والے چاروں افراد، محمد الساعی جن کا تعلق بحرین کے اخبار "اخبار الخلیج" سے ہے، زکریا علی جو ہمارے علاقے المحرق کے "حوزۂ علمیہ خاتم الانبیا" سے تعلق رکھتے ہیں، جاسم الفارس جو ہمارے کتب خانے کے مدیر ہیں، اور میرے داماد حسین محمود خلف حافظ کا جو ڈنمارک میں ہوتے ہیں۔

خدا امامِ حسینؑ کے صدقے میں انھیں جزائے خیر عنایت فرمائے۔

خدا سے دعا ہے کہ ہم سب کو دینی آگہی عطا فرمائے اور ہمیں ہدایت کا نور عنایت فرمائے تا کہ ہم حقیقی معنوں میں اس کے دین کی تبلیغ کر سکیں اور ہم یہ کہہ سکیں:

"تمام تعریفیں اس خدا کی ہیں جس نے ہماری ہدایت کی اور اگر وہ ہماری ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے"

کہ اس نے ہمیں محمد وآلِ محمد صلوٰت اللہ علیہ اجمعین کی ولایت کی نعمت سے روشناس کروایا۔

خدائے بے نیاز کی بارگاہ کا فقیر
عبد العظیم مہتدی بحرانی
۱۷ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ

کی رائے کا بیان جنہیں دونوں گروہ اپنے حق میں استعمال کرتے ہیں۔

۴۔ چیزوں کو ان کی اہمیت کے مطابق مقام دیتے ہوئے موجودہ حالات میں مختلف اقدار کو بیان کرنا۔ خاص طور پر آزادی اظہارِ رائے، ایک دوسرے کا احترام، اور اختلافی مسائل میں اپنی دلیل دوسروں کے سامنے پیش کرنے کا درست طریقہ۔ تا کہ ہم تاریخ کو اور دنیا کو بتا سکیں کہ تمام تر مشکلات کے باوجود علما اور مراجعین نے پوری کوشش کی ہے کہ حالات کو درست رکھیں اور قوم کو نصیحت کرتے رہیں۔ اور علما اپنے امام، حضرتِ حجت مہدی ابنِ حسن(ع) کے طریقے پر چلتے ہوئے، شیعہ قوم کو اپنی ہوئی وہوس کی پیروی کرنے سے روکتے رہتے ہیں۔

۵۔ اس بات پر تاکید کے تمام تر اختلافات کے باوجود امامِ حسین علیہ السلام کو اور ان کی محبت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اور یہ کہ امامؑ کی اطاعت ہم سب پر فرض ہے اور یہ امور ہمارے پاس امانت کے طور پر ہیں جنھیں ہم کو اگلی نسلوں تک پہنچانا ہے۔

اور خدا کی مدد سے یہ کتاب ان امور کی طرف توجہ دلانے کے لیے لکھی گئی ہے اور کسی ایک گروہ کی تائید اور دوسرے پر تنقید کرنا مقصد نہیں ہے۔

اور اس کتاب میں مذکورہ باتوں کی تائید کے لیے ہم نے بعض مجتہدین کے فتوے ان کے ماخذ کے ساتھ اس کتاب میں ذکر کیے ہیں۔

اور قرآن کی آیت:

"اور اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرتے رہو"

پر عمل پیرا ہونے کی خاطر میں خدا کی ایک عنایت اور توفیق بیان کرنا چاہتا ہوں جو اس گفتگو اور اس کتاب کی تکمیل کے دوران مددگار رہی۔ اور وہ یہ کہ ان تمام مراحل میں افکار کا سلسلہ جوڑنے میں اور موقع ومحل کی مناسبت سے آیت اور روایات کے

ذہن میں آنے میں اور ان تمام کے ماخذ کو حاصل کرنے میں خدا کی خاص مدد اور عنایت شاملِ حال رہی۔ اور آخر میں اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں مخیر افراد کی طرف سے مالی امداد بھی اسی خدا کی عنایت کا تسلسل تھی۔

اور آخر میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اس گفتگو کو انجام دینے والے چاروں افراد، محمد الساعی جن کا تعلق بحرین کے اخبار "اخبار الخلیج" سے ہے، زکریا علی جو ہمارے علاقے الحرق کے "حوزۂ علمیہ خاتم الانبیا" سے تعلق رکھتے ہیں، جاسم الفارس جو ہمارے کتب خانے کے مدیر ہیں، اور میرے داماد حسین محمود خلف حافظ کا جو ڈنمارک میں ہوتے ہیں۔

خدا امام حسین علیہ السلام کے صدقے میں انھیں جزائے خیر عنایت فرمائے۔

خدا سے دعا ہے کہ ہم سب کو دینی آگہی عطا فرمائے اور ہمیں ہدایت کا نور عنایت فرمائے تا کہ ہم حقیقی معنوں میں اس کے دین کی تبلیغ کر سکیں اور ہم یہ کہہ سکیں:

"تمام تعریفیں اس خدا کی ہیں جس نے ہماری ہدایت کی اور اگر وہ ہماری ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے"

کہ اس نے ہمیں محمد وآلِ محمد صلوٰت اللہ علیہ اجمعین کی ولایت کی نعمت سے روشناس کروایا۔

خدائے بے نیاز کی بارگاہ کا فقیر

عبدالعظیم مہتدی بحرانی

۱۷ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ

مسئلے کی ابتدا

● قمہ زنی کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

اس مسئلے کے بارے میں کچھ باتیں ہیں جو آپ کو غور سے سننی ہوں گی۔

● فرمایئے قبلہ!

ہم شیعوں میں بعض افراد مجتہدین کی تقلید کرتے ہیں اور بعض افراد خود مجتہد اور صاحبِ رائے ہیں اور بعض احتیاط کا راستہ اپناتے ہیں اور احتیاط کا راستہ اپنانے والوں کے لیے ضروری ہے کہ ہر مسئلے میں مختلف علما کی رائے جانتے ہوں تا کہ ان تمام آرا میں سے جو احتیاط کے مطابق ہو اور جس میں کسی بھی مجتہد کی مخالفت لازم نہ آتی ہو اس کا انتخاب کر سکیں اور خدا کی بارگاہ میں اپنی ذمہ داری سے سبک دوش ہو جائیں۔

اب آپ نے مجھ سے قمہ زنی کے بارے میں میری رائے پوچھی ہے تو آپ سے عرض کروں کہ میں پہلی قسم کے افراد میں سے ہوں اور اگر چہ میں نے آج تک کبھی قمہ زنی نہیں کی لیکن میرے مرجعِ تقلید کی نظر میں یہ کام مستحب ہے اور میرے قمہ زنی نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ میں کچھ ایسے علاقوں میں رہائش پذیر تھا (جہاں قمہ زنی کرنا میرے لیے ممکن نہیں تھا)۔

لیکن میرے مطابق قمہ زنی کے وقت نامناسب کاموں سے اجتناب کرنا چاہیے اور قمہ زنی کو اس انداز سے کرنا چاہیے کہ نئے زمانے کے ساتھ سازگار رہے اور اسکا

ہدف اور مقصد واضح ہو سکے اور یہ اسی وقت ہو پائے گا جب ہم معاشرے کو اس عبادت کے مقاصد اور اسکے مختلف پہلوؤں کے بارے میں آگاہی دیں گے۔

● یعنی اس عمل پر تمام تر بحث کے باوجود آپ سمجھتے ہیں کہ یہ مناسب ہے؟

کیا خیال ہے اگر ہم اپنی بات یوں شروع کریں کہ قمہ زنی کی حمایت کرنے والوں اور اس کی مخالفت کرنے والوں کے درمیان بحث کس طرح ختم ہو سکتی ہے؟

● جیسا آپ کہیں۔

کسی بھی مسئلے میں اختلافِ رائے ہونا ایک مسلم حقیقت ہے اور خدا کی مشیت ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ لوگ اختلافِ رائے رکھیں۔ یہاں تک کہ اس کے اپنے وجود کے بارے میں بھی لوگوں میں اختلاف ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا دیکھنا چاہتا ہے کہ مؤمنین کس حد تک تقویٰ اور پرہیز گاری کو اپناتے ہیں اور ہدایت کے راستے پر کب تک گامزن رہتے ہیں اور یہ بھی کہ خدا تمام بندوں کو آزاد رکھنا چاہتا ہے۔ اس حقیقت کا انکار اور خدا کے اس طریقے کو ختم کرنا کسی کے لیے ممکن نہیں پس ضروری ہے کہ ہم اختلاف کرنے کے طریقے کو سیکھیں اور دوسروں کو پہچاننے اور ان کے ساتھ معاملات کو آگے بڑھانے کے حوالے سے اپنے اخلاق کو بلند کریں۔ دوسروں کے اس حق کا احترام کریں کہ وہ ہم سے مختلف رائے رکھ سکتے ہیں تا کہ جب ہم اختلاف کریں تو ہمارے اختلافات دشمنیوں میں تبدیل نہ ہوں کیوں کہ دین میں زور زبردستی نہیں ہے اور خود دین کو بنانے والے نے اپنی تمام تر قدرت کے باوجود لوگوں کی سوچ اور کردار کو آزاد چھوڑا ہے تو میں اور آپ کون ہوتے ہیں کہ خود کو دین کا ٹھیکیدار سمجھیں اور دوسروں کو اپنی رائے کے مطابق دیندار بنائیں۔

جس خدا نے مجھے آزادی سے سوچنے کا اختیار دیا ہے اس نے دوسروں کو بھی یہ حق دیا ہے اور اگر کوئی بھی اس حق کو کسی سے چھینتا ہے تو گویا خدا کی سنت اور اس کے

طریقے سے اختلاف کر رہا ہے اور خدا کی حکمت کی مخالفت کر رہا ہے لہٰذا ہمیں اسلام میں بیان کیے گئے دوسرں کے حقوق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس مسئلے یعنی قمہ زنی کا مطالعہ کرنا چاہیے اور اگر ہم شعور کی اس منزل تک پہنچ گئے (کہ ہر فرد دوسرے کو یہ حق دے کہ دوسرا اس سے اختلافِ رائے رکھے) تو کسی بھی اختلاف کو بہت اچھے انداز میں حل کرنے کے قابل ہو جائیں گے اور اس آیت کا مصداق بن جائیں گے جس میں رب العزت فرماتا ہے:

"پس میرے بندوں کو خوشخبری دے دو جو توجہ سے بات کو سنتے ہیں پھر اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں، یہی ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت کی ہے، اور یہی عقل والے ہیں۔"(۲)

پس یہ بات حقیقت کے مطابق ہے کہ قمہ زنی کے مسئلے میں اور اس قسم کے دوسرے مسائل میں ہمارے ختلاف کی وجہ وہ غلط سوچ ہے جو اکثر لوگوں کے ذہن میں جڑیں مضبوط کر چکی ہیں یہاں تک کہ ہم اپنے یا اپنے ہم فکر افراد کے دین کو ہی خدا کا بھیجا ہوا دین سمجھنے لگتے ہیں اور خود کو زمین پر خدا کا وکیل اور نمائندہ گمان کرتے ہیں اور یہی سوچ امریکی صدر جارج بش کی ہے کہ جو ہمارے ساتھ اور ہمارا ہم فکر نہیں وہ غلط ہے اور یہی تعصب اور اپنے آپ کو اور اپنی رائے کو دوسروں پر مسلط کرنا انسانی اجتماعات، گروہوں، تحریکوں اور شخصیات کی ہلاکت اور بربادی کی وجہ بنتا ہے۔ امام علی علیہ السلام خطبۂ قاصعہ میں فرماتے ہیں:

"میں نے نگاہ دوڑائی تو دنیا بھر میں ایک شخص کو بھی ایسا نہ پایا کہ جو کسی چیز کی پاسداری کرے، مگر یہ کہ اس کی نظروں میں اس کی کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے کہ جو جاہلوں کے اشتباہ کا باعث بن جاتی ہے یا کوئی ایسی دلیل ہوتی ہے جو بیوقوفوں

کی عقلوں سے چپک جاتی ہے۔ سوائے تمھارے کہ تم ایک چیز کی جانب داری کرتے ہو، مگر اس کی کوئی علت اور وجہ معلوم نہیں ہوتی، ابلیس کو ہی لے لو کہ اس نے آدم کے سامنے حمیّت و جاہلیت کا مظاہرہ کیا تو اپنی اصل (آگ) کی وجہ سے اور ان پر طنز کیا تو اپنی خلقت و پیدائش کی بنا پر، چنانچہ اس نے آدم سے کہا کہ میں آگ سے بنا ہوں اور تم مٹی سے (یوں ہی) خوش حال قوموں کے مالدار لوگ اپنی نعمتوں پر اتراتے ہوئے بڑا بول بولے کہ ہم مال اور اولاد میں زیادہ ہیں ہمیں کیوں کر عذاب کیا جا سکتا ہے" اب اگر تمھیں فخر کرنا ہی ہے تو اس کی پاکیزگی اخلاق، بلند کردار اور حسنِ سیرت پر فخر اور ناز کرو کہ جس میں عرب گھرانوں کے باعظمت و بلند ہمت سردارانِ قوم اپنی خوش اطواریوں، بلند پایہ دانائیوں، اعلیٰ مرتبوں اور پسندیدہ کارناموں کی وجہ سے ایک دوسرے پر برتری ثابت کرتے تھے۔ تم بھی ان قابلِ ستائش خصلتوں کی طرفداری کرو۔ جیسے ہمسایوں کے حقوق کی حفاظت کرنا، عہد و پیمان کو نبھانا، نیکوں کی اطاعت اور سرکشوں کی مخالفت کرنا، حسنِ سلوک کا پابند اور ظلم و تعدی سے کنارہ کش رہنا، خونریزی سے پناہ مانگنا، خلقِ خدا سے عدل و انصاف برتنا، غصے کو پی جانا، زمین میں شرانگیزی سے دامن بچانا۔"(۳)

بعض دیندار لوگ سمجھتے ہیں یہ بات کہنا درست ہے کہ یہ میرے مرجعِ تقلید کی رائے ہے اور جو بھی اس کی مخالفت میں کچھ کہتا ہے وہ سب بیکار کی باتیں ہیں اور بعض آزاد خیال افراد جو خود کو بہت لبرل سمجھتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ میری رائے ہے پھر ان کا مخالف بیشک اپنا سر دیوار پر پٹختا رہے (انھیں کوئی پروا نہیں)۔

ان دو کے علاوہ ایک تیسرا گروہ وہ ہے کہ جب اپنے مخالفین کی بات کو دلیل کے

ذریعے رد نہیں کر پاتا تو ان پر مغربی ایجنٹ اور دین کا خائن ہونے کے الزامات لگانا شروع کر دیتا ہے اور افسوس کا مقام یہ ہے کہ عوام جب دائیں ہوا چلتے تو دائیں جھک جاتے ہیں اور جب بائیں ہوا چلے تو بائیں جھک جاتے ہیں اور شدت پسند افراد کے زیرِ اثر رہتے ہیں اور یہ شدت پسند افراد جو علما کے لباس میں ہوتے ہیں ان لوگوں کو اپنی شہرت اور معاشرے میں حیثیت بنانے کے لیے استعمال کرتے ہیں اور جب تک یہ لوگ علم کے نور سے اپنے آپ کو منور نہ کر لیں یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ لیکن جب یہ لوگ علم کے دامن کو تھامنا شروع کرتے ہیں تو یا عالمِ ربانی بن کر سامنے آتے ہیں یا ایسے طالبِ علم قرار پاتے ہیں جو نجات کی راہ پر گامزن ہوں جیسا کہ مولا علیؑ نے اپنے صحابی کمیل بنِ زیاد سے فرمایا تھا:

"اے کمیل! لوگوں کے دل ظرف اور برتن کی مانند ہیں پس میری بات یاد رکھنا کہ لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں یا عالمِ ربانی، یا نجات کی راہ پر چلنے والا طالبِ علم یا پھر وہ افراد جو کسی جانور کے منہ پر اڑنے والی اس مکھی کی مانند ہوتے ہیں جو اپنے چرواہے کی اتباع میں سفر کرتی ہے اور ہر ہوا کے ساتھ اپنی راہ سے پھر جاتی ہے۔ یہ لوگ علم کے نور سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور ان کا عمل کسی محکم دلیل کے تحت نہیں ہوتا۔"(۴)

مولا امیر المؤمنینؑ کے کلام سے پیش کیے گئے دو اقتباسات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تعصب کی وجہ یہ ہے کہ لوگ خدا کے احکامات سے ناواقف ہیں اور اخلاقیات کو انا، تکبر اور ذاتی مفادات کے قبرستان میں دفن کر چکے ہیں اور اکثر تعصب برتنے والے اپنی خود غرضی کی بنیاد پر گھڑی کی گئی رائے کو دین کے لباس اور خوبصورت الفاظ کے لفافے میں پیش کرتے ہیں۔

جی ہاں! تمام مسائل اور اختلافات کی بنیادی وجہ تعصب ہے پس اگر ہم اس تعصب کا مقابلہ کر سکیں اور مولا علیؑ کے بتائے گئے اخلاق کو اپنا سکیں اور علم کے زیور سے اپنے آپ کو آراستہ کر سکیں تو یقیناً نہ صرف قمہ زنی کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے بلکہ لوگوں میں، گھرانوں میں، گروہوں میں، مذہبوں میں یہاں تک کہ حکومتوں میں موجود ہزاروں اختلافات کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

"کیا خدا نے رسولِ اکرمؐ کو اخلاقیات اور قرآن و حکمت کی تعلیم کے لیے مبعوث نہیں کیا؟"

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۵)

اب آپ لوگ مجھ سے قمہ زنی کی حکمت کے بارے میں سوال کریں اور اس حوالے سے جو بھی سوالات ہیں پیش کریں خدا کی مدد سے جواب دینے کی کوشش کروں گا۔

ماتم اور عزاداری کی تاریخ

● اس سے پہلے کہ ہم آپ سے قمہ زنی کے حوالے سے سوالات کا آغاز کریں آپ ہمیں عزاداری اور ماتم کی تاریخ کے حوالے سے بتائیے کہ یہ کب سے شروع ہوئی اور کن ادوار سے گزری؟

واقعۂ عاشور انسان کی تاریخ کی سب سے بڑی تحریک رہی ہے اور اس کی عظمت کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

۱) اس تحریک کے مقاصد (ایک جانب خدا، حق، عدل اور آزادی کی بات تھی اور دوسری طرف شیطان، باطل، ظلم اور تکبر تھا)

۲) شخصیات (ایک جانب حسینِ ابن علی علیہ السلام، ان کی اولاد، ان کے اصحاب جن میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض اصحاب بھی شامل تھے اور دوسری طرف یزید، ابنِ زیاد، عمر ابنِ سعد اور شمر وغیرہ)

۳) خد و خال (ایک جانب سے انسانی اقدار، طہارت، شرافت اور نبوت کا حامل خاندان اور دوسری جانب سے جاہلیت کے زمانے کی پست سوچ اور نجاست اور پستی کا حامل خاندان)

۴) اخلاقیات (ایک جانب مظلومیت، نرم دلی، صبر، محبت اور اسلام کی طرف دعوت اور دوسری طرف خون، تشدد، بد خلقی اور برائی)

۵) اثرات (ایک جانب سے ہر زمانے میں دینداری، حق کا دفاع، قیام، اصلاح کی کوشش اور دوسری طرف سے ہر زمانے میں باطل کا فروغ اور حق کی سرکوبی)

اور تقریباً چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود اب تک یہ حسینی تحریک اپنے پیروکاروں سے آنسوؤں کا نذرانہ وصول کر رہی ہے تا کہ ان کو ہر مرحلے میں عشقِ حسینی سے متصل رہنے کی طاقت عطا کرے۔

آپ نے مجھ سے سوال کیا کہ عزاداری اور ماتم داری کب سے شروع ہوئی اور تاریخ میں کس طرح قائم رہی؟ واقعۂ عاشور کے بعد امامِ زین العابدین علیہ السلام اور بی بی زینب سلام اللہ علیہا نے ماتم اور عزاداری برپا کی۔

اور یہ عزاداری دس محرم کے روز عصر کے وقت مولا حسین علیہ السلام کے جسمِ بے جان کے پاس انجام پائی جب کہ دشمن کے سپاہی لاشوں کو پامال کرنے میں اور سروں کو نیزوں پر بلند کرنے میں مصروف تھے۔

اس کے بعد عزاداری کا اگلا مرحلہ کوفے میں منعقد ہوا جب قیدیوں کو کوفے لایا گیا اور لوگ ان کو دیکھنے کے لیے جمع ہوئے تو بی بی زینب سلام اللہ علیہا اور بی بی ام کلثوم سلام اللہ علیہا نے ایسے خطبے ارشاد فرمائے نے بنی امیہ کے تخت کو ہلا کے رکھ دیا اور پھر ابنِ زیاد کے دربار میں بی بی زینب سلام اللہ علیہا کے خطبے نے عزاداری کو آگے بڑھایا۔

پھر قیدیوں کا قافلہ مولا حسین علیہ السلام کے سر کے ساتھ سفر کرتا رہا یہاں تک کہ شام میں داخل ہوا اور حاکمِ فاسق یزید ابنِ معاویہ لعنت اللہ علیہ نے نہ چاہتے ہوئے امامِ زین العابدین علیہ السلام کو اپنے محل میں خطبہ دینے کی اجازت دی اور اس خطبے کے بعد معاملہ مکمل طور پر پلٹ گیا اور اس کے بعد یزید لعنت اللہ علیہ نے ایک اور چال چلی اور وہ یہ کہ تین روز تک شام میں اسیرانِ کربلا کو عزاداری کی اجازت دی اور واقعۂ کربلا کی ذمہ داری

والی کوفہ ابنِ زیاد لعنت اللہ علیہ پر ڈال دی پھر اس کے بعد یزید لعنت اللہ علیہ نے اس قافلے کو مدینہ جانے کی اجازت دے دی۔ قافلۂ حسینی نے پہلے کربلا جانے کا انتخاب کیا اور بیس صفر کو اربعین کے روز قافلہ کربلا پہنچا جہاں پہلے سے جابر ابنِ عبدالانصاری صحابی رسول موجود تھے اور وہ اپنی عمر کے آخری حصے میں نابینا ہو چکے تھے لہٰذا اپنے خادم کی مدد سے زیارتِ امام حسین علیہ السلام کے لیے کربلا آئے تھے۔

پس قافلۂ حسینی نے وہاں عزاداری، نوحہ خوانی اور گریہ وفغاں کیا اور یہ تمام امور سر اور سینے کو ہاتھوں سے پیٹ کر انجام پائے جیسا کہ عرب اور غیرِ عرب قوموں میں رائج ہے۔

اس کے بعد جب یہ قافلہ مدینے پہنچا تو آہ وبکا اور ماتم وعزاداری کا سلسلہ شروع ہو گیا یہاں تک کہ مدینے کی زمین حسین علیہ السلام پر گریے کی شدت سے لرزنے لگی اور تمام خواتین من جملہ ام سلمہ سلام اللہ علیہا (زوجۂ رسول) اور ام البنین سلام اللہ علیہا (زوجۂ امامِ علی) ان عزاداریوں میں شریک ہوا کرتی تھیں اور یزید لعنت اللہ علیہ کے خلاف لوگوں کے دلوں میں بغض کی آگ بھڑکنے لگی یہاں تک کہ عمرابنِ سعد لعنت اللہ علیہ اس صورتحال سے خوفزدہ ہو گیا اور اس نے یزید لعنت اللہ علیہ کو خط لکھا جس میں یہ بتایا کہ یہاں پر جنابِ زینب سلام اللہ علیہا کی سربراہی میں عزاداریوں کے سلسلے قائم ہیں جس کے بعد یزید لعنت اللہ علیہ نے حکم دیا کہ جنابِ زینب سلام اللہ علیہا کو وہاں سے دور کر دیا جائے پھر بعض تواریخ کے مطابق بی بی زینب سلام اللہ علیہا کو مصر لے جایا گیا جب کہ اکثر کا نظریہ یہ ہے کہ بی بی کو شام جانا پڑا اور بی بی زینب سلام اللہ علیہا اپنی زندگی کے آخر تک وہیں رہیں اور وہیں ان کو دفن کر دیا گیا جہاں آج بھی لوگ ان کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔

پھر اس کے بعد امامِ حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر مختلف اسلامی ممالک میں پھیل گئی

جس پر تمام علاقے کے لوگوں نے اپنے ہاں رائج طریقے کے مطابق مولا کا غم منانا شروع کر دیا اور آہستہ آہستہ عزاداری اور ماتم داری کی رسمیں تشکیل پانا شروع ہو گئیں۔ یہ عزاداری خاص کر محرم کے ان ایام میں زور وشور اختیار کر جاتی جب لوگ مختلف علاقوں سے کربلا کا رخ کرتے اور زیارت کے لیے آتے اور پھر آہستہ آہستہ لوگوں نے ۱۵ شعبان، ۹ ذی الحجہ (یومِ عرفہ)، شبِ عید الفطر اور پہلی رجب کو بھی کربلا کا رخ کرنا شروع کیا اور کہا جا سکتا ہے کہ تیسری صدی ہجری سے عزاداری کو باقاعدہ طور پر منظم کیا جانے لگا۔

● **تاریخی حوالے سے یہ بہت قیمتی معلومات تھیں۔۔۔ قبلہ مزید بتائیے۔۔۔عزاداری اور کن مراحل سے گزرتے ہوئے ہم تک پہنچی ہے؟ یقیناً آپ کی بیان کردہ باتیں قابلِ اطمینان کتابوں میں تو موجود ہوں گی ہی۔**

بالکل شیعہ اور سنی علما نے بہت سی کتابوں میں ان باتوں کو بیان کیا ہے بطورِ مثال آپ تاریخ طبری، تاریخ ابنِ عساکر (امامِ حسین علیہ السلام کے حالات زندگی)، کتابِ ثورۃ الحسین علیہ السلام فی الوجاد الشعبی، جسے سید محمد شمس الدین نے لکھا ہے، بحار الانوار، شیخ باقر شریف قریشی صاحب کی کتاب الامام الحسین علیہ السلام اور ہماری کتاب اخلاق الامام الحسین علیہ السلام اور کئی دیگر کتب کو دیکھ سکتے ہیں۔

میں انتہائی مختصر کرتے ہوئے ماتم اور عزاداری کی تاریخ یوں بیان کروں کہ:

تیسری، چوتھی اور پانچویں صدی میں عراق میں بویہیوں، شام میں حمدانیوں اور مصر میں فاطمیوں کی حکومت کے زمانے میں شیعیت اور عزاداری بہت تیزی سے پھیلی تاریخ کامل (۶) میں درج ہے کہ ماہِ محرم سن ۳۵۲ ہجری میں حاکمِ وقت معز الدولۃ

میرے خیال میں آج کے زمانے میں ہم نے سیاسی مقاصد، ذاتی و اجتماعی اغراض کو اخلاص اور خدا کی خوشنودی پر ترجیح دینا شروع کر دیا ہے جس کی وجہ سے عزاداری پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ اسی طرح عزاداری کے علاوہ دیگر اسلامی رسومات پر بھی اس وجہ سے منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ ہم اہلبیتؑ کے ماننے والے ہیں اور اہلبیتؑ نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ مصلحتوں اور سیاستوں پر دین ،اخلاق اور انسانی اقدار کو مقدم رکھیں لیکن مقامِ عمل میں ہم اس کا الٹ کر رہے ہیں۔

● خلافت کے زمانے میں اور اس کے بعد منبر اور خطبوں میں کیا فرق آیا ہے؟

عباسی خلفا کے زوال کے بعد مغل بادشاہوں کے زمانے میں عزاداری میں سے سیاسی رنگ ختم ہو گیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ مغل خود کو رسولؐ کا خلیفہ نہیں سمجھتے تھے لہٰذا انھوں نے عزاداری کے معاملے میں نرمی برتی اور اس میں دخل اندازی نہیں کی لیکن اس آزادی کا ایک منفی اثر یہ پڑا کہ بعض شعرا اور خطیبوں نے غمِ اہلبیتؑ بیان کرنے میں اس قدر مبالغے سے کام لینا شروع کر دیا کہ بے معنی اور خیالی داستانیں جنم لینے لگیں لیکن علما نے اس بات کا اندازہ لگا لیا اور سیرتِ امام حسینؑ اور واقعۂ کربلا کے حوالے سے صحیح واقعات اور معلومات بیان کرنا شروع کر دیں اور شعرا اور خطبا کو بھی اس بات کی تلقین کی کہ شعر کہنے اور مجلس پڑھنے سے پہلے اچھی طرح تاریخی واقعات کا مطالعہ کریں اور پھر بات کریں۔

بعض منفی پہلوؤں کو نظر انداز کیا جائے تو اس دور میں بہت سے مثبت اثرات مرتب ہوئے جن میں اہلبیتؑ سے محبت میں اضافہ، ان کے فضائل و مناقب، اور معجزات کا آزادی کے ساتھ بیان اور بنی عباس اور بنی امیہ کے مظالم کا لوگوں کے سامنے آشکار ہونا

سرِ فہرست ہیں اور چار دہائیوں میں خاص کر ایران کے انقلاب کے بعد عزاداری امامِ حسینؑ نے ایک خاص تبدیلی کا سامنا کیا اور اس تبدیلی کے اہم نتائج یہ ہیں:

۱) تاریخی کتب کا عقلی تجزیہ۔

۲) واقعات کو تفصیلاً بیان کرتے ہوئے اس زمانے کے حالات کو اور دیگر علمی شواہد کو مدنظر رکھنا۔

۳) جدید انداز میں امامِ حسینؑ کے قیام کے مقاصد اور اہداف کو بیان کرنا۔

۴) غور و فکر، تجربے اور بحث و مباحثے اور یہ امر جوانوں کی فکر کو جنبش اور حرکت میں لانے کا ایک طریقہ ہے۔

۵) جدید آلات کے ساتھ عزاداریوں اور جلوسوں کو مرتب کرنا اور عزاداری کے حوالے سے ادارے قائم کرنا۔

۶) ٹی وی چینلز پر عزاداری کی رسومات یہاں تک کہ قمہ زنی کو بھی دکھانا

۷) عزاداری کو محرم اور صفر سے نکال کر پورے سال مختلف مناسبتوں پر قائم کرنا یہاں تک کہ گھروں میں ہفتہ وار مجالسِ عزا کا انعقاد کرنا۔

۸) عزاداری اور محبتِ اہلبیت اور ان کے مصائب پر گریے میں اضافہ اور آدابِ عزاداری کا بہتر انداز میں خیال رکھنا جیسا کہ کالا لباس پہننا اور مختلف مقامات پر بینرز اور پوسٹرز لگانا۔

۹) عزاداری کے حوالے سے کتابیں، جریدے، فلمیں، ٹیبلوز وغیر شائع کرنا۔

۱۰) عزاداری کا اس حد تک دفاع کہ اس کی راہ میں جان بھی قربان کر دی جائے۔

● یہ تو اس تبدیلی کے مثبت نتائج تھے، کیا اس تبدیلی کے منفی نتائج بھی ہیں؟

تبدیلی تکلیف اور پریشانی کے بغیر نہیں آتی خاص طور پر ایسی بڑی تبدیلی لہٰذا جب بھی کوئی چیز ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے میں منتقل ہوتی ہے تو کچھ منفی نتیجے بھی سامنے آتے ہیں خاص کر جب اس تبدیلی اور انتقال کے پیچھے اتنا پرانا تاریخی پسِ منظر ہو جسے میں نے آپ سے بیان کیا۔ قمہ زنی اور اس کے حامی اور مخالفین کا رویہ کہ جس کے بارے میں ہم آج گفتگو کرنے جمع ہوئے ہیں اس تبدیلی کے منفی نتائج میں سے ہے اگرچہ یہ اختلافات لوگوں کے دل ودماغ اور ان کے اخلاقیات کے چھپے ہوئے پہلو کو سامنے لے کر آتے ہیں اور یہ اختلافات خدا کی طرف سے آزمائش ہوتے ہیں جن سے گزر کر عقلیں کامل ہوتی ہیں اور ہر انسان کی اچھائی یا برائی سامنے آجاتی ہے۔

ہم اپنے مذہب میں اور اس طرح مختلف مذاہب کے درمیان موجود اختلاف کا سامنا کرتے ہیں لیکن ہمارا ماننا ہے کہ ان اختلافات کا نتیجہ (اگرچہ یہ اختلافات مناسب نہیں) مثبت نکلتا ہے اگر اختلاف کرنے والے اخلاقیات اور اپنی درست فطرت کے مطابق بات کریں لہٰذا ہم منفی اختلافات میں بھی ان کے مثبت نتائج کو تلاش کرتے ہیں اور اس سوچ کے بغیر ہم علمی اور اخلاقی راہ پر چلتے ہوئے ان اختلافات کو حل نہیں کر سکتے اور اس سوچ کے تحت قمہ زنی اور اس قسم کے دیگر اختلافی موضوعات پر بات کرتا ہوں اگرچہ میرے بعض دوست اس کام سے روکتے بھی ہیں اور ان کے تحفظات بھی ہیں پس اصلاح کی خاطر بحث کرنا بحث نہ کر کے اختلافات کو پروان چڑھانے سے بہتر ہے۔

فقط اہلِ عقل وتقویٰ کے لیے

● بہت خوب۔۔۔ آپ نے تمہید کے طور پر بہت اہم باتیں بیان فرمائیں۔۔۔ اب یہ بتائیے کہ آپ کے مطابق قمہ زنی کی حکمت کیا ہے؟ اور یہ عمل کیوں انجام دینا چاہیے؟

جو مجتہدین قمہ زنی کی تائید کرتے ہیں وہ سب اہلِ تقویٰ اور باشعور افراد ہیں۔ کیا ممکن ہے کہ ایک عقلمند شخص کسی شرعی دلیل، معقول حکمت اور تاریخی وجہ کے بغیر کسی عمل کی تائید کرے جب کہ اس میں مثبت اثرات بھی نہ پائے جاتے ہوں؟

● معذرت کے ساتھ! کیا وہ مجتہدین جو اس عمل کی نفی کرتے ہیں اہلِ تقویٰ اور صاحبِ عقل نہیں ہیں؟

میری یہ مراد نہیں ہے۔۔۔ کسی چیز (یا کسی شخص) کی تائید سے دوسروں کی نفی نہیں ہوتی۔۔۔ اور دوسری بات یہ کہ قمہ زنی کے حوالے سے جو اختلاف ہے وہ اس کے حکمِ ثانوی میں ہے۔۔۔ یعنی جو علما اس کی مخالفت کرتے ہیں وہ آج کے زمانے میں (اپنی معلومات کے مطابق) اس عمل کو یا تو مذہبِ تشیع کی توہین اور بدنامی کا سبب سمجھتے ہیں یا پھر اس عمل کو جسم کے لیے بڑے نقصان کی وجہ سمجھتے ہیں۔۔۔ ورنہ خود قمہ زنی کی حرمت پر (اگر اس سے مذہب کی توہین نہ ہو اور جسم کو کوئی بڑا نقصان نہ پہنچے) کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے اور اگر کوئی کہے کہ قمہ زنی کے حکم میں ہمیں شک ہے تو

اسے اصالتِ برائت اور استصحابِ عدمِ تکلیف کے ذریعے رد کر دیا جائے گا۔ یہ تمام کلام صاحبانِ عقل و تقویٰ کے ساتھ ہیں لیکن جو افراد تعصب اور شدت پسندی سے کام لیں اور عقل کی راہوں کو بند کر دیں تو وہ افراد ہمارے مخاطب ہی نہیں۔

اور تیسری بات یہ کہ عقلمند افراد میں بھی اختلافِ رائے پایا جاتا ہے لیکن ان کے اختلافات دشمنیوں میں تبدیل نہیں ہوتے، کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ اختلاف اور محبت ایک ساتھ جمع ہو سکتے ہیں۔۔۔ درحقیقت عقلمند افراد اختلاف کو ترقی کا راستہ سمجھتے ہیں جب کہ جاہل افراد اختلاف کو دشمنی اور نفرت سمجھا کرتے ہیں۔۔۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ یہ بھی خوش قسمتی ہے کہ کسی کا دشمن عقلمند ہو اور علما، مراجع، عقلمندوں اور صاحبانِ حکمت میں اختلافِ رائے ہونا ایک معمول کی بات ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنی تربیت، ثقافت، علمیت اور معاشرتی حالات کے سبب سے ہر موضوع کو اپنے منفرد زاویے سے دیکھتا ہے اور جب بات یوں ہے تو ہمیں چاہیے کہ ادب سے ان افراد سے گزارش کریں کہ اپنے پیروکاروں میں جھگڑے کی روک تھام کے لیے کچھ کریں۔ میرے خیال سے ان افراد نے گفتگو نہ کر کے اور اخلاقیات کی ترویج نہ کر کے جاہلوں کو یہ موقع دیا ہے کہ وہ ان کا نام استعمال کریں اور اختلافات کو مزید گہرا کریں اور اپنی طاقتیں ضائع کریں اور تفرقہ پیدا کریں۔ یہاں تک کہ ان میں سے اکثر افراد اس آیت کا مصداق بن گئے ہیں:

"انھوں نے آپس میں بات ختم کر دی ہے اور ہر گروہ اسی بات پر خوش ہے جو اس کے پاس ہے۔"(۷)

ان امور کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ میری طرح ہر اس فرد کا جو دل میں شیعیت کا درد رکھتا ہے یہ حق ہے کہ وہ مجتہدین کی طرف رجوع کرے

کیوں کہ (میرے اور بہت سے افراد کے خیال میں) آج کے زمانے میں اندرونی فتنوں اور بیرونی خطرات سے نمٹنے کا یہی طریقہ ہے۔

مرجعیت کے دامن کو تھامنا ہمارے لیے واحد راستہ ہے، اگرچہ بہت سے افراد اس امر کو کمزور کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔۔۔ اور میں بالکل واضح الفاظ میں کہتا ہوں کہ امامؑ کی غیبت کے زمانے میں ہمیں صرف مرجعیت کا نظام متحد رکھ سکتا ہے۔۔۔ اور اس نظام کے صدر میں مجتہدین، اور پھر حوزاتِ علمیہ اور مذہبی ادارے اور علما اور ہمارے علاقوں میں مجتہدین کے نمائندے شامل ہیں۔

اور اس نظام کا سب سے ادنیٰ مرحلہ یہ ہے کہ مجتہدین مختلف علاقوں میں ایسے افراد کو اپنا نمائندہ منصوب کریں جو ان کے علمی نظریات سے واقف ہو اور انا اور غرور سے پاک نیک نامی اور سچائی کا حامل ہو۔۔۔ کیوں کہ نیک نامی اور سچائی اسلامی تعلیمات میں شامل ہیں اور ان تعلیمات کو عام کرنے والے افراد میں یہ خصوصیات ہونی چاہیے ہیں۔

اور پھر ابتدائی طور پر ضروری ہے کہ مجتہدین اپنے مقلدین میں اچھے کاموں میں تعاون اور ایک دوسرے کے ساتھ مناسب انداز میں رہنے اور پیش آنے کے اخلاق کو فروغ دیں تاکہ اہلبیت علیہم السلام کے ماننے والوں میں موجود اندرونی اختلافات ختم ہو سکیں۔۔۔ کیوں کہ ان کو بیرونی دشمنوں سے بہت بڑے خطرات لاحق ہیں۔

حضرتِ امام صادق علیہ السلام نے اپنے شیعوں سے فرمایا تھا:

"تقوائے الٰہی اختیار کرو اور ایک دوسرے کے لیے نیک بھائی بن کر رہو جو خدا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے میل جول رکھتے ہیں اور ایک

دوسرے کے ساتھ مہربانی سے پیش آتے ہیں اور ایک دوسرے سے ملنے اور ملاقات کرنے جایا کرو اور ایک دوسرے کو یاد رکھو اور ہماری باتوں کو (اپنے درمیان) زندہ رکھو۔"(۸)

۞۞۞۞

قمہ زنی کی حمایت کرنے والے

● ہمیں ان مجتہدین کے نام بتائیں جو قمہ زنی کو جائز قرار دیتے ہیں۔

مرزا نائینی (جو آیت اللہ خوئی کے استاد ہیں) نے بصرہ والوں کے خط کے جواب میں (بتاریخ ۵ ربیع الاول ۱۳۴۵ ہجری/۱۹۲۶ عیسوی) لکھا کہ قمہ زنی، زنجیر زنی، اس حد تک ماتم کرنا کہ جلد سرخ یا سیاہ ہو جائے، طبلے اور ڈھول بجانا اور شبیہیں برآمد کرنا، یہ تمام امور جائز ہیں۔

اور بہت سے دیگر مراجع نے مرزا نائینی کی تائید کی جن کا نام سید علاء الدین آل بحر العلوم طباطبائی (۹) نجفی صاحب نے اپنی کتاب مراسم عاشوراء فی فتاوی المراجع العلماء میں درج کیے ہیں اور اس کتاب میں مذکورہ علما کے علاوہ اور کئی علما نے جن میں سے کچھ مرزا نائینی کے بعد اور کچھ ان سے پہلے کے زمانے کے ہیں اور جنھوں نے مرزا نائینی کی تائید کی ان کی مجموعی تعداد تو بہت زیادہ ہے مگر شہدائے کربلا کی مناسبت سے میں یہاں بہتر ۷۲ کا نام بیان کرتا ہوں:

۱۔ سید عبد الہادی شیرازی (نجفِ اشرف کے مشہور و معروف مرجع)

۲۔ سید محسن حکیم (عراق کے مشہور و معروف مرجع)

۳۔ سید ابو القاسم خوئی (نجفِ اشرف میں حوزۂ علمیہ کے سرپرست اور انھیں مرجعِ اعلی کے لقب سے بھی نوازہ گیا ہے)۔

۴۔سید محمود شاہرودی (نجفِ اشرف کے مشہور و معروف مرجع)

۵۔شیخ محمد حسن مظفر

۶۔سید حسین حمامی

۷۔شیخ خضر بن شلال نجفی

۸۔شیخ محمد کاظم شیرازی

۹۔سید عبد اعلی سبزواری (جو اپنے تقوی اور اہلبیت علیہم السلام کی روایات پر شدید اعتماد کے ساتھ فتاوئ دینے میں مشہور ہیں۔)

۱۰۔سید محمد رضا گلپا ئگانی (قم کے مشہور اور معروف مرجع)

۱۱۔ سید کاظم مرعشی (مشہدِ مقدس کے مرجع)

۱۲۔سید مہدی مرعشی (قم کے مشہور اور معروف مرجع)

۱۳۔سید علی مدد قاینی (خراسان کے مشہور مرجع)

۱۴۔سید نجفی مرعشی (ان کا کتب خانہ قم میں مشہور ہے۔)

۱۵۔سید محمد کاظم یزدی (کتاب عروۃ الوثقی کے مؤلف)

۱۶۔شیخ عبدالکریم حائری (قم میں حوزۂ علمیہ کی بنیاد رکھنے والے)

۱۷۔شیخ مرتضی انصاری (مجتہدین اور فقہا کے استاد اور ان کی کتابیں تمام حوزاتِ علمیہ میں پڑھائی جاتی ہیں)

۱۸۔مجدد شیرازیِ کبیر (تنباکو کے معاملے میں جنکا ۱۸۹۱ ہجری میں دیا گیا فتویٰ مشہور ہے۔)

۱۹۔ان کے فرزند مرزا علی شیرازی (اپنے والد کے بعد بزرگ عالمِ ربانی)

۲۰۔امام شیخ محمد حسین کاشف الغطا (اپنی کتاب الآیات البینات میں

انھوں نے تطبیر کے استحباب کو دلیلوں کے ساتھ تفصیل سے ذکر کیا ہے۔)

۲۱۔شیخ محمد تقی شیرازی (عراق میں ثورۃ العشرین یعنی عراق کے ۱۹۲۰ کے انقلاب کے قائد)

۲۲۔مرجعِ اعلی سید ابوالحسن اصفہانی

۲۳۔مقدسِ اردبیلی

۲۴۔علامہ مجلسی (بحار الانوار کے مولف)

۲۵۔فقیہِ کبیر شیخ علی کبیر نخجوانی

۲۶۔مرحوم شیخ محمد علی آراکی (انھیں حوزۂ قم میں شیخ المجتہدین کے لقب سے نوازا گیا ہے۔)

۲۷۔مرجعِ کبیر سید بروجردی (حوزۂ قم کے مرجعِ اعلی اور جامع احادیث شیعہ کے مؤلف)

۲۸۔سید مرزا ہادی خراسانی حائری

۲۹۔مرجعِ دینی جو مجددِ ثانی کے نام سے مشہور ہیں سید محمد حسینی شیرازی

۳۰۔مرجعِ کبیر سید عبداللہ شیرازی (بزرگ اور معروف مراجع میں سے ہیں)

۳۱۔سید محمد جواد طباطبائی

۳۲۔شیخ علی فلسفی

۳۳۔مرحوم سید محمد حجت (جو پرہیز گاری میں مشہور تھے اور ان کا امام حجت (عج) سے ان کی ملاقات کا قصہ مشہور ہے۔)

۳۴۔شیخ بہاء الدین محلاتی (شیراز کے بزرگ مرجع)

۳۵۔سید حسین قمی

۳۶۔ سید مرتضیٰ فیروز آبادی

۳۷۔ سید علی فانی اصفہانی

۳۸۔ سید احمد شہرستانی

۳۹۔ سید احمد خونساری (جو تہران کے مشہور مرجع تھے)

۴۰۔ مرزا احمد آشتیانی

۴۱۔ شیخ مرتضیٰ حائری

۴۲۔ شیخ محمد علی سیبویہ (کربلا اور مشہد کے معروف مرجع)

۴۳۔ سید بہاء الدینی (قم کے معروف عرفا میں سے)

۴۴۔ شیخ محمد حسین غروی اصفہانی (جو استاذ المجتہدین کے نام سے مشہور ہیں)

۴۵۔ مرحوم سید محمد وحیدی (حوزۂ قم کے مرجع)

۴۶۔ شہید سید محمد صادق صدر (جو شہید صدرِ ثانی کے لقب سے مشہور ہیں)

۴۷۔ شہید شیخ علی غروی (نجفِ اشرف کے مرجع)

۴۸۔ شیخ یعسوب الدین رستگاری (حوزۂ قم کے مرجع)

۴۹۔ سید محمد تقی خونساری

۵۰۔ شیخ محمد فیض قمی

۵۱۔ شیخ ہاشم آملی

ان مراجع کے نام جو ابھی زندہ ہیں (اللہ ان کی عمروں کو طولانی کرے)

۵۲۔ سید حسن قمی (مشہدِ مقدس کے بزرگ مرجع)

۵۳۔ سید صادق روحانی (حوزۂ قم کے معروف مرجع)

۵۴۔ سید مفتی شیعہ (حوزۂ قم کے معروف مرجع)

۵۵۔ سید تقی طباطبائی قمی (حوزۂ قم کے معروف مرجع)

۵۶۔ شیخ مرزا جواد تبریزی (حوزۂ قم کے معروف مرجع)

۵۷۔ شیخ وحید خراسانی (حوزۂ قم کے معروف مرجع)

۵۸۔ شیخ محمد تقی بہجت (حوزۂ قم کے معروف مرجع)

۵۹۔ سید صادق شیرازی (حوزۂ قم کے معروف مرجع)

۶۰۔ شیخ فاضل لنکرانی (حوزۂ قم کے معروف مرجع)

۶۱۔ سید محمد تقی مدرسی (تہران کے معروف مرجع جو ایک زمانے میں کربلا منتقل ہو گئے)

۶۲۔ شیخ صافی گلپایگانی (حوزۂ قم کے معروف مرجع)

۶۳۔ سید محمد باقر شیرازی (مشہدِ مقدس کے معروف مرجع)

۶۴۔ سید محمد شاہرودی (حوزۂ قم کے معروف مرجع)

۶۵۔ سید محمد سعید حکیم (نجفِ اشرف کے مشہور مرجع)

۶۶۔ شیخ یوسف صانعی (حوزۂ قم کے معروف مرجع)

۶۷۔ شیخ حسین علی منتظری (حوزۂ قم کے معروف مرجع)

۶۸۔ شیخ بشیر نجفی (نجفِ اشرف کے معروف مرجع)

۶۹۔ شیخ اسحاق فیاض (نجفِ اشرف کے معروف مرجع)

۷۰۔ سید موسیٰ شبیری زنجانی (حوزۂ قم کے معروف مرجع)

۷۱۔ سید علوی گرگانی (حوزۂ قم کے معروف مرجع)

۷۲۔ سید محمد علی طباطبائی (سیدہ بی بی زینب سلام اللہ علیہا کے علاقے سوریہ کے مرجع)

● کیا آپ ہمیں مرزا نائینی کے عین وہ الفاظ بتا سکتے ہیں جن کی تائید مذکورہ علمانے فرمائی ہے؟

جی۔۔۔مرزا نائینی کے الفاظ یہ تھے:

"ہاتھوں سے چہرے اور سینے کو اتنا پیٹنا کہ جلد سرخ یا سیاہ ہو جائے جائز ہے بلکہ کاندھے اور کمر پر اسی حد تک (کہ جلد سرخ یا سیاہ ہو جائے) زنجیر زنی کرنا بھی جائز ہے۔ بلکہ اگر ماتم یا زنجیر زنی سے مختصر سا خون بھی نکل آئے تب بھی کوئی حرج نہیں۔ جہاں تک رہی بات سر پر تلوار اور قمے کے ماتم کی تو اگر اس عمل سے جسم کے لیے کوئی خطرہ نہ ہو اور فقط اتنا خون نکلے جو جسم کے لیے نقصاندہ نہ ہو اور سر کی ہڈی بھی سلامت رہے (جیسا کہ ماتم میں مہارت رکھنے والے لوگ واقف ہیں) تو یہ بھی درست اور جائز ہے۔"

میں آپ کے سامنے شیخ مرتضیٰ انصاری کا فتویٰ بھی پیش کرتا ہوں۔۔۔اور یہ جان لیجیے کہ شیخ انصاری کی عظمت اور علمی مقام کو پہچاننا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ بس اتنا آپ کی خدمت میں عرض کردوں کے شیخِ انصاری کی کتابیں، رسائل اور مکاسب تقریباً دو صدیاں گزرنے کے باوجود حوزاتِ علمیہ میں پڑھائی جاتی ہیں۔

شیخِ انصاری مرزا نائینی سے پہلے کے تھے اور ۱۸ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۱ ہجری کو ان کا انتقال ہوا۔

وہ اپنی فقہی مسائل کی کتاب میں جس کا نام سرور العباد ہے متفرقہ مسائل کے دوسرے صفحے کے آخر میں لکھتے ہیں:

"اگر کوئی شخص تلوار یا اس کی سی کسی دوسری چیز سے اپنے آپ کو زخمی کرے مگر اس کے جسم کو نقصان نہ پہنچے تو یہ کام جائز ہے۔"

● آپ نے آیت اللہ سید علی حسینی سیستانی صاحب کی رائے بیان نہیں کی۔۔۔

مجھ سے ایک معتبر اور قابلِ اعتماد خطیب نے نقل کیا کہ آیت اللہ سیستانی صاحب فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

اور کچھ معتبر زائرین جو کچھ وقت قبل، ۵ ربیع الاول ۱۴۲۷ ہجری کے روز آیت اللہ سیستانی سے ملاقات کر کے آئے تھے، انھوں نے بیان کیا کہ آیت اللہ سیستانی نے قمہ زنی کی تائید اس انداز میں کی کہ اس محفل میں ایک بحرینی شخص ایسا تھا جو قمہ بنانے کا کام کیا کرتا تھا تو آیت اللہ سیستانی نے دیگر افراد کی موجودگی میں اس سے فرمایا:

"یہ نیک کام ہے اور اس سے حاصل ہونے والی کمائی حلال، پاک اور بابرکت ہے۔"

اور اس واقعے کو عینی شاہدین نے اور خود اس شخص نے جس کا نام حاج عباس تھا میرے سامنے بیان کیا۔

اور مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جب آیت اللہ سیستانی کے پاس امامِ حسین علیہ السلام کے غم میں بے تابی کے حوالے سے سوال آیا تو انھوں نے جواب میں قرآن کی یہ آیت لکھی:

"خدا کی نشانیوں کا ادب اور احترام کرنا دلوں کا تقویٰ ہے۔"(۱۰)

اور بیشک قمہ زنی امامِ حسین علیہ السلام کے غم میں بے تابی کا اظہار ہے۔

مزید یہ کہ قم میں آیت اللہ سیستانی کے دفتر سے مہر اور دستخط کے ساتھ ایک تحریر صادر ہوئی جس میں قمہ زنی کے جائز ہونے کا حکم لکھا تھا اور اس تحریر کو ہم اس کتاب کے آخر میں ضم کریں گے۔ اگر آیت اللہ سیستانی کے نزدیک قمہ زنی جائز نہ ہوتی تو ان کے قم کے دفتر سے آنے والی تحریر پر حرام ہونے کا حکم ہوتا یا ان کے نجف کے دفتر سے

اس کی تردید ہوتی یا پھر وہ آج کے زمانے میں عراق میں اس عمل کو روکتے جب کہ عراق کے لوگ ان کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔

اسی طرح ایک اور قابلِ اعتماد شخص نے مجھے بتایا کہ وہ پچھلے سال آیت اللہ سیستانی سے ملنے گیا اور ان سے قمہ زنی کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا:

"جو شخص قمہ زنی کرنے والوں میں (علامتی) کفن (جو عراق میں قمہ زنی کرتے وقت جسم پر اوڑھے جاتے ہیں) تقسیم کرواتا ہے، کیا وہ قمہ زنی کو حرام قرار دے سکتا ہے؟"

ایک اور دلیل یہ کہ آیت اللہ سیستانی کی ویب سائٹ کے فارسی کے حصے میں یہ سوال موجود ہے کہ کیا ہم عزاداری میں اپنے جسم کو زخمی کر سکتے ہیں؟ تو اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ یہ کام جائز ہے۔

● جن افراد کا آپ نے نام لیا ان کے علاوہ بھی کیا کوئی مشہور عالمِ دین ہیں جو قمہ زنی کو جائز سمجھتے ہیں؟

جی ہاں۔۔۔ ہزاروں علما ہیں، جن میں نمایاں طور پر علامہ امینی (کتاب الغدیر کے مصنف) اور سید شرف الدین (کتاب المراجعات کے مصنف) جو دونوں مرحوم ہو چکے بلکہ مرحوم شیخ دربندی تو اسے واجبِ کفائی قرار دیتے تھے اور مرحوم شہید دستغیب نے اپنی کتاب القصص العجیبہ میں قمہ زنی کے جائز ہونے پر دلیل کے طور پر ایک معجزہ بھی نقل کیا ہے جو ایک قمہ زنی کے جلوس میں، نجف میں مولا امیر المومنین علیہ السلام کے حرم کے دروازے پر پیش آیا اور سید حسن شیرازی نے اپنی کتاب الشعائر الحسینیہ میں قمہ زنی کا بہت شدت سے دفاع کیا ہے اور وہ خود کربلا میں دینی طلاب کے قمہ زنی کے جلوس کی سرپرستی کیا کرتے تھے۔

اور ان بزرگ شخصیات میں سے جو قیدِ حیات میں ہیں، علامہ سید جعفر مرتضی عاملی نے اپنی کتاب مراسم عاشوراء میں، بحرینی عالم آیت اللہ شیخ محمد سند نے اپنی کتاب الشعائر الحسینیہ بین الاصالت و التجدید میں، علامہ علی کورانی نے اپنے کتابی مجموعے الانتصار میں، سید حسین فالی نے اپنی کتاب التطبیر حماسہ الشیعہ فی عاشوراء میں، علامہ شیخ محمد جمیل حمود عاملی نے اپنی کتاب رد الھجوم میں، شیخ فاضل ناصر منصور نے اپنی کتاب التطبیر حقیقۃ لا بدعۃ میں، علامہ شیخ محمد جمعہ نے اپنی کتاب اللمعہ الساکبۃ میں اور دیگر کئی علما نے قمہ زنی کو جائز قرار دیا ہے۔

● کیا قمہ زنی کو جائز قرار دینے والے علما اس میں کوئی شرط بھی لگاتے ہیں؟

جی ہاں۔۔۔ قمہ زنی کی تائید کرنے والے اکثر علما یہ فرماتے ہیں کے یہ عمل اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ جسم کے لیے کسی قابلِ توجہ نقصان کا سبب نہ بنے لیکن علما فرماتے ہیں کہ یہ بات ہر شخص خود طے کرے گا کہ کیا قمہ زنی اس کے لیے نقصاندہ ہے یا نہیں، اور اگر کوئی شخص یہ سمجھ رہا ہو کہ قمہ زنی اس کے لیے نقصاندہ نہیں ہے اور وہ قمہ زنی کرے تو کسی دوسرے کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ قمہ زنی کرنے والے شخص پر یہ الزام لگائے کہ یہ اپنے آپ کو نقصان پہنچا رہا ہے۔

اور مجتہدین نقصان کا معیار یہ بیان فرماتے ہیں کہ ایسا عمل جس سے انسان کی موت واقع ہو سکتی ہو یا جسم کا کوئی عضو ناکارہ ہو سکتا ہو، نقصاندہ عمل کہلاتا ہے اور اس سے کم تر درجے کے نقصان کو شریعت نقصان نہیں سمجھتی اور جائز قرار دیتی ہے۔

آیت اللہ خوئی اپنی کتاب مصباح الاصول کی دوسری جلد میں صفحہ نمبر ۵۵۱ پر لکھتے ہیں:

"انسان اپنی جان لینے یا کسی عضو کو ناکارہ بنانے کے علاوہ اپنے جسم کو دیگر نقصانات پہنچا سکتا ہے، کیوں کہ دیگر نقصانات کے حرام ہونے پر ہمارے پاس کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔"

یعنی ان دو چیزوں کے علاوہ دیگر کا حرام ہونا قرآن اور احادیثِ اہلبیت سے ثابت نہیں ہے تو یہ جائز ہیں۔

نیز علامہ کاشف الغطا اپنی کتاب **الآیات البینات** صفحہ ۱۸ پر لکھتے ہیں:

"بے شک انسان کا اپنے آپ کو زخمی کرنا اور اپنا خون بہانا ذاتی طور پر ایک جائز اور مباح فعل ہے لیکن کبھی یہ کام واجب ہو جاتا ہے اور کبھی حرام بھی ہو سکتا ہے، مگر وجوب یا حرمت اس پر کسی خاص عنوان اور اعتبار کی وجہ سے عارض ہوا کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر انسان کی تندرستی اس پر موقوف ہو تو یہ واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ بعض اوقات حجامہ کروانے میں یا فصد کھلوانے میں ہوا کرتا ہے، اور اگر یہ کام انسان کی جان جانے کا یا کسی بڑے نقصان کا سبب بنے تو حرام بھی ہو جاتا ہے اور کبھی ایسا بھی کوتا ہے کے اس کام میں ایک اچھائی کا پہلو پیدا ہو جاتا ہے مگر وہ پہلو اسے واجب نہیں بناتا جیسا کہ اہلبیت علیہم السلام اور خاص طور پر امامِ حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کی یاد میں یہ کام انجام دینا اور اس کام کے ذریعے دیکھنے والوں کے اذہان میں امامؑ کے مصائب کی منظر کشی کرنا۔۔۔ بے شک یہ کام نہایت اچھا اور بہت نیک ہے۔"

ہاں اگر ان امور میں کوئی شخص اتنا خون بہا دے جو موت کا یا کسی بڑے نقصان کا سبب بنے تو فقہا و مجتہدین کیا، کوئی عقلمند شخص بھی اس کام کو درست نہیں کہے گا۔

پہلی بات یہ کہ میں تقریباً ساٹھ ۶۰ سال کا ہونے والا ہوں اور ہر سال عزاداری

کا مشاہدہ کرتا ہوں اور آج تک میں نے قمہ زنی کے نتیجے میں کسی کی موت واقع ہوتے یا کسی کا کوئی بڑا نقصان ہوتے نہیں دیکھا۔

دوسری بات یہ کہ اگر کہیں قمہ زنی سے ایسے واقعات پیش آئے بھی ہوں تو نہایت کم اور شاذ ہیں، اور فقیہ کی ذمہ داری یہ ہے کہ کلی امور میں لوگوں کی ذمہ داری بیان کرے اور شاذ اور نادر الوقوع امور کے بارے میں بات کرنا فقیہ کی شان نہیں۔

اور ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ جو بھی سمجھتا ہے کے کوئی فعل اس کے لیے نقصان یا موت کا سبب بن سکتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس فعل کو انجام نہ دے۔

● **جو مجتہدین قمہ زنی کو جائز سمجھتے ہیں، وہ خود یہ عمل کیوں انجام نہیں دیتے؟**

پہلی بات تو یہ کہ ہر جائز کام کو انجام دینا ضروری نہیں بلکہ ہر مستحب کام کو انجام دینا بھی ضروری نہیں اور انسان کو اختیار ہے کہ مختلف مستحبات میں سے جو زیادہ اہمیت رکھتے ہیں ان کا انتخاب کر لے اور باقیوں کو ترک کر دے، کیوں کہ مستحبات کی کثرت کی وجہ سے کسی کے بس میں نہیں کہ تمام کے تمام مستحبات کو بجا لائے۔

دوسری بات یہ کہ بہت سے مجتہدین قمہ زنی کیا کرتے تھے، جیسے کی شیخ عبد اللہ مامقانی، شیخ فاضل دربندی، اور بعض کے مطابق سید قمی اور دیگر مجتہدین۔۔۔

اور میں نے یہ بھی سنا ہے کہ بعض علما قمہ زنی کرتے ہیں مگر عام مجمعے میں نہیں بلکہ خصوصی مجالس میں۔۔۔ اور اسکے مختلف اسباب ہیں جو ان کی ذات یا ماحول کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں مثال کے طور پر بعض علما یہ نہیں چاہتے کہ ان کے اس عمل سے بعض ایسے لوگوں کو بہانہ مل جائے جو دین کا مذاق اڑانے کے در پے رہتے ہیں اور بعض افراد ریا کاری سے بچنے کے لیے اس عمل کو خصوصی مجلسوں میں انجام دیتے ہیں۔

اور تیسری بات یہ کہ شاید بعض علما جوانی میں قمہ زنی انجام دیتے تھے مگر اب بزرگی

کے سبب اس عمل کو انجام دینے سے قاصر ہیں۔

چوتھے یہ کہ اگر یہ تنقید درست مان لی جائے تو امامِ خمینیؒ پر بھی یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ وہ لوگوں کو جنگ کرنے کے لیے ابھارتے تھے اور اسے واجب قرار دیتے تھے مگر خود جنگ کرنے نہیں گئے۔ یا یہ کہ وہ لوگوں کو امامِ رضاؑ کی زیارت کی طرف ترغیب دیتے تھے مگر وہ خود ایران واپس آنے کے بعد تقریباً چودہ (۱۴) برس تک مشہدِ مقدس کی زیارت کے لیے نہیں گئے۔ یعنی پچیس (۲۵) برس تک انھوں نے مولا رضاؑ کی زیارت نہیں کی تو کیا یہ اعتراض انقلابِ ایران کے بانی پر کیا جا سکتا ہے؟ قطعاً ایسا نہیں۔۔۔ کیوں کہ حالات، زمانہ، انسان کا مقام، اور زیادہ اہمیت رکھنے والے افعال کو فوقیت دینے سے ہر انسان کی ذمہ داری دوسرے سے مختلف ہو جایا کرتی ہے۔

● کیا آپ قمہ زنی کرتے ہیں؟ یا دوسروں کو اس کام کی ترغیب دیتے ہیں؟

میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اس کام کی توفیق دے، مگر جیسا کہ میں نے کہا ہر شخص کی ذمہ داری دوسرے سے مختلف ہے۔

۞۞۞۞

قمہ زنی کی مخالفت کرنے والے

● کیا قمہ زنی کی حمایت کرنے والوں میں آپ کی بیان کردہ طویل فہرست سے ایسا سمجھنا ٹھیک ہے کہ قمہ زنی کی مخالفت کرنے والے علما بہت کم تعداد میں ہیں؟

جی ہاں، ایسا ہی ہے مگر ان مجتہدین کی رائے محترم اور ان کے مقلدین کے لیے واجب العمل ہے کیوں کہ ہمارے مسلک اور مذہب میں اجتہاد (اور اختلافِ رائے) کے دروازے کھلے ہیں۔ میں اس مقام پر قمہ زنی کے تمام حامی اور مخالفین کے نام بیان کرنا نہیں چاہتا مگر کلی طور پر بات یہی ہے کہ اکثر علما قمہ زنی کو درست سمجھتے ہیں اور بہت کم تعداد ان علما کی ہے جو اس کے ترک کو بہتر قرار دیتے ہیں اور وہ بھی اس معاملے میں حاکمِ شرع کے طور پر حرمت کا حکم لگانے سے اجتناب کرتے ہیں۔

اور ہم یہاں اپنی آزادیِ اظہارِ رائے کو استعمال کرتے ہوئے اکثر علما کے نظریے کو اپنا کر اسے ثابت کریں گے مگر ہمارا مقصد دیگر علماء کی توہین یا بے ادبی ہرگز نہیں ہے بلکہ ہم اسے ایک علمی بحث کے طور پر پیش کریں گے جس میں ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ دوسرں کے احترام اور ادب کا خیال رکھتے ہوئے دلائل کی روشنی میں اپنی رائے بیان کرے۔

دوسروں کی رائے کو دلائل سے رد کرتے ہوئے آزادی کے ساتھ اپنی رائے کو

بیان کرنا مذہب تشیع کے حوزاتِ علمیہ کا قدیمی طریقہ رہا ہے۔

● جو افراد قمہ زنی کی مخالفت کرتے ہیں وہ اس کی حرمت کا فتویٰ دینے والوں کی اتنی طویل فہرست بیان کرتے ہیں کہ محسوس ہوتا ہے کہ اکثر علما اس کو حرام قرار دیتے ہیں اور فقط کچھ افراد اسے جائز سمجھتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

بہت کم تعداد میں ایسے علما ہیں جو اس کو کسی دوسرے اور عارضی عنوان اور اعتبار سے (جیسے جسم کو نقصان پہنچانا) حرام قرار دیتے ہیں یا مناسب نہیں سمجھتے۔

لیکن ہمارے حوزاتِ علمیہ میں ایک خاص گروہ ایسا پایا جاتا ہے جو اہلبیت علیہم السلام سے محبت اور عزاداری سے مربوط امور کے بارے میں یہ سوچ رکھتا ہے کہ ان کی اس حد تک ضرورت نہیں اور امام حسین علیہ السلام کے معاملے میں اتنے جذبات کے ساتھ کام لینا درست نہیں اور ایران میں انقلابِ اسلامی کی کامیابی کے بعد اس گروہ کے بعض افراد اور علما نے اپنی سیاسی جد و جہد اور تعلقات کے سبب حکومت میں خاصہ اثر و رسوخ حاصل کر لیا اور پھر اپنے ذاتی نظریات کو بڑھا چڑھا کر پھیلانے کے لیے اور دوسروں کی بات کو دبانے کے لیے اس اثر و رسوخ سے فائدہ اٹھانا شروع کر دیا لیکن سب سے پہلے جس شخص نے قمہ زنی کے موضوع پر گفتگو کا آغاز کیا وہ لبنان کے عالم مرحوم سید محسن امین عاملی تھے جنھوں نے سنہ ۱۳۴۶ ہجری میں ایک کتابچہ لکھا جس کا نام رسالہ التنزیہ تھا اور اس میں انھوں نے اپنی ذاتی رائے بیان کرتے ہوئے لکھا کہ عزاداری سے قمہ زنی اور اس قسم کی رسموں کا خاتمہ کیا جانا چاہیے آج کے زمانے میں اس گروہ نے جس کا میں نے تذکرہ کیا دوسروں کی رائے کو سننے اور اس پر غور و فکر کیے بغیر اس بات کو پھیلانا شروع کر دیا اور اسے بڑھا دیا یہاں تک کہ اب صورتحال یہ ہے کہ یہ معاملہ ایک بہت ہی گھمبیر قابلِ بحث اور اختلافی معاملہ بن چکا ہے جب کہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"آپس میں تنازعات نہ کرو ورنہ کمزور ہو جاوگے۔"(۱۱)

اور کچھ عام لوگ جو ایسے علما کے دروس اور مجالس میں شرکت کرتے ہیں، یک طرفہ رائے سن سن کر اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ قمہ زنی کرنے والے افراد پر مختلف تہمتیں لگاتے ہیں اور طعنے دیتے ہیں۔

ہم ان علما کی اختلافِ رائے سے خفا نہیں ہوتے، کیوں کہ اختلاف ایک فطری عمل ہے لیکن کیا اظہارِ رائے کی آزادی فقط ان کے پاس ہے؟ کچھ افراد کی رائے کے حق میں لوگوں کو ابھارنا اور ان کے جذبات کو استعمال کرنا اور اکثر فقہا کے نظریے کو نظر انداز کرتے ہوئے ان کے مقلدین کو پریشانی اور حیرانی میں مبتلا کرنا درست نہیں۔ اس گروہ میں سے بعض نے اپنے آپ کو دین کا ترجمان سمجھ رکھا ہے اور ہر معاملے میں دخل اندازی کرتے ہیں، گویا خدا نے انھیں اور ان کے ہم خیال لوگوں کو تمام افراد میں سے منتخب کر لیا ہے اور انھیں زمین پر اپنا وکیل اور نمائندہ بنا دیا ہے اور یہ گروہ عوام کو گمراہ کرنے کے لیے کچھ ان لوگوں کے نام کو جو قمہ زنی کو درست قرار دیتے ہیں، قمہ زنی کے مخالفین کی فہرست میں درج کر دیتے ہیں اور بعض دوسرے اور تیسرے اور چوتھے درجے کے علما کے نام کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ گویا وہ مراجع اور پہلے درجے کے علما ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس بات پر (جس کے سبب سے مؤمنین میں اختلافات پیدا ہو رہے ہیں اور دین کی صورت تبدیل ہو رہی ہے اور خدا، رسولؐ اور ان کے اہلبیت علیہم السلام ناراض ہو رہے ہیں کہ جن کی خواہش یہ ہے کہ ان کے چاہنے والے عزاداری کی رسموں کا احترام کریں اور ان سے متمسک رہیں) خاموشی اختیار کرنا شرعاً جائز نہیں ہے اور نہ ہی اخلاقاً دیندار لوگوں کے لیے

مناسب ہے۔

میں آپ کے سامنے علما سے جھوٹے فتوے کی نسبت دینے پر ایک مثال پیش کرتا ہوں۔

ایک اختلافی مسئلہ ہے کہ اگر حاکمِ شرع کوئی حکم دے تو کیا تمام مؤمنین پر اس کی اتباع واجب ہے یا صرف ان مؤمنین پر جو اس حاکمِ شرع کی حکومت میں رہتے ہیں۔ اور مزید یہ کہ کیا حاکم کا ہر حکم ماننا واجب ہے یا صرف وہ احکامات جو حاکمِ شرع قاضی ہونے کی حیثیت سے جھگڑوں اور تنازعات میں جاری کرتا ہے؟

بظاہر آیت اللہ سید علی سیستانی اور آیت اللہ ابوالقاسم خوئی کی رائے یہ ہے کہ حاکمِ شرع کی حکومت میں رہنے والے تمام افراد پر حاکم کا حکم ماننا واجب ہے۔ اب قمہ زنی کے مخالف یہ کہتے ہیں کہ آیت اللہ سیستانی کے مطابق حاکمِ شرعی کا حکم ماننا واجب ہے اور آیت اللہ خامنہ ای نے قمہ زنی کی حرمت کا حکم دیا ہے، لہٰذا آیت اللہ سیستانی کے مقلدین بھی قمہ زنی انجام نہیں دے سکتے (جب کہ آیت اللہ سیستانی کے نزدیک حاکمِ شرع کا حکم ماننا سب پر نہیں بلکہ اس کی حکومت میں رہنے والوں پر واجب ہے۔)

اور دوسری جانب سے یہ بات بھی دھوکے اور غلط انداز سے ثابت کرتے ہیں کہ آیت اللہ خامنہ ای نے قمہ زنی کی حرمت کا حکم دیا ہے جب کہ آیت اللہ خامنہ ای کے الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ قمہ زنی سے نصیحت کرتے ہوئے روکتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ یہ سمجھ آتا ہے کہ وہ اپنے مقلدین کے لیے اس کی حرمت کا فتویٰ دیتے ہیں مگر حاکمِ شرع ہونے کے ناطے انھوں نے کبھی بھی قمہ زنی کی حرمت کا کلی حکم نہیں دیا۔

پس اس گروہ کی باتوں کے پیچھے فقط اور فقط ہٹ دھرمی ہے اور ممکن ہی نہیں کہ آیت اللہ خامنہ ای نے انھیں اپنی ہی رائے کے برخلاف بات کرنے کا کہا ہو اور آیت اللہ

سیستانی صاحب کا فتویٰ جاننے کے لیے آپ ان کی ویب سائٹ org_post@najaf پر ۱۴-۰۹-۲۰۰۰ کو پوچھا گیا سوال دیکھ سکتے ہیں جس میں لکھا گیا کہ:

"آیت اللہ سیستانی صاحب کی خدمت میں ہمارا سلام! آپ کی قمہ زنی کے حوالے سے کیا رائے ہے اور حاکمِ شرع کے حکم پر عمل کرنے کے بارے میں آپ کا کیا فتویٰ ہے؟ کیا سب پر حکم ماننا ضروری ہے یا ہر کوئی اپنے مجتہد کے فتوے کے مطابق عمل کرے؟ براہِ مہربانی ہمارے سوالات کا جواب دیجیے خدا آپ کا سایا امتِ مسلمہ پر قائم رکھے۔"

جواب میں تحریر ہے:

بِسْمِهِ تَعَالَى۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ۔

جواب ۱: عزاداری کی رسومات کو قائم کرنا مستحب ہے بشرطیکہ جسم اور دین کو نقصان نہ پہنچے۔

جواب ۲: ہر شخص اپنے مجتہد کے فتوے کے مطابق عمل کرے۔

والسلام! (۲۶-۴-۲۰۰۰)[۱۲]

علامہ علی کورانی نے اپنی کتاب الانتصار، جلد ۹، صفحہ ۴۸۴ پر جو بات لکھی ہے اس پر غور فرمائیں:

"بعض لوگوں نے سر کو پیٹنے اور زخمی کرنے کے معاملے میں حد سے زیادہ تنقید کی ہے اور ان اعمال کو نہایت خوفناک صورت میں پیش کیا ہے اور اس کام کی دلیل رہبرِ معظم (خدا ان کی حفاظت فرمائے) کے قول کو بنایا ہے۔ اس معاملے کی تہہ

تک پہنچنے کے لیے میں نے رہبرِ معظم کے دفتر فون کیا تو وہاں موجود عالم کہ جن کا
نام مجھے اب بھی یاد ہے انھوں نے بتایا کہ درحقیقت رہبرِ معظم نے سینہ زنی
کہاں قمہ زنی تک کو حرام قرار نہیں دیا بلکہ بات یہ ہے کہ رہبرِ معظم نے ان امور
کو ان دشمنوں کے سامنے بڑھا چڑھا کر پیش کرنے سے منع کیا ہے جو ان امور
کے ذریعے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ شیعہ سخت دل، خونریز اور وحشی ہیں اور یہ
اپنا خون بہا کر اپنے آپ کو اس لیے سنگ دل بناتے ہیں تاکہ دوسروں کا خون
بہاتے وقت ان کو رحم نہ آئے اور ہم ان دشمنوں کو یہ نہیں سمجھا سکتے کہ یہ سنگ دلی
نہیں بلکہ محبت اور رحم دلی ہے اس لیے رہبرِ معظم نے اس کام کو ترک کرنے کا کہا
ہے مگر حرمت کا فتویٰ نہیں دیا پس یہ مسئلہ ایک مہربان باپ کی اپنے بیٹوں سے
نصیحت ہے نہ کہ ایک مجتہد کا فتویٰ اور اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ اب بھی ایران
میں یہ امور انجام پاتے ہیں پس ان کی مخالفت کرنے والوں سے میری گزارش
ہے کہ میری بات سنیں!

میرا یہ کہنا ہے کہ اگر شیخ کورانی کی یہ تمام باتیں منگھڑت ہیں تو کیوں حکومتِ
ایران یا رہبرِ معظم کے دفتر کے لوگ شیخ کورانی سے اس بارے میں سوال نہیں کرتے یا
پھر کیوں اس کی تردید میں رہبرِ معظم کے دفتر سے کوئی بیان جاری نہیں کیا جاتا؟ اور ان
کی کتاب کی تصحیح کا مطالبہ نہیں ہوتا؟ جب کہ شیخ کورانی اب بھی حوزۂ علمیہ قم میں موجود
ہیں اور ایران میں مختلف چینلز پر بھی آتے ہیں اور میں خود اس کتاب کی پہلی اشاعت
کے بعد ان سے مل چکا ہوں اور وہ اس بات پر قائم تھے کہ اس کتاب میں لکھی گئی باتیں
درست ہیں انھوں نے یہ بھی بتایا کہ اس کتاب کے بعد سے وہ کافی محدود ہو گئے ہیں۔

میں اس سال ۱۴۲۷ ہجری رجب میں، رہبرِ معظم کے دفتر گیا اور وہاں عربی

استفتا آت کے شعبے کے مدیر جناب شیخ اسد قیصر سے ملا اور میرے ہمراہ قبلہ عبدالکریم
حائری بھی موجود تھے وہاں قمہ زنی پر گفتگو چھڑی تو میں نے بتایا کہ میں اس حوالے
سے ایک کتاب لکھ رہا ہوں جس میں میں علمی دلائل سے اس کے جائز ہونے کو ثابت
کروں گا تو شیخ اسد قیصر نے بہت ہی ادب واحترام کے ساتھ فرمایا:

”رہبرِ معظم نے اس کام کو عنوانِ ثانوی کے تحت حرام قرار دیا ہے اور عنوانِ اولیٰ
کے تحت وہ بھی تمام مجتہدین کی طرح اسے جائز سمجھتے ہیں اور ایران میں بہت
سے علما قمہ زنی کو جائز سمجھتے ہیں اور ان کے مقلدین اسے انجام بھی دیتے ہیں،
جیسا کہ اصفہان وغیرہ میں قمہ زنی انجام پاتی ہے پس کوئی ایسی بات نہیں کہ ہم
تعصب سے کام لیتے ہوئے کسی دوسرے کی رائے کو دبائیں۔ صرف اس بات
کی ضرورت ہے کہ رہبرِ معظم کی توہین کرنے والوں کو سمجھایا جائے کہ وہ اس کام
سے اجتناب کریں اور رہبرِ معظم کے مقلدین کو بھی سمجھایا جائے کہ وہ دوسروں پر
تہمتیں نہ لگائیں۔“

میرے مطابق قبلہ نے انتہائی عمدہ بات کی ہے۔

ہمارے دین نے ہمیں یہی سکھایا ہے پس ہمیں چاہیے یہی اخلاق اپنائیں
اور دینداروں کو ایسا ہی ہونا چاہئے چاہے وہ قمہ زنی کی حمایت کرنے والے
ہوں یا اس کی مخالفت کرنے والے میں جب بھی کسی محفل میں بیٹھتا ہوں تو
لوگوں کو تاکید کرتا ہوں کہ رہبرِ معظم کے احترام میں کسی قسم کی کمی نہ کریں اور
اس بات پر زور دیتا ہوں کہ جاہل و نادان لوگ فقہی اختلافات کو بغض اور دشمنی
میں بدل دیتے ہیں پس ہمیں ادب و احترام کے ساتھ اختلاف کرنا چاہیے اور
حقیقت کی کھوج لگانے کے لیے بحث کرنی چاہیے۔

● بات تو درست ہے مگر امامِ خمینیؒ کی قمہ زنی کے بارے میں کیا رائے ہے؟

میں نے انقلابِ ایران کی کامیابی سے پہلے، سن ۱۹۷۷ میں امامِ خمینیؒ تقلید کرنا شروع کی اور ۱۹۳۳ تک ان کی تقلید میں رہا اور پھر کچھ مسائل میں ان کی اور اور بعض مسائل میں آیت اللہ شیرازی کی تقلید کی اور سنہ ۱۹۸۴ میں امامِ خمینیؒ کے ۲۰۰ جدید مسائل کا عربی میں ترجمہ بھی کیا جو بعد میں قم میں ان کے وکیل علامہ عباس مہری کے گھر میں کوئی واقعہ پیش آنے کے سبب ضائع ہو گیا اور یہ بات مہری صاحب کے بیٹوں نے مجھے بتائی اور ترجمے کے دوران میں نے ان تمام مسائل میں چھان بین کی اور مجھے قمہ زنی کی حرمت کا فتویٰ کہیں نہیں ملا۔ ہاں! ایران عراق جنگ کے دوران انھوں نے یہ فرمایا تھا کہ بہتر ہے کہ جنگ میں زخمی ہونے والوں کے لیے خون کا عطیہ دیا جائے اور ان کے الفاظ یہ تھے:

"ایسے حالات میں قمہ زنی نہ کی جائے۔"

جس کا مطلب یہ ہے کہ جب حالات معمول پر آجائیں گے تو قمہ زنی کا اصل حکم یعنی جائز ہونا پلٹ آئے گا اور جنگ کے حالات میں بھی ان کے الفاظ سے قمہ زنی کی حرمت کا فتویٰ اخذ نہیں کیا جا سکتا بلکہ یہ محض ایک نصیحت تھی۔

مزید یہ کہ اصفہان میں امامِ خمینیؒ کے وکیل اور حوزۂ علمیہ اصفہان کے سرپرست آیت اللہ سید امامی جو کہ ایران کی مجلسِ خبرگان کے اہم رکن بھی ہیں فرماتے ہیں کہ جب میں نے امامِ خمینیؒ سے منسوب حرمت کا فتویٰ سنا تو اس کی تصدیق کے سلسلے میں امامِ خمینیؒ سے ملنے گیا تو امامِ خمینیؒ نے اس کی تردید کی اور فرمایا کہ ان کا نظریہ قمہ زنی کے معاملے میں جواز کا ہی ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ قمہ زنی کی حرمت کے قول کو

مضبوط بنانے کے لیے امامِ خمینیؒ اور دیگر علما سے جھوٹے فتوے منسوب کرنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ایک اور نکتہ یہ کہ یہ بات مشہور ہے کہ امامِ خمینیؒ عزاداری کے معاملے میں قدیم رائج طریقوں پر چلنے کی بہت تاکید کرتے تھے جیسا کہ حوزاتِ علمیہ کے معاملے میں بھی امامِ خمینیؒ کی یہی رائے تھی۔

امامِ خمینیؒ فرماتے ہیں:

"امامِ حسین علیہ السلام کی راہ کے زندہ رہنے کا سبب گریہ کرنا، نوحے پڑھنا، آہ و بکا کرنا، سینہ زنی کرنا اور جلوسوں کا انعقاد ہی ہے اور اگر عزاداری فقط ان تک محدود رہتی جو اپنے گھر کے ایک کونے میں بیٹھ کر گریہ کرتے ہیں، زیارتِ عاشورا پڑھتے ہیں اور تسبیح کرتے ہیں تو عزاداری اور امامِ حسین علیہ السلام کی راہ ہم تک نہ پہنچتی بلکہ ختم ہو جاتی کسی بھی فکر اور تحریک کو گریہ کرنے والے زندہ رکھتے ہیں اور گریہ کرتے وقت سروں کو پیٹنا چاہیے۔۔۔ جس فکر کے پیروکاروں میں گریہ کرنے والے اور سروں اور سینے کو پیٹنے والے نہ ہوں وہ فکر تاریخ کی راہوں میں کھو جاتی ہے۔" (۱۳)

کتابِ درختِ خونین (خون آلود درخت) کے مؤلف نے اپنی کتاب میں ایک قصہ تحریر کیا ہے کہ جب شاہِ ایران نے امامِ خمینیؒ کو ملک بدر کیا اور وہ ترکیہ تشریف لے گئے (انیس سو ساٹھ کی دہائی میں) تو وہاں کے لوگ ان کی موجودگی میں قمہ زنی انجام دیا کرتے اور اس واقعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قمہ زنی کرنے والوں کو امامِ خمینیؒ کس قدر اہمیت دیا کرتے تھے۔

● آپ نے قمہ زنی کو جائز قرار دینے والے بہتر (۷۲) افراد کا نام بیان فرمایا اور بعد میں شیخِ انصاریؒ، آیت اللہ سیستانی اور امامِ خمینیؒ کے ناموں کا بھی اضافہ کر دیا۔

جی ہاں! اور اس کے بعد کل تعداد پچھتر (۷۵) ہوگئی مگر قمہ زنی کے جائز ہونے کا فتویٰ دینے والے اس سے زیادہ ہیں کیوں کہ اکثر قدیم اور حالیہ مجتہدین اسے جائز سمجھتے ہیں اور ممکن ہے کہ بہت سے مجتہدین کے نام میرے ذہن سے نکل گئے ہوں۔

● **کیا رہبرِ معظم اور سید فضل اللہ کے علاوہ کوئی اور بھی ہے جو قمہ زنی کو حرام قرار دیتا ہو؟**

یہ دو افراد اس رائے کے حوالے سے مشہور ہیں، اور ان کے علاوہ شہید مرتضی مطہری اور علامہ شیخ محمد مہدی شمس الدین کی بھی یہی رائے ہے لیکن قمہ زنی کو حرام قرار دینے والے پہلے عالم سید محسن امین ہیں جنھوں نے تقریباً اسی (۸۰) سال قبل شام میں یہ فتویٰ دیا (جن کا تذکرہ پہلے بھی گذر چکا ہے) اور ان کی مخالفت بزرگ عالمِ دین عبدالحسین شرف الدین نے کی (جو المراجعات کے مصنف بھی ہیں) اور ان کے اس فتوے پر تنقید کرتے ہوئے ایک شعر بھی کہا (جیسا کہ خلیلی کی کتاب ھکذا عرفتھم میں درج ہے) سید محسن امین کی اور بھی بہت علما نے مخالفت کی جن میں سرِ فہرست بزرگ عالمِ دین مرزا نائینی تھے اور بہت سے بزرگ علما نے مرزا نائینی کا ساتھ دیا اور ان علما کے فتووں کی کئی بار اشاعت ہوئی اور اس کتاب کے آخر میں بھی ہم ان کا تذکرہ کریں گے اور بڑے عالم عبدالحسین حلی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام الشعائر الحسینیہ فی المیزان الفقھی رکھا اور اس میں سید محسن امین کی رائے کو رد کیا۔ جیسا کہ ایک اور عالم شیخ محمد حسن مظفر نے بھی قمہ زنی کی حمایت میں نصرت المظلوم نامی کتاب لکھی۔

اور ان سب کے باوجود تشیع کے حوزاتِ علمیہ میں اجتہاد اور اختلافِ رائے کے دروازے سب کے لیے کھلے ہیں اور اس بات پر ہم تاریخ میں فخر کرتے آئے ہیں اور

لوگوں پر لازم ہے کہ ہر کوئی کسی دوسرے کی توہین کیے بغیر اپنے مجتہد کے فتوے کے مطابق عمل کرے، جیسا کہ حج میں ہوا کرتا ہے کہ ایک ہی قافلے میں موجود مختلف افراد اپنے اپنے مرجعِ تقلید کے فتوے کے مطابق حج کو انجام دیتے ہیں اور کسی قسم کا اختلاف یا توہین نہیں ہوتی۔ اس طریقۂ کار کو عزاداری کے معاملے میں بھی رائج کرنا چاہئے پس قمہ زنی کی حرمت کا فتویٰ دینے والے مجتہدین کے مقلدین کو اس کام سے اجتناب کرنا چاہیے جیسے اس کو جائز سمجھنے والے مجتہدین کے مقلدین کو یہ کام کرنے کی اجازت ہونی چاہیے اور یہ اختلافِ رائے رکھنے اور آزادیِ اظہارِ رائے کے آداب میں سے ہے جو ہمیں اور ہمارے جوانوں کو اپنانے چاہییں۔

دونوں گروہوں کی دلیلیں

● قبلہ کیا آپ نے فریقین کے دلائل کا مطالعہ کیا ہے؟

میں نے ذاتی طور پر اس کی حمایت کرنے والوں کی دلیلوں کا مطالعہ کیا ہے اور اس میں کوئی فقہی غلطی یا کمزوری یا ایسی کوئی چیز نہیں پائی جو عقل وحکمت کے ساتھ ٹکرائے۔ جیسا کہ بعض قمہ زنی کے مخالفین کا خیال ہے اور پھر موازنہ کرنے کے لیے مخالفین کی دلیلوں کا بھی مطالعہ کیا تو حمایت کرنے والوں کی دلیلوں سے زیادہ مضبوط نہیں پایا، اور ان کی دلیلیں زیادہ تر عنوانِ ثانوی کے لحاظ سے ہیں (جیسا کہ پہلے بھی بتایا گیا) اور گویا حکمِ اولی کے لحاظ سے اصل میں مباح ہونے کی وجہ سے قمہ زنی کا جائز ہونا سب کے نزدیک یقینی ہے۔ میں نے یہ بات ہزاروں علما، مجتہدین اور مراجع کی کتب کا مطالعہ کر کے سمجھی ہے اور میں یہ بات قمہ زنی کی حرمت کا فتویٰ دینے والوں اور ان کے پیروکاروں کی مخالفت کرنے کی غرض سے نہیں کہہ رہا بلکہ میری غرض یہ ہے کہ آپ کو اپنے سوال کا جواب مل جائے اور کھلے دل کے ساتھ اس کتاب کو پڑھنے والوں کے لیے بات واضح ہو جائے کیوں کہ تعصب کے ساتھ اس کتاب کو پڑھنے والوں سے بات کرنے کے راستے بند ہیں جب تک وہ لوگ آزادیِ اظہارِ رائے اور حریت پسندی سے کام لینا شروع نہ کر دیں اور میرے پاس اس بات پر شیخ علی کورانی کی مثال ہے (جن کا تذکرہ پہلے بھی گذرا) کہ وہ قمہ زنی کو جائز قرار دیتے ہیں اور اپنی تقاریر اور کتابوں میں کھل کر اسے دلائل سے ثابت کرتے ہیں جیسا کہ

سب کو معلوم ہے، آپ ان کی کتاب **الانتصار** کی نویں جلد کا مطالعہ کر کے دیکھیں لیکن ان سب کے باوجود اسلامی جمہوریہ ایران کے حکام ان کا بہت احترام کرتے ہیں اور انھیں چینلز پر آنے سے اور گفتگو کرنے سے نہیں روکتے۔

● کتنا اچھا لگتا ہے! جب لوگ اختلافی مسائل میں ایسا برتاؤ کرتے ہیں۔

جی۔۔۔ یہی وہ اخلاق ہے جسے ہمیں اپنے اجتماعی اور علمی معاملات میں اپنانے کی ضرورت ہے تاکہ لوگ آزادی کا ذائقہ چکھ سکیں اور تمام افراد کی رائے کو سن کر اپنی ذاتی رائے کے مطابق اور مستقل طور پر بہترین نظریے کو اپنانے کا فن سیکھ سکیں اور اس اخلاق کے ناپید ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آج کے زمانے میں اکثر علمی اور مذہبی تنظیمیں امام باڑے اور عزاداری کسی ایک شخص کی صوابدید پر چل رہے ہیں اور ان پر ایک قسم کی آمریت کا راج ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ سب دین کے نام پر انجام پا رہا ہے جب کہ دین تو آیا ہی اس لیے ہے تاکہ لوگوں کو آمریت کی زنجیروں سے نکال سکے اور آزادی اظہارِ رائے دے سکے تاکہ اس کے بعد لوگ اپنی مرضی سے مختلف راہوں اور نظریات میں سے بہترین کا انتخاب کر سکیں لہٰذا میرے خیال سے اگر کوئی شخص دوسروں کو اپنی رائے بیان کرنے سے روکتا ہے تو اس کی فقط یہ وجہ ہے کہ وہ اپنی رائے پر مضبوط دلیل نہیں رکھتا اور اسے خوف ہے کہ کہیں دوسروں کے دلائل اس کی کمزور رائے کو بہا کر نہ لے جائیں اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ کوئی شخص دوسروں کی رائے کو دبائے اور ان کے ساتھ گفتگو اور مناظروں سے اجتناب کرے تاکہ لوگ تمام فریقوں کی بات سن کر خود فیصلہ کریں۔ خدا نے تو اپنی کتاب میں وہ مکالمہ بھی بیان کر دیا جو ابلیس کے ساتھ ہوا جس میں ابلیس نے اپنی رائے پر دلیل دی لیکن آج کے بعض خود غرض افراد خود کو قران سے بھی برتر سمجھتے ہیں اور دوسروں کو

اظہارِ خیال کا موقع ہی نہیں دیتے (اگرچہ دوسرے ان کے ہم خیال ہی کیوں نہ ہوں) اور یہ کام تاریخ کے اس زمانے میں انجام پا رہا ہے جو روشن خیالی اور آزادی کا زمانہ تصور کیا جاتا ہے اور بہت سے لوگ جو بعض حکومتوں کو آمریت کا طعنہ دیتے ہیں خود اسی آمریت کا ایک نمونہ ہیں میرے خیال سے ہماری اپنی صفوں میں کھڑے افراد کی یہ جوٹ بیرونی دشمنوں کی دشمنی سے زیادہ خطرناک ہے اور خدائے صادق نے یہ فیصلہ سنا دیا ہے کہ:

"خدا اس (نعمت) کو جو کسی قوم کو (حاصل) ہے نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت کو نہ بدلے۔"(۱۴)

اور ہمیں خیال رکھنا چاہیے کہ اس قرآنی آیت کے مخاطب نہ بن جائیں جس میں خدا فرماتا ہے:

"مومنو! تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے۔ خدا اس بات سے سخت بیزار ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔"(۱۵)

● لیکن اس موضوع پر گفتگو کرنے کے لیے آپ اتنی تاکید کیوں کر رہے ہیں؟ جب کہ اکثر علما اس پر بات نہیں کرتے۔

میں کوشش کرتا ہوں کہ ایک رسالی (رسالت والا) شخص بنوں اور رسالی شخص ہمارے ہاں اسے کہتے ہیں جو معاشرے کو بہتر بنانے کی رسالت اور ذمہ داری اٹھائے اور دیگر افراد کی طرح ان کے طریقے پر چل کر اپنی زندگی نہ گزارے اور دوسروں کی تیار کی گئی آسائشوں کو جن کے لیے اس نے خود کوئی محنت نہ کی ہو اپنے حصے میں نہ لے۔

ہم نے اپنے ملک میں انیس سو ستر کی دہائی کے آخری حصے سے سیاسی آمریت

کے خلاف آواز اٹھا رکھی ہے اور اپنی تمام تر جوانی اور آسائشیں اس آمریت سے مقابلہ کرنے میں قربان کر دی ہیں لیکن یہ سب اس لیے نہیں تھا کہ سیاسی آمریت کی جگہ مذہبی آمریت لے لے جب کہ دینی آمریت سیاسی آمریت سے کہیں زیادہ خطرناک ہے اور جو شخص رسالی ہے وہ لوگوں میں شعور بیدار کرنے اور ان پر حجت تمام کرنے کے لیے ہر قسم کی پریشانی اور امتحان سے گذرنے کی طاقت رکھتا ہے، چاہے یہ سلسلہ کئی نسلوں تک جاری رہے لیکن جب اپنے ہی اس رسالی کی مخالفت کرتے ہیں اور اپنی پرانی اور نادرست عادتوں کو نہیں چھوڑتے اور اس سے دشمنی پر اتر آتے ہیں یا اس کا مذاق اڑاتے ہیں تو یہ چیز بہت اذیت دیتی ہے۔

اور یہ تمام واقعات اس وقت پیش آتے ہیں جب ہم سب یہ دعویٰ کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم معاشرے کے لیے ایک مثال قائم کرنا چاہتے ہیں جس میں آزادی، عدل، محبت، تعاون اور ہر ایک کو اس کا حق دینا (خاص کر اگر وہ ہمارے مذہب سے ہے) ہمارا نصب العین ہو۔ میں نے ذاتی طور پر اس وقت انقلابِ ایران کی تحریک میں امامِ خمینیؒ کا ساتھ دیا جب اکثر لوگ سمجھتے تھے کہ یہ ایک ناکام کوشش ہوگی، میں نے اپنی جوانی کے عروج میں انھیں اخلاقی اقدار کو زندہ کرنے کے لیے ان کا ساتھ دیا اسی لیے اگر کوئی گروہ اپنے آپ کو امامِ خمینیؒ کی راہ پر چلنے والا کہے مگر اس قسم کی دینی آمریت کو اپنائے اور مومنین میں اختلافات اور تفرقہ پھیلائے تو یہ امامِ خمینیؒ سے خیانت ہوگی۔

میرے بھائی! یہ افراد تعصب میں اس قدر آگے بڑھ چکے ہیں کہ جو شخص بھی ان کی بات سے اختلاف کرے اسے فاسق قرار دیتے ہیں، چاہے وہ رہبرِ معظم کا چاہنے والا ہی کیوں نہ ہو (میں نے اپنی کتاب **قصص و خواطر** میں رہبرِ معظم کی

جو تعریف کی ہے آپ اس کا مطالعہ فرمائیے)۔ اور یہ انتہا پسند افراد تمام حدیں پار کر کے اپنی محفلوں میں ایسی باتیں کرتے ہیں جس سے لوگوں کے درمیان تفرقہ، دشمنی اور کینہ پیدا ہوتا ہے، یہاں تک کہ ایک گھرانے کے افراد ایک دوسرے کو برداشت نہیں کرتے اور ایک دوسرے سے سلام دعا نہیں کرتے اور ان کے چہروں پر اور آنکھوں میں وہ دشمنیاں نظر آنے لگتی ہیں جو ایک مؤمن کے لیے درست نہیں۔ یہ باتیں میں نے سنی نہیں بلکہ اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں اور یہ حربے میرے اور میرے اہلِ خانہ اور ہم خیال افراد کے خلاف بھی استعمال ہوتے ہیں۔

کیا آپ کے خیال میں رہبرِ معظم ان حرام افعال سے بھرپور رویے، کینے، دشمنی اور تعصب زدہ ماحول کو پسند کریں گے؟ اگر قمہ زنی کو حرام مان بھی لیا جائے تو بھی میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ان افراد کا یہ کام قمہ زنی سے زیادہ بڑا گناہ اور حرام ہے میں سن ۱۴۲۴ ہجری شوال میں خود رہبرِ معظم سے ملنے گیا اور انھیں میں نے بتایا کہ ان کا نام استعمال کرتے ہوئے بعض متعصب افراد بحرین میں کیسا برتاؤ کر رہے ہیں تو انھوں نے فرمایا:

"یہ افراد میری نمائندگی نہیں کر رہے۔"

پس یہ لوگ اپنی ہوئی وہوس کی نمائندگی کر رہے ہیں اور رہبرِ معظم کی نافرمانی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور لوگوں کو ان کی ذات کی نسبت بدظن کر رہے ہیں جب کہ رہبرِ معظم خود ان افراد سے لاتعلق ہیں۔

اور حیران کن بات یہ ہے کہ ان انتہا پسند افراد میں سے بعض کے نجی معاملات سے میں بہت اچھی طرح واقف ہوں، ان میں سے ایک سے میں قم، کویت اور بحرین میں کئی بار مل چکا ہوں اور موصوف نجی محفلوں میں رہبرِ معظم کی ذات پر ہر قسم کے

الزامات لگاتے ہیں اور ان کی توہین کرتے ہیں لیکن لوگوں کے سامنے ان کا تذکرہ ایسے کرتے ہیں جیسے امامِ زمانہ کا تذکرہ کر رہے ہوں۔

ایک مرتبہ ہمارے علاقے (الحرق۔ بحرین) میں ایک مجلس میں موصوف نے رہبرِ معظم کی شان بیان کرنے میں اس قدر مبالغے سے کام لیا جو نہ شرعاً درست ہے اور نہ خود رہبرِ معظم اس پر راضی ہوتے ہیں اور مجلس کے بعد میرے کان میں نہایت بے ادبی سے کہتے ہیں:

"یہ سب باتیں لوگوں کو سنانے کے لیے تھیں، ورنہ میری ذاتی رائے تو یہ ہے کہ خامنہ ای صاحب مرجعِ تقلید کہاں مجتہد بھی نہیں ہیں۔

جی ہاں! یہ حضرت (اور ان جیسے کئی) ہمارے علاقوں میں آ کر انتہا پسندی کو فروغ دیتے ہیں اور جہاں بھی جاتے ہیں زہر اگلتے ہیں تا کہ ان کی شہرت ہو اور دوسروں سے لوگ نفرت کریں۔ یہ افراد فساد کی جڑ ہیں اور رہبرِ معظم کے نام کو استعمال کرنے والے ہیں جب کہ رہبرِ معظم کا ان سے اور ان سے دیگر دین فروش علما سے کوئی تعلق نہیں۔

یہی موصوف انقلابِ ایران سے پہلے نجف میں مجھے طعنے دیتے تھے کہ میں امام خمینیؒ کی تقلید کرتا ہوں اور آج مجھے طعنے دیتے ہیں کہ میں امامِ خمینیؒ کی راہ سے بھٹک چکا ہوں۔

اس طرح یہ افراد دین سے کھیلتے ہیں اور حقائق کو مسخ کر کے لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں اور اپنی ذاتی رائے کی تشہیر کرتے ہیں اور جہاد، اتحاد اور امامِ خمینیؒ کی راہ کے نام پر لوگوں میں دشمنیاں پھیلاتے ہیں۔

یہ وہی کام ہے جو عراق میں موجود تکفیری گروہ انجام دے رہا ہے کہ اہلِ سنت

کے نام پر اہلِ تشیع کو قتل کر رہا ہے تا کہ پوری دنیا میں اسلام کے چہرے کو مسخ کر سکے

● کیا اس عظیم تحریف کا مقابلہ کرنا اور حقیقی اسلامی اقدار کے دفاع کے لیے اپنے آپ کو مضبوط بنانا واجب نہیں؟

جی ہاں۔۔۔ میں اسی واجب کام کو بجالانے کی قیمت چکا رہا ہوں اور یہ وہی وعدہ ہے جو رسالی شخص کرتا ہے کہ اپنی راہ میں آنے والی ہر اذیت کا مقابلہ صبر کے ساتھ کرے گا اور خدا کے سوا کسی سی نہیں ڈرے گا۔

اور خدا کا شکر ہے کہ میرے صبر کا نتیجہ آنا شروع ہو چکا ہے اور مجھے رہبرِ معظم کے ایک قریبی شخص نے بتایا ہے کہ اس بحرینی عالم کو محدود کرنے کے لیے رہبرِ معظم غور فرما رہے ہیں تا کہ وہ مزید تفرقہ اور گمراہی نہ پھیلا سکے اور تمام تر اختلافات پیدا ہونے کے بعد اور لوگوں کے اذہان کے مشوش ہونے کے بعد اور بعض جاہل افراد کی طرف سے فقہی اختلافات کو بڑھاوا دینے کی بعد، آہستہ آہستہ لوگوں میں شعور پیدا ہونا شروع ہو چکا ہے۔
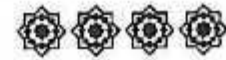
کیا قمہ زنی کے سبب ہم دہشت گرد کہلاتے ہیں؟

● قبلہ! دوبارہ موضوع پر آتے ہیں، قمہ زنی پر وارد اعتراضات کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ مثال کے طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ قمہ زنی کے نتیجے میں شیعہ قوم دنیا کے سامنے ایک سنگ دل قوم بن کر ظاہر ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دنیا ہمیں دہشت گرد سمجھنے لگتی ہے۔

اس کا بہترین جواب یہ ہے کہ آج تک کوئی قمہ زنی کرنے والا دہشت گردی، دھماکے یا کسی کے قتل میں ملوث نہیں پایا گیا۔ کیا عراق میں موجود تکفیری گروہ قمہ زنی انجام دیتا ہے؟ یا پھر کیا نائن الیون ۹/۱۱ کی کاروائی کرنے والے قمہ زنی انجام دیتے تھے؟

دنیا میں شیعہ تشدد اور دہشت گردی کے سب سے بڑے مخالفیں ہیں جب کہ عراق جیسے ملک میں وہ دہشت گردوں کا جواب انھیں کی زبان میں دینے کی طاقت بھی رکھتے ہیں۔ لیکن وہ صبر و تقویٰ کی راہ کو اپنائے رکھتے ہیں اور مرجعیت کی فرمانبرداری کرتے ہیں جب کہ یہ بات مشہور ہے کہ عراق میں شیعہ بہت بڑی تعداد میں قمہ زنی انجام دیتے ہیں۔

میرے بھائی! میرے خیال سے بات اس کے برعکس ہے۔ قمہ زنی اور خون کا ماتم شیعہ قوم کو یہ سکھاتا ہے کہ کسی قسم کی دہشت گردی سے خوفزدہ نہ ہوں اور انھیں صبر و استقامت سے کام لینے کا درس دیتا ہے جیسا کہ آج کل عراق میں ہو رہا ہے۔

پس قمہ زنی کے سبب شیعہ قوم اس فوجی کی مانند ہو چکی ہے جسے مشکل حالات کو صبر سے گزارنے کی تربیت دی گئی ہے۔ پوری تاریخ میں اور آج بھی شیعہ قوم کا مختلف صورتوں میں خون بہایا گیا ہے۔ پس شیعوں کو قمہ زنی انجام دیتے رہنا چاہیے تا کہ اپنے خون کا نذرانہ دینے کی عادت ان کے ہاں قائم رہے اور قمہ زنی شجاعت، قوتِ نفس اور دفاع کے فروغ کا ذریعہ ہے۔ خاص طور پر ان ممالک میں جہاں جمہوریت، اجتماعی ثقافت اور آزادی اظہارِ رائے موجود نہیں ہیں۔

اور یہ بالکل ان تربیتی مراحل کی طرح ہے جس سے فائر بریگیڈ اور دیگر ہنگامی حالات کو قابو کرنے والے اداروں کے نوجوان گزرتے ہیں تا کہ جب کوئی ناخوش گوار واقعہ پیش آجائے تو وہ حواس باختہ نہ ہوں اور اپنی ذمہ داری نبھا سکیں اور وہ جوان ان مشکل تربیتی مراحل سے گزرتے ہیں تا کہ کسی حادثے کی صورت میں کم سے کم نقصان ہو اور وہ اپنے ہوش وحواس میں رہیں۔

اور استعماری قوتوں کی یہ سازش رہی ہے کہ وہ قمہ زنی جیسے امور کا مذاق اڑا کر ان کو ہمارے معاشرے سے ختم کرنا چاہتی ہیں تا کہ ہمارے جوان اس سے حاصل ہونے والے جذبے، صبر اور شجاعت سے محروم رہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے مذاق اڑا کر وہ ہمارے معاشرے سے حجاب، قصاص، میراث اور ان کی سی چیزوں کا خاتمہ کرنا چاہتی ہیں۔

بلکہ وہ لوگ تو ہماری معاشی ترقی، ہمارے خود کفیل ہونے اور ہماری ایٹمی توانائی حاصل کرنے کی کوشش کے بارے میں بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم ان چیزوں کو دہشتگردی میں استعمال کریں گے تو کیا ہم یہ سب بھی چھوڑ دیں؟

عقلمند انسان وہ ہوتا ہے جو بین السطور باتوں کو پڑھ لیتا ہے اور کسی چیز سے

دستبردار ہونے میں جلد بازی نہیں کرتا بلکہ اس کے بارے میں اچھی طرح تحقیق کرتا ہے تا کہ اپنی نجی محفلوں میں استعماری طاقتیں ہماری بیوقوفی کا مذاق نہ اڑا سکیں۔

❁❁❁❁

کیا قمہ زنی خود کو اذیت پہنچانا ہے؟

● کیا قمہ زنی بذاتِ خود اپنے جسم کو اذیت پہچانا شمار نہیں ہوتا جو کہ ایک حرام کام ہے؟

جسم کو ہر اذیت پہنچانا حرام نہیں ہے۔

آپ جب ڈاکٹر کے پاس جا کر آپریشن کرواتے ہیں یا ٹیکہ لگواتے ہیں یا معدے کی صفائی کے لیے طبی آلے اپنے منہ کے ذریعے پیٹ تک پہنچواتے ہیں تو آپ اپنے آپ کو اذیت پہنچاتے ہیں،

میرے دوست! اپنے جسم کو فقط وہ اذیت پہنچانا حرام ہے جو بغیر کسی مقصد اور فائدے کے ہو اسی وجہ سے علاج کے سلسلے میں جو تکلیف جسم کو پہنچائی جائے وہ جائز بلکہ بعض اوقات واجب ہو جاتی ہے اسی طرح جو مجاہدین اور ملک کے دفاع میں اپنے جسم کو تکلیفیں دیتا ہے یا جو فوجی مشقوں کے دوران اپنے جسم کو اذیت پہنچاتا ہے، یہ سب جائز ہیں بلکہ بعض اوقات واجب ہیں اور اس کی وجہ وہ مقصد ہے جو اس تکلیف اور اذیت کے پیچھے ہے۔

جو شخص قمہ زنی انجام دیتا ہے وہ اس عمل کو اسی انداز سے دیکھتا ہے اور جو شخص قمہ زنی کرے لیکن اس میں اس شخص کو کوئی فائدہ نظر نہ آئے تو یہ ایسا ہی ہے کہ کوئی شخص بغیر مقصد کے نماز ادا کرے اور عزاداری اور سینہ زنی کرے لیکن اسے ان اعمال کا ہدف معلوم نہ ہو پس لازم یہ ہے کہ اس شخص کو ان امور کا ہدف اور مقصد اور ان امور

میں موجود تربیتی پہلو بتائے جائیں۔

مزید یہ کہ کسی اور کی قمہ زنی سے آپ کو اذیت نہیں پہنچ رہی لہٰذا آپ کسی اور کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ حرام کام کر رہا ہے بلکہ اس بات کا تعین وہ شخص خود کرے گا اور جب تک وہ مرجعیت کی چادر کے سائے میں ہے اور اس کا سابقہ تجربہ اسے بتا رہا ہے کہ کبھی قمہ زنی سے اسے کوئی نقصان نہیں ہوا بلکہ جسمانی، روحانی اور عقیدتی فائدے ہوئے ہیں تو وہ اپنی جگہ درست کام کر رہا ہے اور اپنی شرعی ذمہ داری پوری کر رہا ہے اور اگر کوئی شخص اس بات سے متفق نہیں ہے اور اس کا تجربہ اس کے خلاف ہے تو اس کی ذمہ داری بھی مختلف ہوگی ہم کیوں اپنی رائے کو دوسروں پر مسلط کرنے کی کوشش کرتے ہیں جب کہ خدا کے دین میں زور زبردستی نہیں ہے؟ کیا ہم ایسا آمرانہ اور شدید رویہ اپنا کر اپنا مذاق اڑانے والوں کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ہمارے ہاں دوسروں کی رائے اور آزادی کا احترام نہیں کیا جاتا؟ اور کیا اہلبیت علیہم السلام کے ماننے والوں کے ہاں جہاں اجتہاد کے دروازے کھلے ہیں اور فقہی اختلافات عام ہیں اندرونی معاملات سے نمٹنے کا طریقہ یہ ہونا چاہیے؟ یہ شدت پسند گروہ منشیات خاص کر چرس کے استعمال کا اتنا شدت سے کیوں مقابلہ نہیں کرتا جب کہ بہت سے مراجع نے اس کی حرمت کا فتویٰ بھی دیا ہے اور قمہ زنی میں اکثر استحباب کے قائل ہیں؟ یہ کیسی غیر فطری بات ہے!

کونسا کام بہتر ہے قمہ زنی یا خون کا عطیہ؟

● بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ خون ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ اس کا عطیہ کر دیا جائے۔ آپ کیا فرماتے ہیں؟

خون کا عطیہ کرنا بے حد اچھا کام ہے لیکن قمہ زنی کے دوران وہ خون نہیں بہایا جاتا جو مریضوں کے لیے کارآمد ہو مریضوں کو جس خون کی ضرورت ہوتی ہے وہ رگوں میں روان ہوتا ہے جب کہ قمہ زنی کے نتیجے میں جلد کے نیچے باریک شریانوں میں (میلا اور گندا) خون بہایا جاتا ہے اور ان دونوں میں بہت فرق ہے۔ خون کا عطیہ ایک انسانی عمل ہے اور دوسروں کے حق میں نیکی ہے جب کہ قمہ زنی ایک عزاداری کی رسم ہے جس میں کافی بلند دینی مقاصد پوشیدہ ہیں، اس میں اسلامی رہنمائی موجود ہے، اس کے ذریعے نہایت قیمتی اقدار کی طرف نشاندہی ہوتی ہے، اس میں ایک تاریخی خزانہ موجود ہے اور یہ دل میں عشقِ حسین کی آگ کو بھڑکاتی ہے۔

میں ایسے افراد کو بھی جانتا ہوں جو قمہ زنی بھی کرتے ہیں اور خون کا عطیہ بھی دیتے ہیں لہٰذا ان دونوں کاموں کو ایک ساتھ بھی انجام دیا جا سکتا ہے بلکہ بعض افراد تو ایسے بھی ہیں جو خون کا عطیہ بھی دیتے ہیں اور قمہ زنی کے حامی بھی ہیں مگر قمہ زنی انجام نہیں دیتے، جیسے کہ میں۔

اس حوالے سے ایک اور بات یہ کہ قمہ زنی میں بہنے والا خون وہی خون ہوتا ہے جو

حجامے میں نکالا جاتا ہے۔ گویا قمہ زنی بھی فصد کھلوانے کی مانند ایک فعل ہے جس کی قدیم اور جدید طب نے تائید کی ہے۔ میں بعض ایسے مریضوں کو جانتا ہوں جن کو قمہ زنی کے بعد صحت اور شفا ملی اور میں نے ایران کے بعض طبیبوں سے سنا بھی ہے اور بعض کتابوں میں بھی پڑھا ہے کہ قمہ زنی مختلف بیماریوں کے علاج میں مفید ہے جیسے کہ سر کے درد، مغز میں خون کا جم جانا، نظر کی کمزوری، چہرے پر دانے اور کالیسٹرول وغیرہ کے علاج کے لیے قمہ زنی فائدہ مند ہے کیوں کہ اس کے سبب جسم کی چکنائی خارج ہو جاتی ہے اور میں ایسے افراد کو جانتا ہوں جن کو قمہ زنی کے بعد شوگر اور خون کے پتلا ہونے کے مرض سے نجات ملی ہے۔

اور امامِ صادق علیہ السلام ایک حدیث میں فرماتے ہیں:

"سر کے حجامے میں سات امراض کی شفا ہے: جنون، جذام، برص، سستی، داڑھ کا درد، آنکھوں کی کمزوری اور سر کا درد۔"(۱۶)

بلکہ روایت میں یہ بھی ہے کہ سر کے حجامے سے کینسر کا علاج ہو سکتا ہے اور کینسر کو روایت میں آکلہ کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔

اور مولاؑ نے حجامے کی جگہ معین کرتے ہوئے فرمایا:

بھوؤں سے ایک بالشت کے فاصلے سے شروع کیا جائے اور ابہام کی انگلی جہاں تک جائے وہاں تک کا حجامہ کیا جائے۔"

اور مولاؑ نے فرمایا کہ چار ماہ کے بچے کا حجامہ کرنے سے اس کو بخار نہیں ہوتا اور اس کی عقل میں اضافہ ہوتا ہے اور حافظہ قوی ہوتا ہے۔(۱۷)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبیؐ نے اپنے سر پر اور کمر پر اور گردن پر حجامہ

کروایا اور پہلے کے بارے میں فرمایا کہ یہ نفع بخش ہے اور دوسرے کے بارے میں فرمایا کہ یہ مددگار ہے اور تیسرے کے بارے میں فرمایا کہ یہ بچانے والا ہے۔ (۱۸)

راوی مولا امامِ باقر علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ مولاؑ نے فرمایا کہ پیغمبرِ اکرمؐ نے فرمایا تھا:

"سر پر حجامہ کروانا ہر مرض کا علاج ہے۔" (۱۹)

لہٰذا ان دو باتوں کو مخلوط کر کے قمہ زنی کی اہمیت کم کرنا درست نہیں ہے۔ میرے بھائی! اگر قمہ زنی کی حمایت کرنے والا اس فعل کو انجام دے، اس کی مخالفت کرنے والا اسے ترک کرے اور غیر جانب دار شخص خاموشی سے کام لے تو کوئی مسئلہ ہی پیدا نہ ہو۔ جہاں اختلافات پائے جاتے ہیں وہاں زندگی گزارنے کا یہی طریقہ ہے جو آج کل کے بعض افراد نے نہیں سیکھ رکھا۔ میں کسی ذاتی غرض کے تحت کسی کی حمایت نہیں کرتا اور خدا میرے دل کا حال بہتر جانتا ہے۔ میں صرف آزادی اظہارِ رائے کی طرف دعوت دے رہا ہوں اور غلط بیانی سے روک رہا ہوں۔ میں اختلافات کو قبول کرنے کی طرف دعوت دے رہا ہوں اور حقیقت کو تبدیل کرنے سے روک رہا ہوں۔ ایک دوسرے کی بات ماننے کی دعوت دے رہا ہوں اور ایک دوسرے پر اپنی رائے مسلط کرنے سے روک رہا ہوں۔ میں ظلم کی، لوگوں کے سوچنے کے حق اور لوگوں کی آزادی کو چھیننے کی مخالفت کر رہا ہوں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض قمہ زنی کے مخالفین نے نہایت آمرانہ رویہ اپنا رکھا ہے جو اسلامی تعلیمات کے بر خلاف ہے۔ اور وہ لوگ اپنے طریقے پر ڈٹے ہوئے ہیں جب کہ ہمیں روایت میں ملتا ہے کہ راوی نے امامِ صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک مؤمن کا دوسرے مؤمن پر کیا حق ہے تو مولاؑ نے فرمایا:

"ایک مؤمن کا دوسرے مؤمن پر حق یہ ہے کہ اس سے محبت کرے، اس کو نہ

جھٹلائے اور جب ایک مؤمن اپنے بھائی پر کوئی الزام لگاتا ہے تو اس کا ایمان ایسے ختم ہو جاتا ہے جیسے پانی میں نمک گھل کر ختم ہو جاتا ہے۔" (۲۰)

وہ لوگ جو قمہ زنی کی مخالفت میں دوسروں پر الزامات کی بوچھاڑ کرتے ہیں اور یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کے بہت نیک کام کر رہے ہیں وہ اس روایت میں بتائی گئی راہ سے بھٹک گئے ہیں۔

● ہم امید کرتے ہیں کہ یہ افراد آپ کی بتائی گئی باتوں کو اپنائیں گے مگر قمہ زنی کے حوالے سے اس روایت میں کچھ بیان نہیں ہوا اور جہاں تک حجامے کی بات ہے تو وہ ہر شخص کا ایک ذاتی فعل ہے جسے وہ کسی خاص جگہ پر لوگوں سے دور انجام دیتا ہے، جیسا کہ خون کے عطیہ میں ہوتا ہے۔

بہت خوب۔۔۔ قمہ زنی پر کوئی روایت موجود نہیں ہے تو کیا خون کے عطیے کے حوالے سے کوئی روایت ہے؟

میری گزارش غور سے سنیے کسی کام کے شرعی حکم کو کبھی ہم کسی خاص روایت سے حاصل کرتے ہیں جو اسی کام کے بارے میں بیان ہوئی ہوتی ہے، اور کبھی ایسی روایت سے اس کام کا حکم حاصل کرتے ہیں جس میں عمومی طور پر بہت سی دوسری چیزوں کا حکم بھی بیان ہوا ہوتا ہے۔ امامِ صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہماری ذمہ داری فقط یہ ہے کہ کلی اصول اور قواعد بیان کریں اور اس کی فروعات اور شاخیں نکالنا تمھارا کام ہے۔" (۲۱)

پس امامؑ فرما رہے ہیں کہ ہم کلی عناوین کا حکم بیان کریں گے اور زمانے کے گزرتے عناوین کے افراد اور مصداق تبدیل ہوتے رہیں گے جس کا حکم کلی عنوانات کے احکام سے سمجھا جائے گا پس کسی ضرورت مند مریض کو خون کا عطیہ دینا احسان اور

نیکی کے زمرے میں آتا ہے۔ (یہ بات میں نے قمہ زنی کے مخالفین کو مضبوط کرنے کے لیے نہیں کہی) پس لوگوں کو اس پر ثواب ملے گا لیکن یہ کام عزاداری امام حسینؑ کا مصداق اور فرد نہیں۔ جب کہ قمہ زنی وہ کام ہے جو خدا کی نشانیوں کا احترام، اہلبیتؑ سے اظہارِ محبت، خدا کے محبوب بندوں کے غم میں غمگین ہونا، خدا کی راہ میں شہادت پانے والوں کی یاد زندہ رکھنا، تاریخ کے دردناک حصوں کو یاد کرنا اور دیگر کئی عنوانات میں شامل ہوتا ہے۔

آپ کے مزید سوالات کے جوابات دیتے ہوئے میں اس کی مزید تفصیل بیان کروں گا تا کہ اس خدا کی نشانی کے بارے میں آپ کو مکمل آگاہی ہو سکے اور اس کے مقام کو اور اس کے مخالفین اور اس کے حامیوں کو آپ اچھی طرح جان سکیں۔

اور جہاں تک حجامے کی روایات کی بات ہے تو اس میں کیا حرج ہے کہ مولا حسینؑ کا نام لیتے ہوئے ہزاروں لوگ سڑکوں پر حجامے کے لیے نکل آئیں؟ ہم انھیں کہیں گے کہ خدا آپ سب کو صحت و عافیت عطا کرے۔

اب اس کے بعد اس کام کا نام اگر ہم حجامت کی جگہ قمہ زنی رکھ دیں اور اس میں وہ تمام فائدے پائے جاتے ہوں تو کیا حرج ہے؟ کیا یہ بدعت ہوگی؟

اور ان سب کے علاوہ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا کئی ایسی روایات ہیں جن پر غور کیا جائے تو ان سے ضمنی طور پر قمہ زنی کے جائز ہونے کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اور ان کے علاوہ بہت سے فقہی قاعدے اور اصول بھی قمہ زنی کے جائز ہونے پر دلیل ہیں جنھیں اگر خدا کی مدد ساتھ رہی تو آگے چل کر تفصیل سے بیان کریں گے۔

❁❁❁❁

کیا قمہ زنی دین کا حصہ ہے؟

● میرے پاس آپ کی بات کا کوئی جواب نہیں ہے لیکن میرے خیال سے آپ جتنی بھی کوشش کر لیں قمہ زنی کو دین کا حصہ نہیں بنا سکتے۔

میری بات کو غور سے سنیے! عزاداری اور غم منانا نماز، روزے اور حج کی طرح توقیفی عبادتوں میں سے نہیں ہے جن کی تمام شرائط اور اجزا اور جن کے تمام افعال اور ارکان شریعت میں مکمل طور پر بیان کیے جاتے ہیں بلکہ یہ ایسا طریقہ ہے جس کے افراد اور مصادیق خود مکلف شخص معین کرتا ہے جیسا کہ دوسری ان عبادات میں بھی یہی معاملہ ہے جو زمانے کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ اور اس کام کا حق خدا نے اپنے بندوں کو اس لیے عطا کیا ہے کہ ان کی عزت اور آزادی میں اضافہ ہو اور خدا نے اپنے بندوں پر یہ کرم بھی فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مباح کام میں کوئی ایسا پہلو تلاش کر لے جو خدا کی خوشنودی کا سبب بنے اور اس مباح کام کو اس نیت سے انجام دے تو وہ کام مستحب بن جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کچھ دیر آرام کرنا ایک مباح کام ہے جس پر کسی قسم کا ثواب نہیں ملتا لیکن اگر کوئی شخص اس نیت کے ساتھ آرام کرے کہ آرام کرنے کے بعد تازہ دم ہو کر زیادہ توجہ کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں نماز ادا کر سکے گا تو یہ کام باعثِ ثواب بن جاتا ہے۔ اسی طرح بعض احادیث میں کچھ دعائیں بیان ہوئی ہیں جو اگر سونے سے پہلے پڑھ لی جائیں تو وہ نیند جو ایک مباح کام ہے عبادت

میں تبدیل ہوجاتی ہے۔

اسی وجہ سے یہ بات مشہور ہے کہ معروف عالمِ دین سید مہدی بحر العلوم کی تمام زندگی واجبات اور مستحبات پر مشتمل تھی اور وہ کوئی مباح کام انجام نہیں دیتے تھے۔

ہاں وہ مباح کاموں کو مستحب بنا کر انجام دیتے تھے۔ وہ کھاتے، پیتے، سوتے، نہاتے، چلتے اور بیٹھتے لیکن ان تمام کاموں میں یہ نیت کرتے کہ ان کے سبب میں عبادات اور نیک کام انجام دینے کے لیے اور دوسروں کی مدد کرنے کے لیے آمادہ اور تیار ہوجاوٗں گا۔

تو اس طریقے سے ہم قمہ زنی کو بھی عبادات میں شامل کر سکتے ہیں اگر اس میں خدا کی خوشنودی کی نیت کریں اور امامِ حسین علیہ السلام کے ساتھ اس فعل کے تعلق کا لحاظ رکھیں، وہ امامؑ جن کی اطاعت خدا نے ہم سب پر واجب کی ہے۔ اس طریقے کے تحت کیا یہ دین کا حصہ نہیں بن سکتی؟

اس بیان سے آپ کے ذہن میں بدعت اور ابداع (یعنی نئے طریقے اپنانے) کا فرق واضح ہوگیا ہوگا۔ قمہ زنی ایک ابداع ہے (یعنی دین ہی پر عمل کرنے کا ایک نیا طریقہ ہے) لیکن بدعت کا معنیٰ یہ ہے کہ دین کے احکامات میں کمی یا بیشی کی جائے اور اس کمی یا بیشی کو دین کا نام دے دیا جائے۔ مثال کے طور پر مغرب کی نماز کی احادیث کی روشنی میں خدا کی طرف سے جو تین رکعتیں فرض کی گئی ہیں انھیں دو یا چار میں تبدیل کرنا بدعت شمار ہوگا لیکن اگر ہم یہ کہیں گے کہ ہر وہ چیز جو ائمہؑ کے زمانے میں نہیں تھی وہ بدعت ہے اور اسے ترک کرنا لازم ہے تو سب سے پہلے ہمیں انھیں ائمہؑ کے مزارات مسمار کرنے پڑیں گے اور پھر تمام امام بارگاہوں کو ختم کرنا ہوگا اور اس کے بعد تکفیری لوگ بھی ہماری دشمنی چھوڑ دیں گے کیوں کہ یہ تمام چیزیں ائمہؑ کے

زمانے میں نہیں ہوتی تھیں اور ان کے علاوہ بہت سی چیزوں سے دستبردار ہونا پڑے گا جو ائمہؑ کے زمانے میں نہیں تھیں لیکن آج کے زمانے میں ہماری زندگی کا حصہ بن چکی ہیں۔

● مجھے کچھ مزید دلائل دیجیے، کیوں کہ جیسا کہ آپ علما فرماتے ہیں اچھائی میں زیادتی بھی اچھی ہوتی ہے۔

میں محبت کے ساتھ آپ کو کچھ باتیں بتاتا ہوں، لیکن بہتر یہ ہے ہمارے دوست محمد جمعہ صاحب نے اپنی کتاب الدمعه الساکبة میں جو باتیں سلطان الحب (عشق کا بادشاہ) کے عنوان سے لکھی ہیں وہ میں آپ کی خدمت میں عرض کروں:

محبت وہ بادشاہ ہے جو دلوں پر حکمرانی کرتی ہے جس کے اپنے طور طریقے ہیں جو باہمی تعاون اور محبوب کی پکار پر لبیک کہنے پر استوار ہیں۔ اور اس طریقے کے تحت تمام تر حقوق محبوب کو حاصل ہیں۔ نبی اکرم ﷺ اور ان کے اہلبیت علیہم السلام سے محبت کا بھی یہی معاملہ ہے۔۔۔ یہ محبت مؤمنین کو مجبور کر دیتی ہے کہ اس کے تمام تر تقاضے پورے کریں اور یہ ایک فطری اور واضح بات ہے جب لیلیٰ عامریہ کا عاشق مجنون اپنی معشوقہ کی ہر چیز سے تعلق ظاہر کر سکتا ہے تو مؤمن پر بھی فرض ہے کہ اپنی شدید محبت کے سبب اپنے دینی مقدسات کی نسبت مجنون سے کئی گنا زیادہ محبت ظاہر کرے۔

مجنون کے بارے میں تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے کہ جب وہ لیلیٰ کے محلے سے گزرتا تھا تو اس محلے کی دیواروں کو چومتا تھا کیوں کہ اسے ان دیواروں کی ہر ہر اینٹ میں اپنے دل کی ملکہ کا عکس نظر آتا تھا۔ مجنون کا یہ شعر مشہور ہے:

أَمُرُّ عَلَى الدِّيَارِ دِيَارِ لَيْلَى   أُقَبِّلُ ذَا الْجِدَارَ وَ ذَا الْجِدَارَا

وَمَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَفْنَ قَلْبِي   وَلَكِنْ حُبُّ مَنْ سَكَنَ الدِّيَارَا

ترجمہ: میں جب لیلیٰ کے گھر کے پاس سے گزرتا ہوں تو اس گھر کے بوسے لیتا

ہوں۔ مجھے اس گھر نے نہیں بلکہ اس گھر میں رہنے والی نے اپنا دیوانہ بنا رکھا ہے۔

ادبی اور شعری کتابوں میں جن عاشقوں کے قصے بھی درج ہیں ان سب کا یہی حال رہا ہے اور مناسب ہوگا اگر ہم لغت کے اعتبار سے محبت کی اقسام اور معانی کو مختصراً بیان کریں۔ اور یہ بات واضح ہے کہ جس طرح مادی اور خارجی اشیا کے اعتبار سے عربی زبان بہت وسیع زبان ہے اور ہر شے کے لیے اس زبان میں لفظ موجود ہے اسی طرح معنوی چیزوں اور دل کی کیفیات کے حوالے سے بھی عربی زبان بہت وسعت رکھتی ہے بلکہ شاید عربی زبان کا معنوی حصہ زیادہ بڑا ہو اور محبت کا جیسے جیسے درجہ بڑھتا جاتا ہے اس کے نام بھی تبدیل ہوتے جاتے ہیں اور ہر درجے کی محبت کے کچھ خاص تقاضے ہوتے ہیں۔

ثعالبی نے اپنی لغت کی کتاب فقہ اللغۃ میں کم تر سے شدید تر کی جانب محبت کے درجے بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ پہلا مرحلہ "ہویٰ" کہلاتا ہے پھر اس میں آہستہ آہستہ شدت آتی ہے یہاں تک کے محبت کرنے والے کے حواس اور عقل کمزور ہونے لگتے ہیں اور یہ دوسرا مرحلہ ہوتا ہے اور پھر ایک مرحلہ وہ آتا ہے جس میں محبت کرنے والا محبوب کے مقابل میں کسی بھی چیز کو محسوس نہیں کرتا اور کسی بھی شے کا ادراک نہیں کر پاتا اور یہ محبت کا آخری درجہ ہے جسے عرب "الھیام" کہتے ہیں۔ یہ محبت کی وہ حالت اور کیفیت ہے جس میں محبت کرنے والا اپنے ہوش اور حواس کھو بیٹھتا ہے اور کسی چیز کو محسوس نہیں کر پاتا اور گویا اپنے محبوب کی ذات میں گھل کر اپنے وجود کو اس کے وجود کا حصہ بنا دیتا ہے اس حالت کے نتیجے میں محبت کرنے والا محبوب کی خوبیوں میں غرق ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایسی کیفیت تک کبھی بھی

کوئی پہنچ نہیں سکتا اور یہ محض افسانے ہیں لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ کیوں کہ تقریباً ہر شخص کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی چیز میں اس کیفیت سے دوچار ہو جاتا ہے۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ آپ کے جسم پر کوئی خراش یا زخم آتا ہے لیکن آپ اس کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے کیوں کہ آپ کسی اور چیز میں محو ہو چکے ہوتے ہیں۔

بالکل اسی طرح مؤمنین نبی اکرم ﷺ اور اہلبیت علیہم السلام سے محبت میں اس درجے تک پہنچے ہوتے ہیں اور کیوں کر ایسا نہ ہو جب کہ اہلبیت علیہم السلام سے مؤمنین کی محبت دنیا کی ہر محبت سے بڑھ کر ہے یہ ایک نہایت عظیم اور پاکیزہ محبت ہے جس میں محبوب وہ ہستیاں ہیں جو تمام حقیقی اچھائیوں کی حامل ہیں۔ اور اس محبت کے اظہار میں مؤمنین جتنا بھی آگے بڑھ جائیں اس کا حق ادا نہیں ہو سکے گا۔ اور مؤمنین مشکل انداز کو بھی اظہارِ محبت کے لیے اپنائیں وہ انداز ان ہستیوں کی قربانیاں، صبر، جہاد اور خدا کی اطاعت کے سامنے ناچیز رہے گا پس مؤمنین کے اظہارِ محبت میں ہمیشہ کمی ہی رہا کرے گی اور کبھی حق ادا نہیں ہو پائے گا اور کیسے حق ادا ہو سکتا ہے جب کہ قرآن کی آیت کہ جن لوگوں نے خدا کی راہ میں اپنا سب کچھ لٹا دیا اور ان کے دل مطمئن ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف پلٹ کر جائیں گے [۲۲] کی تفسیر میں امامِ صادق علیہ السلام سے نقل ہوا کہ یہ لوگ ہمارے شیعہ ہوں گے کیوں کہ یہ لوگ جب بھی ہماری خاطر کوئی کوشش کرتے ہیں یا ہماری محبت میں کوئی کام انجام دیتے ہیں، تو یہ جانتے ہیں کے وہ ہمارا حق ادا نہیں کر سکتے۔ [۲۳]

اہلبیت علیہم السلام سے محبت کرنے کے بعد کا مرحلہ یہ ہے کہ ہم جتنا ممکن ہو ان کی معرفت حاصل کریں اور خدا سے مدد طلب کریں کہ ہمیں ان کے مقام و منزلت کا ادراک عطا کرے اور ان کی خصوصیات اور طریقۂ کار اور سیرت کو پہچانیں، ان کی

اطاعت وفرمان برداری کریں، ان کے علوم کو پھیلائیں، ان کی یاد کو زندہ رکھیں، ان کی مدد کریں، ان کا دفاع کریں اور ان کی فکر کا تحفظ کریں۔

محبت ہمیں ملزوم کرتی ہے کہ انھیں یاد رکھیں، ان سے منسوب ایام کو منائیں، ان کی باتوں کو زندہ رکھیں، ان کے ناموں پر اپنے نام رکھیں، ان کی یاد کو تازہ رکھیں، لوگوں کو ان کے فضائل اور محاسن کے بارے میں آگاہی دیں اور ان کی شان سے منسوب مختلف طریقوں کو اپنا کر لوگوں کو ان کی معرفت دلائیں۔ ان کی خوشی کے ایام میں خوشیاں اور غم کے ایام میں سوگ منانا اور ان کے مصائب پر گریہ کرنا بھی انھیں طریقوں میں سے ہیں۔

اور اس محبت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ ہم ان کے مزارات کی زیارت کے لیے جائیں اور دعا ونماز کے لیے ان کے حرم جایا کریں۔ کیوں کہ ان کے حرم وہ مقامات ہیں کہ جن کے بارے میں خدا نے ارشاد فرمایا:

"یہ وہ گھر ہیں جن کے بارے میں خدا نے اجازت دی ہے کہ ان گھروں میں اس کے نام کو بلند کیا جائے، اسے یاد کیا جائے، ان گھروں میں صبح وشام خدا کی تسبیح کرتے ہیں۔"(۲۴)

اور محبت کے تقاضوں میں سے ہے کہ ہم ان کے گنبد کے نیچے برکت حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوں اور ان کے آثار اور نشانیوں کی حفاظت کریں اور یہ سزاوار ہے کہ خدا کی خشنودی کی خاطر ان کے روضوں کا ادب واحترام بجالایا جائے اور تمام عزت دار امتیں اپنی اصالت کو برقرار رکھنے اور اپنی جڑوں کو مضبوط رکھنے کے لیے اسی طرح کیا کرتی ہیں تا کہ اپنی میراث کی حفاظت کرسکیں اور اپنی بزرگ شخصیات کی یاد کو زندہ رکھ سکیں اور اس طرح وہ اپنی دینداری کا مظاہرہ کرتی ہیں اور علم، دین اور

فضیلت کا مقام اپنی نگاہ میں نمایاں کرتی ہیں۔ تا کہ اس قوم کے بزرگ افراد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ رہیں اور دوسروں کے لیے نمونۂ عمل قرار پائیں۔

جب کہ مؤمنین اور محبانِ اہلبیت اس طرح سے معرفت اور ترقی کی طرف بڑھتے ہیں اور حزب اللہ (خدا کا گروہ)، اس کے علم کے راز دار ہیں اور اس کے رسول کے اہلبیت علیہم السلام کی عاقبت اور انجام کے بارے میں غور وفکر کرتے ہیں اور محبت انھیں مجبور کر دیتی ہے کہ ان کی پاکیزہ ہستیوں اور نورانی دلوں پہ اپنے آپ کو فنا کر دیں۔۔۔ اور سزاوار ہے کہ ان کے مصائب کے سبب سے غمزدہ ہوا جائے۔ چاہے یہ سوگ ان کے روضوں پر منایا جائے یا ان کے غم کے دنوں میں اور یہ جان لینا چاہیے کہ ان کے دشمنوں نے سال کے ہر دن کو ان پر مصائب ڈھا کر سیاہ کر دیا۔ خاص طور پر اگر ہم شہید کربلا مولا حسین علیہ السلام پر ڈھائے گئے مصائب کی طرف توجہ کریں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ ان پر آنے والی مصیبتوں کے سبب سے تمام ایام غم اور اندوہ سے بھر گئے ہیں اور شک نہیں کہ ان پر، ان کے اہل وعیال اور ساتھیوں پر گریہ کرنا بڑی عباداتوں میں سے ہے۔ کیوں کہ وہ دین اور عقیدے کی حفاظت کی خاطر شہید ہوئے۔ اور ان پر ہمارا گریہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہم ان پر ظلم کرنے والے کو قصوروار ٹھہراتے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی بتاتا ہے کہ ہم ان کی ذات سے قریب ہونا چاہتے ہیں اور ان کی عطاؤں میں شامل ہونا چاہتے ہیں اور اس محبت کا جو ہم پر واجب کی گئی ہے صلہ چاہتے ہیں۔

امامِ صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا نے تم پر ہماری محبت فرض کر دی ہے اور ہماری اطاعت واجب قرار دی ہے۔ جو ہم میں سے ہے اسے چاہیے کہ ہماری فرمانبرداری کرے۔ اور ہمارا

طریقہ یہ ہے کہ ہم تقویٰ کو اپناتے ہیں اور (خدا کی راہ میں) کوشش سے کام لیتے ہیں اور امانت چاہے نیکوکار کی ہو یا بدکار کی، دونوں کو لوٹاتے ہیں اور رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحمی کرتے ہیں اور مہمانوں کی عزت اور خاطر داری کرتے اور خطا کار کو معاف کر دیتے ہیں۔ اور جو ہماری پیروی نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔" (۲۵)

شیخ محمد جمعہ اپنی کتاب میں مزید لکھتے ہیں:

اور ہم نے پہلے بھی بیان کیا کہ اہلبیت علیہم السلام سے محبت کس طرح ظاہر ہونی چاہیے اور جتنا اس محبت کا اظہار زیادہ ہوگا اتنا ہی اس کا اجر وثواب بڑھے گا اور بہترین کام وہ ہوتا ہے جس میں سب سے زیادہ مشقت ہو۔ لہٰذا کبھی کبھی محبت کرنے والا اپنی حقیقی محبت کے اظہار کے لیے کوئی پر مشقت راہ چنتا ہے جس کے نتیجے میں اسے زخم بھی کھانے پڑتے ہیں۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اہلبیت علیہم السلام سے محبت کرنے والا امامِ حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے کئی میل دور سے پیدل نکلتا ہے یہاں تک کہ اس کی ٹانگیں زخمی ہوجاتی ہیں اور ایسے واقعات بے شمار ہیں۔ اور ان پیدل زیارت پر جانے والوں میں جوان، بوڑھے، خواتین، معذور افراد اور بچے بھی شامل ہیں۔ اور وہ کئی دن اور رات خدا کی خشنودی کے لیے پیدل چلتے ہیں تاکہ ان پر جو محبت واجب ہوئی ہے اس کا اظہار کر سکیں۔

اس سال عرفے کے موقع پر میں نے خود ایک شخص کو دیکھا جو ایک ٹانگ سے معذور تھا مگر عصا کے سہارے وہ شخص کربلا کی جانب گامزن تھا اور لوگ مختلف موکبوں (امام باڑوں) سے آوازیں بلند کر رہے تھے (کہ یہ زائران کے پاس آرام کرنے

اور خدمت کروانے چلا جائے) جیسا کہ یہ آوازیں تاریخ میں بلند ہوتی رہی ہیں:

لَوْ قَطَّعُوْا اَرْجُلَنَا وَالْيَدَيْن   نَاْتِيْكَ زَحْفاً سَيِّدِيْ يَا حُسَيْن

ترجمہ: اے مولا حسین علیہ السلام! اگر دشمن ہمارے ہاتھ پیر کاٹ دیں تب بھی ہم سینے کے بل چل کر آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوں گے۔

کتاب تفسیر عیاشی میں برید ابنِ معاویہ العجلی سے روایت نقل ہے کہ جس میں راوی بیان کرتا ہے:

"میں امامِ باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ اتنے میں ایک شخص خراسان سے پیدل سفر کرتا ہوا آیا۔ اس نے اپنے پیروں کو لپیٹا ہوا تھا اور اس نے کہا کہ خدا کی قسم اس طرح مشقت برداشت کر کے صرف آپ اہلبیت علیہم السلام کی محبت میں یہاں آیا ہوں مولا فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر کوئی پتھر بھی ہم سے محبت کرے تو خدا اسے ہمارے ساتھ محشور کرے گا۔ اور دین فقط اور فقط محبت کا نام ہے۔ خدا قرآن میں فرماتا ہے کہ اے نبی کہہ دیجیے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری اطاعت کرو تاکہ خدا بھی تم سے محبت کرے۔ (۲۶) اور ایک اور جگہ پر فرماتا ہے کہ جو ان کی طرف ہجرت کرے اس سے محبت کرتے ہیں۔ (۲۷) دین تو صرف محبت ہی ہے۔ (۲۸)

شیخ جمعہ صاحب رونے اور پیٹنے کا فرق اس طرح بیان کرتے ہیں:

"خدا نے انسان کو رونے کی نعمت سے نوازا تاکہ جب اس پر کوئی غم اور دکھ طاری ہو تو وہ گریہ کر کے اپنے بوجھ کو ہلکا کر سکے۔ پس زندگی کی طرح گریہ بھی نہایت عظیم نعمت ہے۔ اور جس طرح کوئی شخص بغیر کسی وجہ کے گریہ نہیں کرتا اسی طرح ہر گریے کے پیچھے بھی کوئی نہ کوئی وجہ ہوتی ہے۔"

میری بات پر دلیل اجتماع اور نفسیات کے علما کا وہ نظریہ ہے جس کے مطابق آنسو

اس دنیا کے دکھوں کا علاج ہیں اور اس علاج کو خدا نے ہر شخص کے جسم میں قرار دیا ہے۔ اور یہ علما کہتے ہیں کہ دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے اور غم کی تکلیف کم کرنے کے لیے آنسوؤں کا سہارا لینا چاہیے۔ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ غم اور اندوہ کے علاج میں پوشیدہ جذبات سے مدد لینی چاہئے (اور انکا اظہار کرنا چاہیے) اور جذبات اور غم واندوہ کو چھپانا نہیں چاہیے کیوں کہ اس کے منفی اثرات ہوتے ہیں۔

پس گریہ کرنے سے انسان کے پورے وجود میں ایک سکون کی کیفیت آجاتی ہے۔ جس طرح کسی دوا سے یہ اثر حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد انسان کی عقل اس کے پریشان جذبات کو قابو کر کے مشکل کے حل کی طرف لے جاتی ہے۔ اور یہ انسان کی قدرت میں ہے کہ وہ گریے کے وقت اپنی ذات کو اس شخص کی ذات کے ساتھ جس پر گریہ کر رہا ہے ایک کر دے اور اس کے بعد اس شخص کے طریقے، علم، سیرت اور ذات سے متاثر ہو۔

گریے کے سبب انسان دوسرے کی ذات میں گھل کر ہمیشہ اس کی یاد کو اپنا سکتا ہے۔ جب کہ ہنسنا ایسا نہیں۔ ہنسنے میں صرف ایک وقتی اور خاص لحاظ سے لگاؤ پیدا ہوتا ہے جو ہنسی ختم ہوتے ہی ختم ہو جاتا ہے مگر گریہ اس محبت کی عکاسی کرتا ہے جو انسان کی ذات میں جڑیں مضبوط کر چکی ہوتی ہے۔ گریے میں ہنسنے کے فائدے ہیں مگر ہنسنے میں گریے کے تمام فوائد موجود نہیں۔ گریے کا مطلب نرمی ہے اور نرمی کا مطلب محبت ہے اور محبت اطاعت پر ابھارنے والی طاقت ہے، محبت ایمان کی حفاظت کرتی ہے اور میدانِ عمل میں محبت کا مقابلہ کوئی چیز نہیں کر سکتی۔

اور جو شخص دل وجان سے امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرے اسے چاہیے کہ وہ ان کی راہ کا بھی پابند رہے، ان کی فکر کی پیروی کرے اور ان کے ساتھ اپنی زندگی گزارے۔

تاریخ میں ائمہؑ نے اپنی ذمہ داری نبھاتے ہوئے سینکڑوں حسینی افراد کی تربیت کی تا کہ اس حسینی تربیت گاہ کو آگے بڑھایا جاسکے اور گریہ وزاری کی مدد سے اسے مضبوط بنایا جاسکے۔

ان تمام باتوں کی روشنی میں کہوں گا کہ محبت قمہ زنی کرواتی ہے اور قمہ زنی محبت کا اظہار ہے اور محبت دین ہے اور دین محبت ہے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قمہ زنی بھی دین کا حصہ ہے۔

● قبلہ آپ فرماتے ہیں کہ قمہ زنی شعائرِ حسینیہ (امامِ حسین علیہ السلام کی نشانیوں) میں سے ہے اور اس آیت "جو خدا کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دل کا تقویٰ ہوگا۔"[۲۹] میں شامل ہے۔ تو کیا اس آیت سے قمہ زنی دین کے جز کے طور پر بھی ثابت ہوتی ہے؟

آپ شیخ طوسی کی کتاب تفسیر البیان کا مطالعہ کیجیے اس آیت کی تفسیر میں شیخ طوسی لکھتے ہیں:

"شعائر سے مراد خدا کے دین کی طرف رہنمائی کرنے والی نشانیاں اور خدا کی اطاعت میں مددگار چیزیں ہیں۔"

شعائر کا یہ معنی (جو شیخ طوسی نے بیان فرمایا) اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ شعائر میں زمانہ گزرنے سے تبدیلی پیدا ہوسکتی ہے اور ہر زمانے میں پچھلے زمانے سے مختلف شعائر وجود میں آسکتے ہیں۔ پس یہ ممکن ہے کہ انسان اپنے زمانے کے اعتبار سے ایک مناسب شعیرے (شعیرہ: شعائر کا مفرد) کو ایجاد کرے جو اسے اعلیٰ مذہبی اقدار کی یاد دلائے اور دین کی تبلیغ میں مددگار ہو۔ اور اس طرح پہلے سے موجود شعائر میں ایک اور کا اضافہ ہو جائے، یا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے سے موجود شعیرے کی شکل

اور کیفیت میں تبدیلی واقع ہو جائے مگر اس میں بنیادی عنصر جو اعلیٰ دینی اقدار کی یاد دہانی ہے وہ باقی رہے۔

اسی وجہ سے آیت اللہ خوئی نے اپنی کتاب المسائل الشرعیہ جلد ۲، صفحہ نمبر ۳۳۷ میں سوال نمبر ۹ کے جواب میں لکھا ہے:

"اگر کوئی شخص اہلبیت علیہم السلام کے غم میں شریک ہونے کی نیت سے قمہ زنی کرے تو اسے ثواب ملے گا۔"

پس قمہ زنی کو اہلبیت علیہم السلام کا غم منانے کا اور ان کے اوپر ڈھائے گئے دردناک مصائب پر بے تابی کرنے کا مصداق قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور اس تناظر میں قمہ زنی وہ شعیرہ قرار پائے گا جو اہلِ حق کی راہ دکھاتا ہے اور ایک ایسا کام بن جائے گا جس کے ذریعے دین زندہ ہوتا ہے اور خدا کے نیک بندوں کی پیروی کرتے ہوئے خدا کی اطاعت کی طرف بلایا جاتا ہے۔

اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے سڑکوں اور شاہراہوں پر لوگوں کی رہنمائی کے لیے سائن بورڈز لگائے جاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان راہ دکھانے والی نشانیوں کو ہٹا دے تو لوگ راستے سے بھٹک جائیں گے اسی طرح اگر ہم دین کی راہ میں سے قمہ زنی کی سی راہ دکھانے والی نشانیوں کو ہٹا دیں تو لوگ حسینی اقدار اور مولا حسین علیہ السلام کے مقصد کی طرف جانے والی راہ سے بھٹک جائیں گے اور دوسرے غلط راستوں پر گامزن ہو جائیں گے اور اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولا علی علیہ السلام نے فرمایا:

"ہم ہی شعائر (خدا کی طرف جانے والی راہ کی نشانیاں) اور نبیؐ کے اصحاب ہیں۔"(۳۰)

اور جب آیت یہ کہہ رہی ہے کہ تقویٰ اختیار کرنے سے ہی انسان شعائرِ الٰہی کی

تعلیم کرتا ہے تو حقیقت میں ایسا ہی ہے اور اگر ہم تقوائے الٰہی کو اپنا لیں (اور تعصب سے کام نہ لیں) تو اسی آیت میں تمام اعتراضات کے جوابات مل جائیں گے۔

اور امامِ صادق علیہ السلام نے بالکل حق بات کہی:

"اگر تم تقوائے الٰہی اختیار کر لو تو خدا خود تمھارے لیے علم کی راہیں کھول دے گا۔"

اور قرآن کی آیات بھی یہی کہتی ہیں:

"جو تقوائے الٰہی اپنائے گا خدا اس کے لیے راہیں کھول دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرتا۔ خدا اپنے کام کو پورا کرتا ہے اور اس نے ہر چیز کی ایک مقدار معین کر رکھی ہے۔"(۳۱)

پس درست دین یہ ہے کہ مان لیا جائے کہ ہر چیز خدا سے شروع ہوتی ہے اور اسی پر ختم ہوتی ہے اور انبیا، اوصیا، توقیفی عبادتیں، غیر توقیفی عبادتیں اور عقل، سب کے سب خدا تک پہنچانے کے ہیں۔

❁❁❁❁

امامِ حسینؑ کے معاملے میں خون کی زبان کیسے پڑھی جائے؟

● قبلہ! آپ امامِ حسینؑ کے معاملے میں خون کی زبان کو کیسے پڑھتے ہیں؟

یہ بہت اچھا سوال ہے۔۔۔آپ نے بہت اچھا کیا کہ بات کو اس جانب لے آئے۔۔۔خون کے بارے میں آپ یہ جانتے ہیں کہ یہ لال رنگ کے کچھ قطرے ہیں جو جسم میں موجود رگوں میں رواں ہیں اور خدا کے حکم سے جسم کو زندگی، طاقت، صحت اور حرکت دے رہے ہیں۔

لیکن ایک اور خون بھی ہے جو تاریخ، معاشرے، الٰہی مقاصد، انسانی اقدار، ثقافت اور درست سوچ کے جسم میں رواں ہے اور خدا کی اجازت سے اسے زندگی، صحت، طاقت اور حرکت عطا کر رہا ہے۔ اور یہ امامِ حسینؑ، ان کے اصحاب اور ان کی راہ پر چلنے والے ہر آزاد شہید کا خون ہے۔

یہ دونوں خون رگوں میں جاری ہیں اور زندگی اور صحت عطا کرتے ہیں اور محبت اور انسانی جذبات کو اجاگر کرتے ہیں، لیکن ان دونوں میں ایک عظیم فرق ہے۔ پہلا خون کبھی کوئی شخص عطیہ کرتا ہے تا کہ کسی مریض کو صحت مل جائے اور کوئی شخص موت کے دہانے سے زندگی کی طرف پلٹ آئے۔ یہ خون کبھی کسی اچھے انسان کے کام آتا ہے اور کبھی کسی برے انسان کی رگوں میں گردش کرنے لگتا ہے جو اس کا حقدار نہیں تھا اور حقیقت میں ہم اس خون کے عطیے کے ذریعے برائی میں اس انسان کے مددگار بن

جاتے ہیں۔ لیکن دوسرا خون ایک شہید کا اپنی پوری قوم کو عطیہ ہوتا ہے تا کہ اس کی مدد سے قوم اپنی فکر کی صحت، اپنی عزتِ نفس، اپنی کرامت اور اپنی بزرگی کو حاصل کر لے۔ اور اس خون کے عطیے سے قوم حق کے لشکر کی طرف پلٹ آئے اور باطل کو ختم کرنے کے لیے کمر کس لے۔

امامِ حسینؑ کے غم میں اور کربلا کی سرزمین پر ظالمانہ طریقے سے امامِ حسینؑ کا خون بہنے کی یاد میں جو قمہ زنی کرنے والے اپنا خون بہاتے ہیں یہ دوسری قسم کے خون میں شمار ہوتا ہے۔ کیوں کہ قمہ زنی کرنے والے افراد اپنی محبت کی شدت، ایمان کی حرارت اپنے چہرے پر بہنے والے خون کی گرمی سے امامِ حسینؑ اور ان کی اولاد و اصحاب کے خون کی یاد دلاتے ہیں۔ اس خون کی مظلومیت، اس کی عظمت اور اس کے تمام اقدار کو لوگوں کے ذہن میں تازہ کرتے ہیں۔ گویا وہ اس عظیم راہ میں اپنے خون کا عطیہ پیش کر رہے ہیں تا کہ غافل انسان کے ذہن کو اس جانب حرکت میں لائیں اور جس طرح ان کی رگوں میں خون حرکت میں ہے یہ انسان بھی اس راہ پر حرکت کرنے لگے۔

اور جب اس خون کو اس انداز سے ہم دیکھنے لگیں گے تو ہم معرفتِ امامِ حسین میں آگے بڑھنے لگیں گے اور ہر زمانے میں ان کے مقصد، تقویٰ، اخلاق اور ان کے پرچم کو آگے بڑھا سکیں گے۔ پھر ہمارے دل بڑے ہو جائیں گے اور ہم ہر شخص کو قبول کرنے کی ہمت پیدا کر لیں گے جیسا کہ امامِ حسینؑ کے دل میں اپنے دشمنوں کو بھی (اگر وہ توبہ کر لیں) قبول کرنے کی گنجائش تھی۔ پھر ہم اپنوں کے ساتھ ساتھ غیروں کو بچانے کے لیے بھی کوشاں ہو جائیں گے۔

اور جس طرح کائنات میں موجود افراد کی تعداد کے برابر خدا تک پہنچنے کی راہیں

ہیں، اسی طرح امامِ حسینؑ کے عاشقوں کی تعداد کے برابر امامِ حسینؑ کی معرفت حاصل کرنے کی راہیں ہیں۔

اسی لیے جو کوئی ایک راہ پر چل کر امامِ حسینؑ کی معرفت تک پہنچا ہے وہ کسی ایسے کو جو دوسری راہ پر چل کر امامؑ کی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے، خطا کار نہیں ٹھہرا سکتا۔ اور یہ سلسلہ اس وقت ہوگا جب امامِ حسینؑ تک پہنچنے کے معاملے میں سب آزادی اور احترام سے کام لیں اور سب امامِ حسینؑ تک پہنچنے کے لیے مختلف نعروں کے علاوہ ایک نعرے کو سب سے اوپر قرار دیں اور وہ نعرہ یہ ہو:

"ہم سب امامِ حسینؑ کے غلام ہیں اور امامِ حسینؑ ہم سب کے آقا ہیں۔"

اس وقت ہم اس مرحلے پر پہنچیں گے کہ ہم کہہ سکیں:

"آزادی زندہ باد"

اور وہ خون جو اس آزادی کی صحت اور زندگی کے لیے کسی بھی انداز میں بہا ہو وہ خون بھی زندہ باد۔۔۔

پس خون ایک صحت مند انسان اور معاشرے کی تعمیر میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ اگر ہم اس سے بہتر انداز میں کہیں تو خون پاکیزہ زندگی کی زبان ہے۔۔۔

● آپ نے بہت خوبصورت باتیں کی ہیں۔۔۔ اس حوالے سے مزید کچھ بتائیے۔۔۔

میں آپ کو کچھ اور باتیں بتاتا ہوں۔

ہمارے ہاں معتبر کتب میں درج ہے کہ جس وقت امامِ حسینؑ کے سر کو بدن سے جدا کیا گیا بہت سے عجیب وغریب حادثات پیش آئے۔

کتاب بحار الانوار، جلد ۴۵، صفحہ نمبر ۲۰۶ پر ایک حدیث درج ہے کہ جس

میں بیان ہوا کہ مولا کی شہادت کے وقت جو بھی پتھر یا کنکر اٹھایا جاتا اس کے نیچے سے خون ابل پڑتا، اور تمام دیواریں خون کی مانند سرخ ہوگئیں اور تین روز تک بیت المقدس کے مقام پر آسمان سے خون برستا رہا۔

اور حیران کن بات یہ ہے کہ اہلسنت کے ایک بزرگ عالمِ دین، ابنِ حجر کی کتاب میں بھی میں نے ایسی ہی حدیث کا مطالعہ کیا کہ ابنِ حجر اپنی کتاب الصواعق المحرقه میں جو کہ سن ۱۹۹۳ میں دار الکتب العلمیہ نے شائع کی، گیارہویں باب کی تیسری فصل میں، صفحہ ۲۹۴ پر تحریر کرتے ہیں:

"جب حسین ابنِ علیؑ کو قتل کیا گیا تو آسمان سے خون برسا، ورہم اور ہمارا لباس خون آلود ہو گئے۔"

اور صفحہ ۲۹۴ پر ہی مزید لکھتے ہیں:

"امامِ حسینؑ کے قتل کے روز جو واقعات رونما ہوئے ان میں سے یہ ہے کہ آسمان اس قدر سیاہ ہوگیا کہ دن کے وقت بھی ستارے نمایاں ہوگئے اور جو بھی پتھر اٹھایا جاتا اس کے نیچے سے تازہ خون جاری ہوجاتا۔"

اہلسنت کے ایک بہت بزرگ عالمِ دین، ابنِ عساکر، اپنی کتاب تاریخ الامام الحسین میں صفحہ نمبر ۳۶۰ پر تحریر کرتے ہیں:

"جب امامِ حسینؑ کے سر کو دار الامارہ میں لایا گیا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ دار الامارہ کی دیواروں سے خون بہنا شروع ہوگیا۔"

اور اسی بات کو اہلسنت کے مشہور عالم، طبری نے اپنی کتاب ذخائر العقبی میں صفحہ ۱۴۵ پر ذکر کیا ہے۔

ابنِ عساکر نے اپنی ایک اور کتاب تاریخ دمشق کی جلد ۱۴ کے صفحے ۲۲۹ پر

مزید لکھا:

"جب حسین ابنِ علی علیہ السلام کو قتل کیا گیا تو ہمارے گھروں اور دیواروں پر خون کی بارش برسی۔" اور اس کے دو صفحے بعد لکھا:

"جب حسین ابنِ علی علیہ السلام کو قتل کیا گیا تو تین روز تک اندھیرا چھایا رہا اور جو اپنے چہرے پر زعفران ملتا تو اس کا چہرہ جل جاتا اور بیت المقدس میں جو بھی پتھر اٹھایا جاتا اس کے نیچے سے تازہ خون ابلنے لگتا تھا۔"

علامہ سیوطی نے اپنی تفسیر درِ منثور میں اور تفسیرِ طبری اور تفسیرِ ثعلبی کے مصنفین نے قرانِ مجید کی اس آیت اور ان پر آسمان اور زمین نے گریہ کیا کی تفسیر میں لکھا ہے کہ آسمان نے حسین علیہ السلام کے قتل کے روز گریہ کیا اور آسمان کا گریہ اس کی سرخی سے ظاہر ہوا۔ اور اس کی انتہا میں (جہاں لگتا ہے کہ آسمان زمین سے مل رہا ہے) جو سرخی دکھائی دیتی ہے وہ قتلِ حسین سے پہلے نہیں ہوا کرتی تھی۔

ابنِ حجر اپنی کتاب صواعق محرقہ میں بیان کرتے ہیں:

"قتلِ حسین کے روز آسمان سرخ ہو گیا اور سورج کو گہن لگ گیا اور (اتنا اندھیرا ہو گیا) کہ دن میں ستارے نمودار ہو گئے اور لوگ سمجھے کہ قیامت برپا ہو رہی ہے۔"

اسی منظر کو عرب کے مشہور شاعر ابو العلاء المعری نے یوں بیان کیا:

عَلِّلَانِي فَإِنَّ الْبِيضَ الْأَمَانِي — فُنِيَتْ وَ الظَّلَامُ لَيْسَ بِفَانِ

وَعَلَى الْأُفُقِ مِنْ دِمَاءِ الشَّهِيدَيْنِ — عَلِيٍّ وَ ابْنِهِ شُهَدَانِ

فَهُمَا فِي أَوَاخِرِ اللَّيْلِ فَجْرَانِ — وَ فِي أَوَّلَيَاتِهِ شَفَقَانِ

ترجمہ: مجھے اس بات کی وجہ بتائی جائے کہ کیوں امن کی روشنی ختم ہو گئی اور اندھیرے ختم نہیں ہو رہے۔ آسمان پر علی اور اس کے بیٹے (حسین) کے خون ناحق پر دو گواہ موجود ہیں۔

رات کے آخری پہر میں صبحِ صادق اور صبحِ کاذب کے وقت آسمان کی سرخی، اور رات کی ابتدا میں غروب اور مغرب کے وقت آسمان کی سرخی ہی وہ دو گواہ ہیں اور اسی بارے میں خطیبِ اہلبیت سید حسین الفالی کہتے ہیں:

يَا مُنْكِرَ الْعَزَاءِ صَابَكَ الْعَمٰى — أَمَا تَرَى الْحُمْرَةَ فِي جَوِّ السَّمَاءِ

لَمَّا قَطٰى سِبْطُ مُحَمَّدٍ ظَمَا — بَكَتْ عَلَيْهِ الْأَرْضُ وَالسَّمَاءُ دَمًا

فَرْضٌ عَلَيْنَا بِالْوَلَاءِ مُحَتَّمًا — نَبْكِي وَ نَجْزَعُ فِي عَزَاهُ تَأَلُّمًا

لِمُصَابِهِ نُجْرِي الْمَدَامِعَ وَالدِّمَا — حَتّٰى نُوَاسِي زَيْنَباً وَ فَاطِمَا

ترجمہ: اے منکرِ عزا! تیری آنکھیں اندھی ہو جائیں کیا تو آسمان پر موجود سرخی نہیں دیکھتا؟ جب محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کو پیاسا ذبح کیا گیا تو آسمان و زمین نے ان پر خون کے آنسوں بہائے۔

اور مودت کا حق ادا کرنے کے لیے ہم پر واجب ہے کہ ان کے غم میں گریہ و ماتم کریں۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا اور زینب سلام اللہ علیہا کو پرسہ دینے کے لیے ان کے مصائب کو یاد کر کے آنسو اور خون بہائیں (اور ان سب سے زیادہ حیران کن بات وہ ہے جو ایک انگریزی کتاب the anglo-saxon chronicle میں درج ہے کہ جو حضرتِ عیسیٰؑ کے زمانے سے برطانیہ میں پیش آنے والے واقعات پر لکھی گئی ہے اس میں سن ۶۸۵ عیسوی کے واقعات میں لکھا ہے:

"آسمان سے خون برسا اور جب اگلے روز برطانیہ کے لوگ صبح اٹھے تو انھوں نے

دیکھا کہ ان کے برتنوں میں موجود دودھ اور مکھن تازہ خون میں تبدیل ہو چکے ہیں۔"

اور سن ۶۸۵ عیسوی کا یہ دن ۱۰ محرم سن ۶۱ ہجری یا اس چند روز کے فاصلے پر آتا ہے۔

اور یقیناً اور بھی بہت سی کتابیں ہیں جن میں یہ واقعات درج ہیں مگر ہم ان کتابوں سے ناواقف ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس انگریزی کتاب میں موجود واقعات سے جنھیں نہ کسی شیعہ نے لکھا ہے نہ سنی نے، یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امامِ حسین علیہ السلام کی شہادت پر آسمان و زمین نے خون کے آنسو بہائے؟

تو کیوں انسان اس طریقے سے منہ پھیرے جب کہ پوری کائنات امامِ حسین علیہ السلام کے مصائب اور روزِ عاشور ان پر آنے والی تکلیف کو محسوس کر کے خون کا پرسہ دیتی ہے؟

انسان ہی عقل، شعور اور جذبات رکھنے والی خدا کی مخلوق سے ایسا رویہ بہت عجیب ہے۔ کوئی انسان اتنا سنگ دل کیسے ہو سکتا ہے کہ انسانوں میں سے بہترین انسان پر اتنی عظیم مصیبتیں آئیں اور وہ ان کے پاس سے بغیر غم اور بے چینی کے گزر جائے؟

یہ سنگ دلی اور بے توجہی خود امامِ حسین علیہ السلام پر ایک بہت بڑا ظلم ہے۔ خدا کا کلام حقیقت ہے کہ:

"ہم نے اپنی امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی مگر ان سب نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور انسان نے اسے اپنے کاندھوں پر اٹھا لیا۔ بیشک انسان تاریکی اور جہالت میں ہے۔" (۳۲)

اگر ہم اس سنگ دلی کے اسباب تلاش کرنے لگیں جو آج کے زمانے میں اکثر انسانی ثقافتوں پر حکم فرما ہے اور بہت سے لوگ اس کی آگ میں جل رہے ہیں تو ہم اس نتیجے تک پہنچیں گے کہ انسانی جذبات اور عواطف کا ختم ہو جانا اس کی سب سے

بڑی وجہ ہے۔ اور امامِ حسین علیہ السلام کی مصیبت کو یاد کرنے کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ انسانی جذبات ہمارے دل میں اجاگر ہو جاتے ہیں اور سنگ دلی زائل ہوتی ہے اور ہمارے دلوں میں موجود محبت، رحم دلی اور مہربانی کے پودوں کو پانی ملتا ہے اور وہ مضبوط ہوتے ہیں۔

پس امامِ حسین علیہ السلام کو جس بے رحمی کے ساتھ شہید کیا گیا اس کی یاد میں ہم جو آنسو بہاتے ہیں وہ ہمارے دلوں میں موجود دشمنیوں، کینے، بے رحمی اور سنگ دلی کی آگ کو بجھا سکتے ہیں اور ہمیں رحم دل اور مہربان انسان میں تبدیل کر سکتے ہیں اور ہمارے دلوں میں چھپے انسانی اقدار کو اجاگر کر سکتے ہیں۔ امامِ حسین علیہ السلام کے ہوتے ہوئے کسی اور سے انسانیت، محبت اور رحم کا درس لینے کی ضرورت ہی نہیں۔

امامِ حسین علیہ السلام کے مصائب میں گریہ و ماتم کرنا اس بات کا سبب بنتا ہے کہ گریہ کرنے والا امامِ حسین علیہ السلام کے اخلاقِ حسنہ اور ان کی رحم دلی اور محبت کو اپنائے۔ اور جب ہم امامِ حسین علیہ السلام کی یاد کو سال بھر قائم رکھتے ہیں تو یہ سبب بنتا ہے کہ ہر وقت ہمیں محبت، انسانیت اور اخلاق حسنہ کا درس ملتا رہے اور ہم ان پر ثابت قدم رہیں۔

اور ہم امید کرتے ہیں کہ ہم امامِ حسین علیہ السلام کی زندگی سے حاصل کیے گئے درس کی روشنی میں انسانیت کو گمراہیوں سے نکال کر دوبارہ انصاف اور محبت کے راستے پر لے آئیں گے۔ اور جب ہم اس راہ میں امامِ حسین علیہ السلام کے غم میں آنسو اور خون بہاتے ہیں تو خدا کے اور اپنے مقصد کے اور بھی زیادہ قریب ہو جاتے ہیں۔

❀❀❀❀

انبیا اور اوصیا کا طریقہ

● **یہ باتیں ہم پہلی بار سن رہیں ہیں۔ بہت اچھی معلومات تھیں اور آپ نے بہترین تجزیہ پیش کیا۔**

میں آپ کو کچھ اور باتیں بھی بتا دیتا ہوں۔ بعض روایات سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ خدا کو امامِ حسینؑ کی شہادت سے پہلے بھی یہ پسند تھا کہ انسان اپنا خون بہا کر امامِ حسینؑ کے ساتھ اظہارِ ہمدردی کریں۔ ہمیں مختلف انبیا کے واقعات میں ملتا ہے کہ امامِ حسینؑ کے ساتھ ہمدردی کے سبب ان کا خون بہا۔ تو ہم قمہ زنی کو بھی خون بہا کر امامِ حسینؑ کے ساتھ ہمدردی کا ایک مصداق کیوں نہیں سمجھتے؟

علما حدیث، من جملہ علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں نقل کیا ہے:

"جب آدم کو زمین پر بھیجا گیا تو آدم نے حوا کو اپنے ساتھ نہ پایا اور ان کی تلاش میں زمین پر مختلف علاقوں کا سفر کیا۔ اسی دوران وہ سرزمین کربلا سے گزرے۔ جب وہ کربلا پہنچے تو ان پر غم کی کیفیت طاری ہوگئی اور بغیر کسی سبب انھیں اپنے دل پر بوجھ محسوس ہونے لگا۔ یہاں تک کہ وہ امامِ حسینؑ کی قتل گاہ پر پہنچے اور وہاں ان کے پیر سے خون بہنے لگا۔ پس انھوں نے آسمان کی جانب رخ کیا اور کہا کہ پالنے والے کیا مجھ سے کوئی اور خطا سرزد ہوگئی ہے جس کی مجھے سزا ملی ہے؟ جواب آیا کہ اے آدم! تجھ سے کوئی خطا سرزد نہیں ہوئی۔ لیکن یہ وہ جگہ ہے جہاں تیرا بیٹا حسینؑ مظلومیت کے ساتھ قتل کیا جائے گا۔ اور اس کے خون

کی موافقت (اور ہمدردی) کے لیے یہاں تیرا خون بہا ہے۔"

اسی طرح روایات میں آیا ہے کہ اک مرتبہ جنابِ ابراہیمؑ اپنی سواری کے ہمراہ کربلا سے گزر رہے تھے۔ جب اس مقام پر پہنچے تو سواری سے نیچے گرے اور ان کا سر زخمی ہو گیا اور خون بہنے لگا۔ ابراہیمؑ نے استغفار کرنا شروع کیا کہ کہیں کوئی گناہ سرزد نہ ہو گیا ہو اور خدا سے سوال کیا کہ اے پالنے والے! مجھ سے کون سی غلطی سرزد ہوئی ہے؟ جبرئیل نازل ہوئے اور جواب میں فرمایا کہ اے ابراہیم! آپ سے کوئی خطا سرزد نہیں ہوئی۔ لیکن اس جگہ پر آخری نبیؐ کے نواسے کا خون بہایا جائے گا اور اسی خون کی موافقت اور ہمراہی کی خاطر یہاں آپ کا خون بہا ہے۔

اسی طرح علما بیان کرتے ہیں:

"اک روز حضرتِ موسیٰؑ اپنے وصی یوشع ابنِ نون کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ جب وہ کربلا کی سرزمین پر پہنچے تو ان کا جوتا ٹوٹ گیا اور ان کے پیر میں ایک کانٹا چلا گیا جس کے سبب ان کے پیر سے خون بہنے لگا۔ حضرتِ موسیٰؑ نے خدا کی بارگاہ میں سوال کیا کہ مجھ سے کوئی خطا سرزد ہوئی ہے؟ تو جواب ملا کہ تجھ سے کوئی خطا سرزد نہیں ہوئی۔ یہ سرزمینِ کربلا ہے جہاں حسینؑ کا خون بہایا جائے گا۔ اور ان کے خون کی موافقت کی خاطر یہاں تیرا خون بہا ہے۔"

اور امامِ زمانہ (عج) اپنے جد امامِ حسینؑ کو خطاب کرتے ہوئے زیارتِ ناحیہ میں فرماتے ہیں:

"اب جب کہ زمانے نے مجھے آپ سے دور کر دیا اور آپ کی مدد کرنے نہیں دی اور میں آپ کے دشمنوں کے ساتھ جہاد نہیں کر سکا، تو میں صبح و شام آپ پر آہ و بکا کروں گا اور آپ کے مصائب کو یاد کر کے آپ پر آنسو کے بدلے خون روؤں گا

یہاں تک کہ آپ کا غم مناتے ہوئے میری موت واقع ہوجائے۔"

یہ بات خون بہانے کے جواز کو بھی ثابت کرتی ہے اور یہ بھی بتاتی ہے کہ شعائر حسینیہ کے سلسلے میں زمانے کا کوئی کردار نہیں اور طویل مدت کا گزر جانا اس بات کا سبب نہیں بن سکتا کہ امامِ حسین علیہ السلام کی عزاداری اور اس کی شدت میں کمی واقع کی جائے۔

اور جب یہ بات طے ہے کہ کائنات اور اس میں موجود ہر چیز، بالخصوص انبیا اور آلِ محمد علیہم السلام ہمیشہ اللہ کی تسبیح کیا کرتے ہیں اور خدا کے حکم کے بغیر کوئی فعل انجام نہیں دیتے تو یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ امامِ حسین علیہ السلام کا معاملہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے جس کا اثر پوری کائنات پر ہے اور اس کا ادراک بشر کی طاقت سے باہر ہے اور یہ معاملہ ہمیشہ سے خدا کے مدِ نظر رہا ہے۔ اسی وجہ سے علما کا یہ طریقہ رہا ہے کہ شعائرِ حسینی کے بارے میں فتویٰ دیتے ہوئے نہایتِ احتیاط سے کام لیتے ہیں اور اکثر یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ امامِ حسین علیہ السلام کا معاملہ علم کا معاملہ نہیں عشق کا ہے۔

مجھ سے خطیبِ اہلبیت سید محمود حسینی نے بیان کیا کہ جب آیت اللہ ابوالحسن اصفہانی سے قمہ زنی کے بارے میں سوال ہوا تو انھوں نے فرمایا:

"لوگ سال کے گیارہ ماہ اور بیس دن سنتِ رسول پر عمل کرنے کے لیے میری تقلید کرتے ہیں لیکن محرم کے ابتدائی دس دن سنتِ رسول پر عمل کرنے کے لیے میں ان کی تقلید کرتا ہوں (اور ان کے طریقے کے مطابق عزاداری کرتا ہوں)۔"

پس قمہ زنی کرنے والے صرف انبیا، ائمہؑ اور بی بی زینب (س) کے طریقے پر عمل نہیں کرتے بلکہ پوری کائنات کے طریقۂ کار کو اپناتے ہیں اور امامِ حسین علیہ السلام کے غم میں اور ان کے خون کی موافقت میں اپنا خون بہاتے ہیں۔

خدا کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اے پالنے والے! ہم کو توفیق عطا فرما کہ تیرے ولی

اور تیرے اولیا کے بیٹے اور تیرے نبیؐ کے نواسے اور تیرے اولیا اور حجتوں کے والد، کائنات کے مالک امامِ حسین علیہ السلام کی عزاداری کرسکیں، ان کے غم میں غمگین رہیں ان کو اور ان کے گھر والوں کو اپنے آنسو اور خون کے ذریعے پرسہ پیش کرسکیں۔ شاید اس طرح ہم دنیا و آخرت میں کچھ کامیابی حاصل کرسکیں۔۔۔ تجھے تیرے نبی محمدِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ۔۔۔

❁❁❁❁

تاریخ میں قمہ زنی کی ابتدا

● تاریخی اعتبار سے قمہ زنی کب شروع ہوئی؟ کیا اس کی ابتدا اس وقت ہوئی جب بی بی زینب سلام اللہ علیہا نے اپنا سر محمل پر مارا تھا (جس روایت کو قمہ زنی کے مخالف افراد ضعیف قرار دیتے ہیں) یا پھر پچھلی صدی میں جب قفقاز کے علاقے کے لوگ کربلا آئے تھے انھوں نے اس کام کی ابتدا کی (جسے قمہ زنی کے مخالف درست سمجھتے ہیں اور اس طرح قمہ زنی کے غیر شرعی ہونے کو ثابت کرتے ہیں)؟

بی بی زینب کے حوالے سے جو روایت ہے وہ ضعیف نہیں بلکہ بہت سے علمانے من جملہ اقائے بہبہانی نجفی نے اپنی کتاب الدمعه الساکبة میں اس روایت کو بیان کیا ہے اور بہت سے علمانے اس کتاب پر اپنی تقریض اور تائید لکھی ہے جس سے اس روایت کی تایید ہوتی ہے۔ آپ روایات کی کتابوں کی سی ڈی اور پروگرامز میں سرچ کر کے دیکھ سکتے ہیں کہ یہ روایت کتنی کتابوں میں بیان ہوئی ہے۔ جن کتب میں اس روایت کا تذکرہ ہے ان میں سے بعض یہ ہیں:

کتاب بحار الانوار، جلد ۴۵، صفحہ ۱۱۴۔

کتاب جلاء العیون، جلد ۲، صفحہ ۲۳۸۔

کتاب زینب الکبریٰ، صفحہ ۱۱۲۔

کتاب اسرار الشہادۃ، صفحہ ۴۷۴۔

کتاب المنتخب، جلد ۲، صفحہ ۴۷۸۔

کتاب نصرۃ المظلوم، صفحہ ۱۸۔

اور اسے علامہ مجلسی اور شیخِ اصفہانی نے درست قرار دیا ہے۔

اور جہاں تک بات رہی قفقاز کے لوگوں کے واقعے کی، تو اگر ایسا ہوا بھی ہے تو یہ عشق کا معاملہ ہے جسے صرف عاشق ہی سمجھ سکتا ہے اور عشق سے تعلق نہ رکھنے والے افراد اگر اس کام کا مذاق اڑائیں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور بہت سی اچھی رسمیں ایسی ہیں جنھیں ابتدائی طور پر ایک قوم نے کسی دوسری قوم سے لیا ہے اور بعد میں پہلی قوم کے بزرگوں نے اس رسم کی تائید کی اور یہ رسم اس قوم میں رائج ہوگئی، یہ پہلی بات۔

اور دوسری بات یہ کہ بی بی زینب سلام اللہ علیہا کے بعد قمہ زنی کی رسم کو توابین کی تحریک کے قائد سلیمان ابنِ صردِ خزاعی نے آگے بڑھایا۔ اور یہ اس وقت ہوا جب واقعۂ کربلا کے بعد کوفے میں ابنِ زیاد کی قید سے انھیں رہائی ملی اور سلیمان نے پانچ ہزار کا لشکر تیار کیا اور کوفے سے شام کی جانب یزید سے امامِ حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لینے کے لیے نکلے۔ لیکن شام جانے سے قبل کربلا کی سرزمین پر آئے اور یہاں بہت گریہ وزاری کیا اور امامؑ سے تجدیدِ بیعت کی غرض سے اپنے سروں پر تلواریں یا نوکیلے پتھر مارے اور اپنے سروں سے خون جاری کیا۔

میری معلومات کے مطابق قمہ زنی کی ابتدا تاریخ میں ایسے ہوئی اور اصلِ حقیقت تو خدا ہی جانتا ہے۔ اور آج کے زمانے میں قفقاز، افغانستان، آذربایجان، پاکستان، ایران، انڈیا، عراق اور بحرین کے شیعہ اسی رسم کو آگے بڑھا رہے ہیں جس کی ابتدا توابین نے بیعت، وفاداری اور محبت کی نشانی کے طور پر کی تھی۔

ہم کیوں کر امامِ حسین علیہ السلام کی عزاداری کے معاملے میں بخل سے کام لیں جب کہ اسی عزاداری اور خون کے ماتم کے ذریعے ہم حسین علیہ السلام کے مقصد سے قریب ہوتے ہیں۔

کیا ہم اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں کی موت پر بے چینی اور گریہ نہیں کرتے اور کیا اپنے سر اور سینے کو نہیں پیٹتے ؟ تو کیا ہمیں اپنے رشتہ دار امامِ حسین علیہ السلام سے زیادہ عزیز ہیں جو جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور جن کے بارے میں رسولِ خداؐ نے فرمایا:

"میں نے دیکھا ہے کہ عرش کے دائیں جانب لکھا ہے کہ بیشک حسین علیہ السلام ہدایت کا چراغ اور نجات کی کشتی ہے۔"(۳۳)

"حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ جو حسینؑ سے محبت کرتا ہے خدا اس سے محبت کرتا ہے اور حسینؑ میرے نواسوں میں سے ہے۔"(۳۴)

پس امامِ حسین علیہ السلام کی یاد کو زندہ رکھنے کے لیے جناب زینب کبری سلام اللہ علیہا نے جو کام انجام دیا وہ بالکل طبیعی تھا اور انھوں نے اپنے ہوش وحواس میں انجام دیا تھا کیوں کہ کربلا کے بعد وہ کربلا کی مبلغ تھیں۔

اور اسی وجہ سے حدیثِ موثق میں امامِ صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"حسینؑ کی سی شخصیت کا حق یہ ہے کہ ان کے مصائب پر گریبان چاک کیا جائے اور چہروں کو زخمی کیا جائے اور گالوں پر طمانچے مارے جائیں۔"(۳۵)

بڑے عالمِ دین سید ابنِ طاووس اپنی کتاب **اللھوف** میں جب یہ منظر بیان کرتے ہیں کہ بشیر ابنِ حذلم نے مدینے آ کر امامِ حسین علیہ السلام کی شہادت اور سیدِ سجاد علیہ السلام کی واپسی کی خبر دی تو لکھتے ہیں:

"مدینے کی تمام محجبہ خواتین اپنے گھروں سے نکل کر اپنے چہروں کو پیٹنے لگیں اور

اس سے خون بہنے لگا اور اپنے رخساروں پر طمانچے مارنے لگیں۔"(۳۶)

یہ واقعہ قمہ زنی کے جائز ہونے کی ایک اور دلیل ہے۔ کیوں کہ امامِ حسین علیہ السلام کے مصائب پر اس روایت کے مطابق خون بہایا گیا۔ اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ خون اپنے ہاتھ اور ناخون استعمال کر کے بہایا جائے یا پتھر اور تلوار کے ذریعے۔ بلکہ تلوار کے ذریعے یہ کام کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے کیوں کہ رسولِ اکرمؐ کا فرمان ہے:

"تمام اچھائیاں تلوار میں اور تلوار کے سائے تلے ہیں اور لوگ تلوار سے ہی قیام کرتے ہیں اور تلوار ہی جنت اور دوزخ کی چابی ہے۔"(۳۷)

اور اس وجہ سے کہ تلوار طاقت، مقابلے اور بڑوں سے اتصال کی نشانی ہے۔ اسی وجہ سے عرب کے معروف اور قدیمی رقص "عرضہ" میں بھی تلوار استعمال ہوتی ہے۔

یہاں میں ایک اور بات بیان کرنا چاہتا ہوں کہ ایک پرانی رسم ہے بعض ثقافتوں کی جو آج تک جاری ہے اور وہ یہ کہ اہم اور مشکل معاہدوں پر انگوٹھا یا مہر لگانے کے لیے سیاہی نہیں بلکہ خون استعمال کیا جاتا تھا۔ تو ہمارے دشمن یہ سمجھ لیں کہ قمہ زنی سے نکلنے والا خون، امامِ حسین علیہ السلام کے ساتھ بیعت نامے پر ہماری طرف سے مہر ہے۔ اور امام سے بیعت کے لیے اس سے کم تر قیمت رکھنے والی مہر نا کافی ہے۔

اسی وجہ سے شاعر نے کہا ہے:

لَا يَسْلَمُ الشَّرَفُ الرَّفِيعُ مِنَ الْأَذَى   حَتّٰى يُرَاقَ عَلٰى جَوَانِبِهِ الدَّمُ

ترجمہ: زیادہ شرافت رکھنے والے شخص کے لیے کم ترین اذیت اس کے خون کا بہایا جانا ہے۔

● یہ باتیں میرے علم میں نہیں تھیں۔۔۔ ان کی روشنی میں انسان قمہ زنی

کے جائز ہونے کو تسلیم کر سکتا ہے۔۔۔ لیکن میرا ایک سوال ہے۔ آج کے زمانے میں جب ہمیں دشمنوں کا سامنا کرنے کے لیے اپنی طاقت اور قوت کی بے حد ضرورت ہے، کیا یہ بات معقول ہے کہ ہم اپنا خون اور اپنی طاقت ضائع کریں؟

میرے عزیزو! اس سوال کے پیدا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہم امام حسین علیہ السلام کی عظمت اور ان کے ذکر کی طاقت سے ناواقف ہیں۔ اور ہم جتنی بھی کوشش کر لیں ہم امامِ حسین علیہ السلام کے معاملے کی حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتے۔

پس ہم پر فرض یہ ہے کہ عشق کی راہ میں سفر جاری رکھیں اور یہ امیدوار رہیں کہ خدا ہمیں امامِ حسین علیہ السلام کے معاملے کی کسی حد تک معرفت عطا کرے گا۔ اور جب ایسا ہو جائے گا تب ہم اس بات کو سمجھیں گے کہ امامِ حسین علیہ السلام اور واقعۂ عاشور کی یاد ہمیں کتنی طاقت اور ہمت عطا کرتی ہے۔ پھر اس کے بعد ہم اس بات پر گریہ کریں گے کہ اب تک کیوں ہم امامِ حسین علیہ السلام سے اتنا دور رہے ہیں۔

آپ دیکھیں کہ عیسائی افراد کس طرح حضرتِ عیسیٰؑ کی مظلومیت کو یاد کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرتِ عیسیٰؑ پر کوئی ظلم نہیں کیا گیا (اور خدا نے انھیں آسمان پر بلند کر لیا تھا)۔ اور کس طرح وہ لوگ ہمیشہ حضرتِ عیسیٰؑ کی یاد کو زندہ رکھنے کے لیے گلے میں صلیب پہنے رکھتے ہیں اور پوری دنیا میں حضرتِ عیسیٰؑ کے مصائب بیان کرتے ہیں اور عیسائیت کی تبلیغ کرتے ہیں، جب کہ ان کی تمام تر باتیں حقیقت کے برخلاف ہیں

اسی طرح یہودی قوم ہولوکاسٹ کے جھوٹے واقعے میں ہٹلر کے ہاتھوں یہودیوں کے قتلِ عام کا کتنا پرچار کرتے ہیں اور اس طرح پوری دنیا کی ہمدردیاں سمیٹ کر اپنی تمام غیر انسانی اور ظالمانہ کاروائیوں کے لیے جواز پیدا کرتے ہیں۔

اور ہم۔۔۔ ہمارے پاس واقعۂ کربلا کی سی مظلومیت کی عظیم مثال ہے جس کی حقیقت میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور جس میں ان افراد کے لیے جو عزت کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتے ہیں، جوان مردی، شجاعت، شہامت، کرامت، عزت اور شرافت جیسے اخلاقِ حسنہ کی بے انتہا مثالیں موجود ہیں۔ اور یہ واقعہ تاریخی اعتبار سے سو فیصد ثابت ہے اور اس کی یاد ہمارے دلوں کو بھی غمزدہ کر دیتی ہے اور دنیا میں رہنے والے ہر آزاد اور جوان مرد انسان کے دل کو بھی غمزدہ کر دیتی ہے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہم میں سے بعض افراد اس واقعے اور اس کی عظمت سے ناواقف ہیں اور بعض افراد تو ایسے بھی ہیں جو نہ صرف اس کی عظمت سے ناواقف ہیں اور اس کی یاد کو زندہ رکھنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ اس میں شک و شبہات پیدا کرتے ہیں اور اپنے آپ کو جدت پسند اور آزاد خیال گمان کر رہے ہوتے ہیں۔

اور آج کے زمانے میں جہاں دنیا کی مختلف اقوام اپنے درمیان رائج رسومات کو اس قدر اہمیت دے رہی ہیں کہ ان کے پڑھے لکھے افراد، ان لغو اور خرافات رسومات کے فلسفے کو اپنی پی ایچ ڈی کے تھیسیز کا موضوع قرار دے رہے ہیں، وہاں ہماری قوم کے بعض پڑھے لکھے، مغربی ثقافت کے دریا میں بہتے ہوئے اپنی قوم میں رائج رسموں کے فلسفے اور مقصد پر گفتگو کرنے کی جگہ ان کا انکار کر رہے ہیں۔

میری ان پڑھے لکھے افراد سے یہ گزارش ہے کہ وہ لاعلمی کی وجہ سے دشمنانِ اسلام کا آلۂ کار نہ بنیں اور ہماری رسموں کا مذاق اڑانے سے پرہیز کریں اور شیعیانِ حیدر کرار کو اپنے مراجع تقلید کے فتوے پر عمل کرنے سے نہ روکیں۔ کیوں کہ جتنا قمہ زنی دین کو نقصان پہنچا رہی ہے (جیسا کہ ان لوگوں کا خیال ہے) اس سے زیادہ ان افراد کا یہ کام دین کو نقصان پہنچائے گا۔

ہمارے ائمہ علیہم السلام نے اپنے شیعوں کو اس بات کی تاکید کی ہے کہ امامِ حسینؑ کی عزاداری کے لیے زیادہ سے زیادہ اہتمام کیا جائے اور اس پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے۔

شیخ ابنِ قولویہ اپنی کتاب کامل الزیارات میں مسمع ابنِ عبدالملک کردین البصری سے روایت کرتے ہیں کہ امامِ صادقؑ نے فرمایا:

"اے مسمع! تم عراق کے رہنے والے ہو۔کیا امامِ حسینؑ کی زیارت کے لیے جاتے ہو؟"

مسمع کہتے ہیں:

"نہیں مولا۔ میں بصرہ والوں میں مشہور شخصیت ہوں اور مختلف قبائل کے لوگ جو حاکمِ وقت کے کارندے ہیں مجھے جانتے ہیں اور مجھے خوف ہے کہ اگر میں امامِ حسینؑ کی زیارت کے لیے گیا تو حکومتِ وقت کو اس بات کی اطلاع مل جائے گی اور میرے لیے مشکلات پیدا ہوں گی۔"

مولا فرماتے ہیں:

"کیا تو امامِ حسینؑ کے مصائب کو یاد کرتا ہے؟"

مسمع کہتے ہیں:

"جی مولا"

مولا فرماتے ہیں:

"پھر کیا تو بے چین ہوتا ہے (اور گریہ کرتا ہے)؟"

مسمع کہتے ہیں:

"جی مولا۔۔۔ یہاں تک کہ میرے گھر والے میرے چہرے پر غم کے آثار کو

دیکھ لیتے ہیں اور پھر میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاتا جب تک میری یہ کیفیت زائل نہ ہو جائے۔"

مولاؑ فرماتے ہیں:

"خدا تیرے آنسوؤں پر رحم کرے۔ جان لے کہ تو ہمارے مصائب پر بے تابی کرنے والوں میں سے ہے۔"

اور رسولؐ کے عظیم صحابی حضرتِ ابوذر غفاری کے بارے میں ملتا ہے کہ ایک مرتبہ واقعۂ کربلا کے پیش آنے سے پہلے ابوذر نے بعض لوگوں کو امامِ حسینؑ کی شہادت کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے دیکھا تو ان سے فرمایا:

"اگر تم لوگ اس مصیبت کی عظمت کو جان لو تو ساری عمر گریہ کرتے رہو گے۔"(۳۸)

امامِ حسینؑ کے معاملے کو اور اس کی یاد کو اس طرح زندہ رکھنا ہمارا فرض ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس راہ پر چل کر ہم امامِ حسینؑ کے مقصد اور ان کے قیام میں موجود انسانی اور اخلاقی اقدار کو دنیا کے لیے واضح کر سکتے ہیں۔ اور اگر ہم نے کوتاہی کی تو دوسرے مذاہب اور فرقے اپنی جھوٹی کہانیوں کی مدد سے دنیا کی توجہات اپنی جانب مبذول کروالیں گے۔

● ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے ہم میں سے اکثر افراد غفلت کی زندگی گزار رہے ہیں۔

اسی غفلت کی وجہ سے ہم نے بہت سی فرصتیں ضائع کر دیں اور یہ سمجھتے رہے کہ ہم آگے کی جانب بڑھ رہے ہیں۔

میرے بھائی۔۔۔ امامِ حسینؑ کے واقعے سے ہمیں یہ درس لینا چاہیے کہ ہمیشہ

مظلوم کا ساتھ دیں اور اس کو اس کا حق دلانے کی کوشش کریں۔ چاہے وہ مظلوم شیعہ ہو یا سنی بلکہ اگر وہ کافر ہو تب بھی اسی کا ساتھ دینا چاہیے۔ اور ہمیں چاہیے تمام شعائرِ حسینیہ اور بالخصوص قمہ زنی کے بارے میں لوگوں میں شعور پیدا کریں اور اس کو امامِ حسین علیہ السلام کے ساتھ تجدیدِ عہد سمجھیں۔ ایسا عہد نامہ جس پر مہر ہمارے سر کے خون سے لگائی جائے گی۔ اور اس کو پوری دنیا کے مظلوموں کی حمایت کی علامت قرار دیں۔

کیا اگر ہم قمہ زنی کو اس انداز میں پیش کریں اور یومِ عاشور کو مظلوموں کی حمایت اور ظالموں سے نفرت کے دن کے طور پر منائیں، تب بھی قمہ زنی ہمارے مذہب کی بدنامی کا سبب رہے گی؟

قمہ زنی ایڈز کی سی بیماریوں کا سبب بنتی ہے

● آپ کی اس بات پر کیا رائے ہے کہ قمہ زنی مختلف بیماریوں کا سبب بنتی ہے۔ مثلاً قمہ زنی کے دوران مختلف انسانوں کا خون ایک دوسرے کے جسم پر لگتا ہے جس سے ایڈز کے پھیلنے کا خطرہ ہے۔ اگر قمہ زنی شعائرِ حسینیہ میں سے ہو تب بھی کیا یہ بات اس رسم کو ختم کروانے کے لیے کافی نہیں؟

حج کے موقعے پر ہر سال رمی جمرات کے وقت کئی افراد کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ تو کیا ہمیں رمی جمرات کو حج کے ارکان سے نکال دینا چاہیے یا پھر یوں کرنا چاہیے کہ وہاں کی حکومت سے مطالبہ کریں کہ وہ اس جگہ کی سڑکوں کو وسیع کرے اور جمرات (شیطان کے ستونوں) کو بڑا کرے اور وہاں پر کئی منزلیں تعمیر کرے اور وہاں آنے جانے کے راستوں کو منظم کرے تاکہ حجاج احسن انداز میں اس رسم کو ادا کر سکیں؟

درست ہے کہ قمہ زنی کے بعض جزئی نقصانات بھی ہیں لیکن ہم صرف انھیں کے بارے میں کیوں گفتگو کرتے ہیں؟ اور اس رسم کے جو مثبت پہلو اور فائدے ہیں ان کو کیوں زیرِ بحث نہیں لایا جاتا؟ یا وہ احتیاطی تدابیر جو اس رسم کے نقصانات کو کم کرنے کے لیے انجام پاتی ہیں ان کو کیوں بیان نہیں کرتے؟ اور اس رسم کے مقاصد اور آثار اور فلسفے پر کیوں گفتگو نہیں ہوتی؟

اکثر قمہ زنی انجام دینے والے اپنے اس کام کو فائدہ مند سمجھتے ہیں۔ اسی لیے کوئی جتنا بھی انھیں روکے وہ نہیں رکتے۔ اور میری اس بات پر دلیل کے طور پر مختلف

واقعات موجود ہیں۔

یہ رسم عراق، بحرین اور کویت کے بہت سے امام باڑوں میں اور سعودیہ عرب کے بعض مشرقی علاقوں میں بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ بلکہ ایران کے ان شہروں میں جہاں حکومت کی جانب سے قمہ زنی انجام دینے کی اجازت ہے جیسے اصفہان، اردبیل، یزد، مشہد اور اہواز وغیرہ میں بھی یہ رسم سرِ عام انجام پاتی ہے اور جن شہروں میں صرف امام باڑوں کے اندر قمہ زنی کی اجازت ہے وہاں لوگ امام باڑوں کے اندر اسے انجام دیتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ آنے والے زمانے میں ان شہروں میں بھی سرِ عام اس کام کو انجام دینے کی اجازت مل جائے۔

میں نے کچھ وقت قبل (سن ۱۴۲۷ ہجری میں) کسی سے سنا تھا کہ حکومت نے تہران میں (دولت آباد کے علاقے میں) ایک جلوس کی انتظامیہ کو سرِ عام قمہ زنی کی اجازت دی تھی اور باقاعدہ پولیس اس راستے کو خالی کروا رہے تھے جہاں سے قمہ زنی کے جلوس کو گزرنا تھا۔ اور ایران سے آپ کو ایسی خبریں ملتی رہیں گی جو شدت پسند افراد کے دعووں کو غلط ثابت کرتی رہیں گی۔

رہی بات ایڈز کی، تو یہ کہنا کہ قمہ زنی سے ایڈز کا وائرس منتقل ہو جاتا ہے سراسر غلط بات ہے۔ آپ مجھے کوئی ایک مثال دکھا دیں جسے قمہ زنی کے سبب سے ایڈز کی بیماری ہو گئی ہو۔ جب کہ اگر آپ ہسپتالوں میں جا کر دیکھیں تو اکثر افراد کو کسی اور شخص کا خون لگانے سے ایڈز لگا ہوگا یہاں تک کہ مغربی ممالک میں بھی جہاں ان باتوں کا بہت خیال رکھا جاتا ہے، یہی صورتِ حال ہے۔

آپ پوری دنیا میں اور خاص طور پر عراق میں ملاحظہ فرمائیں جہاں ہر سال ہزاروں لوگ قمہ زنی انجام دیتے ہیں اور وہاں طبی حوالے سے نہ زیادہ معلومات ہیں

نہ زیادہ وسائل لیکن آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی قمہ زنی انجام دینے والے کو ایڈز کا مرض لاحق ہو جائے۔

لیکن ان سب باتوں کے باوجود میں اس بات کا قائل ہوں کہ قمہ زنی کرنے والے مؤمنین کو طبی حوالے سے تمام تر حفاظتی اقدامات انجام دینے چاہییں اور کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جس سے ان کو یا پھر قمہ زنی کی رسم کو نقصان پہنچے۔ کیوں کہ بعض روشن خیال افراد اس تاک میں رہتے ہیں کہ کہیں سے انھیں موقع ملے اور وہ اس رسم کے خلاف بات کر سکیں۔

● ہم ایک ایسے شخص کو جانتے ہیں جس کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ ایک ایسے فرد کو جانتا ہے جس کی قمہ زنی کے سبب موت واقع ہو گئی تھی۔

تو اس پر لازم ہے اس شخص کا نام، اس کے گھر والوں کا پتہ اور ایسے ثبوت پیش کرے جن سے طبی حوالے سے یہ ثابت ہو سکے کہ موت کی وجہ قمہ زنی ہی تھی۔ ورنہ خدا اسے جھوٹ بولنے والوں میں شمار کرے۔

اب اس شخص کو اختیار ہے کہ چاہے تو اپنی سچائی کے ثبوت پیش کرے اور چاہے تو اپنی جھوٹ اور باطل بات کی ترویج کا گناہ اور عذاب اپنی گردن میں لیے پھرتا رہے۔

لیکن میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ دعویٰ غلط ہے۔ کیوں کہ اگر ایسا کوئی واقعہ پیش آیا ہوتا تو قمہ زنی کے مخالفین اس کو پھیلانے میں اور اس کی ترویج میں کسی قسم کی کوتاہی نہ برتتے۔ اور اس وقت ہمارا نعرہ یہ ہوتا:

"ہم حفاظتی تدابیر کے ساتھ قمہ زنی کریں گے۔"

● تو کیا ہٹ دھرمی برتتے ہوئے آپ قمہ زنی کی حمایت کرتے؟

نہیں میرے عزیز! بلکہ اس لیے قمہ زنی کرتے تا کہ بتا سکیں کہ قمہ زنی کے مخالفین کتنی بے بنیاد اور کمزور باتیں پھیلا رہے ہیں۔

قمہ زنی پر ایک اور اعتراض

● ہم قمہ زنی پر کیے گئے اعتراضات کی طرف پلٹتے ہیں۔ ایک اعتراض یہ ہے کہ کچھ سال قبل ایک شخص نے قمہ زنی کی اور اس کی موت واقع ہوگئی۔

بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو حج کرنے گئے اور ان کی موت واقع ہوگئی۔ تو کیا حج پر جانا چھوڑ دیں؟

● اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ حج واجب ہے لیکن قمہ زنی میں یہ بات نہیں۔

میں عرض کروں گا کہ زیارتِ ائمہ تو واجب نہیں ہے۔ بہت سے لوگوں کی سفرِ زیارت میں موت واقع ہو جاتی ہے۔ خاص کر عراق، پاکستان، افغانستان اور بہت سے ممالک کے موجودہ حالات میں جہاں دہشتگردی کا خطرہ موجود ہے۔ تو پھر زیارت بھی بند کر دی جائیں۔ اسی طرح امام باڑوں اور مجلسوں میں جانا بھی بند کر دیا جائے کیونکہ ان مقامات پر بھی دھماکے ہوا کرتے ہیں۔ بلکہ ہسپتالوں کو بھی بند کر دیا جائے کیونکہ بہت سے افراد کی علاج کے دوران موت واقع ہو جاتی ہے اور اسی طرح ہوائی جہاز کا سفر بھی روک دیا جائے کیونکہ کئی دفعہ جہاز حادثے کا شکار ہو جاتا ہے اور تمام مسافر اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور سمندر پر سیاحت یا ماہی گیری بھی روک دی جائے کیوں کہ بہت سے لوگ ڈوب جاتے ہیں۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی قمہ زنی کے دوران مر بھی جائے تو اس شخص نے امامِ حسین علیہ السلام کی یاد کو زندہ رکھنے کی خاطر اپنی جان دی ہے اور بہت سے مراجع نے بعض روایات کی روشنی میں اسے جائز قرار دیا ہے۔ ان روایات میں سے ایک عبداللہ ابنِ النجار کی روایتِ صحیحہ ہے جس میں راوی امامِ صادق علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ
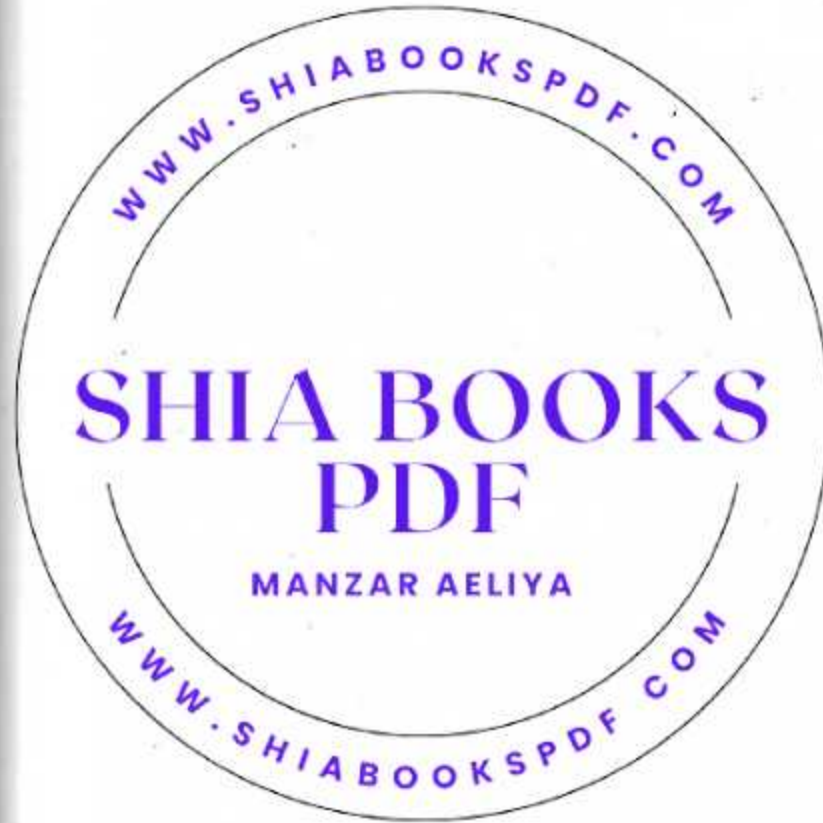
مولاؑ نے فرمایا:

"کیا تم لوگ کشتیوں پر بیٹھ کر امامِ حسینؑ کی زیارت کے لیے جاتے ہو؟"

راوی کہتا ہے:

"جی مولاؑ"

امامؑ فرماتے ہیں:

"کیا تم جانتے ہو اگر دورانِ سفر کشتی غرق ہو جائے تو تمھیں آواز دی جائے گی کہ آگاہ رہنا تم لوگ پاکیزہ ہو گئے اور جنت کو تمھارے لیے تیار کر دیا گیا ہے۔"(۳۹)

اسی طرح ایک اور حدیث میں امامِ صادقؑ فرماتے ہیں:

"ہماری خاطر اگر کسی مؤمن کو کوئی اذیت پہنچے تو خدا اس مؤمن سے اس اذیت کو دور کرے گا۔"(۴۰)

مزید یہ کہ متوکلِ عباسی کے زمانے میں لوگ زیارتِ امامِ حسین کے لیے آیا کرتے تھے جو کہ مستحب ہے لیکن متوکل ان لوگوں کو قتل کر دیا کرتا تھا مگر لوگ پھر بھی آتے رہے اور متوکل بھی لوگوں کو قتل کرتا رہا یہاں تک کہ آخر میں متوکل نے امامِ حسینؑ کی قبر کے نشانات ختم کرنے کے لیے اسے زمین کے ساتھ برابر کر دیا تا کہ لوگ زیارتِ امامِ حسین نہ کر سکیں۔ لیکن ان تمام حالات میں بھی شیعوں نے زیارت کو ترک نہ کیا جب کہ زیارت ایک مستحب عمل ہے۔ تو کیا وہ شیعہ جو زیارت کے سفر میں قتل ہوئے جہنم میں جائیں گے یا پھر وہ شہید شمار ہوں گے اور ان کا قاتل جہنم میں جائے گا؟

اس زمانے کے شیعہ اس طرح کے تھے اور ان کے ان افعال پر ان کے پاس دلیل

امامِ صادقؑ کی وہ حدیث تھی جس میں مولا معاویہ ابنِ وہب سے فرماتے ہیں:

"اے معاویہ! زائرینِ حسین کے لیے زمین والوں سے زیادہ آسمان والے دعا مانگتے ہیں۔ اور یاد رکنا کہ کبھی کسی کے خوف سے زیارتِ حسین کو ترک نہ کرنا کیوں کہ جو بھی کسی کے خوف کی وجہ سے زیارتِ حسین کو ترک کرے گا وہ بعد میں ایسے حالات سے دوچار ہو جائے گا کہ وہ اپنی موت کی آرزو کرے گا۔ کیا تمھیں پسند نہیں کہ خدا تمھیں ان افراد میں قرار دے جن کے لیے رسولِ خداؐ دعا کیا کرتے ہیں؟ کیا تم نہیں چاہتے کہ روزِ محشر ملائکہ تم سے مصافحہ کریں؟ کیا تم نہیں چاہتے کہ روزِ محشر تم گناہوں سے پاک ہو کر خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو؟ کیا تم ان افراد میں شامل نہیں ہونا چاہتے جو روزِ محشر رسولِ خداؐ سے مصافحہ کریں گے؟"

یہ حدیث آپ کو کتاب بحار الانوار کی جلد ۹۸، صفحہ ۸ پر اور کتاب **وسائل الشیعہ** کی جلد ۱۴، صفحہ ۴۱۱ پر اور اسی طرح کتاب **مستدرك الوسائل** کی جلد ۱۰، صفحہ ۲۳۱ پر مل جائے گی۔

پس شعائرِ حسینیہ اور زیارتِ امام حسین کی راہ میں جو موت آئے وہ شہادت شمار ہوتی ہے۔ اگر گزری ہوئی نسلیں موت سے ڈر جاتیں تو آج ہم امامِ حسینؑ سے واقف بھی نہ ہوتے۔ پس بزدل اور آسائش پسند افراد اس امانت کی حفاظت کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ اور ایسے افراد کو دین کے بارے میں اظہارِ رائے نہیں کرنا چاہیے۔ دین کے معاملات دیکھنے کے لیے شجاع اور بہادر افراد موجود ہیں۔

● قبلہ! بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ کیا قمہ زنی اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف نہیں جس سے قرآن میں منع کیا گیا ہے؟

میرے عزیز! آیت کے الفاظ پر غور کریں۔ خدا فرماتا ہے:

"خدا کی راہ میں انفاق کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکیاں کرو، بے شک خدا نیکیاں کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔"(۴۱)

اگر آپ تفسیر کی کتب کا مطالعہ کریں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ اس آیت میں یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ صدقہ اور انفاق کو ترک کر کے اپنے آپ کو بربادی میں نہ ڈالو۔ پس یہ آیت ہمارے موضوعِ سخن کے بارے میں نہیں ہے۔ خاص کر اگر ان احادیث کو مدِ نظر رکھا جائے جو امام حسینؑ کی راہ میں اذیتیں اٹھانے کا ثواب بیان کر رہی ہیں اور ان کے شعائر کو زندہ رکھنے کے لیے جان کا نذرانہ دینے کو درست قرار دے رہی ہیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ قرآنی آیت عزاداری اور قمہ زنی کو شامل نہیں کرے گی۔ بعض لوگ قرآن کی تفسیر اس انداز میں کرتے ہیں کہ ان کی مرضی کی بات ثابت ہو جائے اور نبیؐ کی اس حدیث کی بالکل پروا نہیں کرتے جس میں ارشاد ہوا:

"جو قرآن کی تفسیر اپنی مرضی سے کرے گا اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔"(۴۲)

اور اگر آپ خود ان افراد کی زندگی کی جانب نظر کریں تو آپ کو ان کی زندگی میں بہت سے ایسے کام دکھائی دیں گے جو یا تو حقیقت میں ہلاکت اور بربادی کا مصداق ہیں یا اس ہلاکت کا مصداق ہیں جس ہلاکت میں پڑنے سے یہ لوگ دوسروں کو روکتے ہیں۔ مگر یہ افراد ان کاموں کو انجام دینے سے باز نہیں آتے بلکہ قمہ زنی کرنے والوں پر ہلاکت اور بربادی کا الزام لگاتے ہیں جب کہ قمہ زنی کا دور دور تک ہلاکت سے کوئی تعلق نہیں۔

لیکن میرے بھائیو! جب نیتوں میں سے اخلاص ہٹ جائے تو پھر انسان اسی قسم کی کمزور دلیلوں کے سہارے اپنی مرضی کی بات کو ثابت کرتا ہے اور یہاں سے تنزلی

کا سفر شروع ہو جاتا ہے۔

نبی اکرمؐ فرماتے ہیں:

"مخلص افراد کے لیے بشارت ہے۔ یہی وہ افراد ہیں جو ہدایت کے چراغ ہیں، جن کے سبب سے ہر فتنے کا اندھیرا روشنی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔"(۴۳)

● قمہ زنی کے مخالفین میں سے ایک شخص کہتا ہے:

"جب سے میرے بچے نے قمہ زنی کا جلوس دیکھا ہے وہ رات کو نیند کی حالت میں اچانک سے خوف کے مارے اٹھ جاتا ہے۔"

ایسے کمزور اعتراض صرف وہی افراد کرتے ہیں جن کا مقصد بحث برائے بحث ہوتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس بحث کا معیار بچگانہ اور بزدل سوچ کے حامل افراد کی حد تک نیچے نہ لایا جائے۔

آپ لوگ ایسے سوال پوچھیں جو اس موضوع کے شایانِ شان ہوں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایسے افراد کو نہ رسولِ خداؐ سے شرم آتی ہے، نہ ہی امامِ حسینؑ سے اور نہ ہی امامؑ کے شش ماہے فرزند علی اصغرؑ کے مصائب کو محسوس کرتے ہیں۔

ان بزدل افراد سے کس نے کہا ہے کہ قمہ زنی کے جلوس کو دیکھنے کے لیے گھروں سے نکلیں یا پھر اگر یہ اپنے بچوں کو بھی اپنی مانند بزدل بنانا چاہتے ہیں تو کیوں انھیں قمہ زنی کے جلوسوں میں لے کر آتے ہیں؟ یہ افراد بھول رہے ہیں کہ بچے میں یہ قابلیت ہے کہ وہ کوئی بھی چیز سیکھ سکتا ہے۔ اب یہ اس کے والدین پر ہے کہ اسے کس بات کی تعلیم دیں اور کس طرح اس کی پرورش کریں۔

اور بعض اوقات جب انسان کسی غلط سوچ کی پیروی کرے تو اسے اپنی بات کو

ثابت کرنے کے لیے مبالغے کی مدد لینا پڑتی ہے۔ ممکن ہے اس شخص کا بچہ ایک بار خوفزدہ ہو بھی گیا ہو لیکن اسے ایسا ظاہر کیا جا رہا ہے کہ وہ بچہ ہمیشہ نیند میں ڈر جایا کرتا ہے اور اب وہ ایک عام انسان کی سی زندگی نہیں گزار پاتا۔

اس قسم کی باتیں انسان کی باطنی خباثت کو کرتی ہیں اور یہ بتاتی ہیں کہ اس شخص کی درست انداز میں تربیت نہیں ہوئی اور یہ فرد آخرت کے عذاب سے نہیں ڈرتا۔

عقلمند افراد اس قسم کی باتوں پر توجہ نہیں دیتے اور انھیں نظر انداز کر دیا کرتے ہیں۔ رسولِ خداؐ نے امامِ علیؑ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"اے علی! بزدل انسان سے مشورہ نہ کرنا۔ وہ تمھارے لیے کوئی راہِ حل نہیں چھوڑے گا۔ اور بخیل شخص سے بھی مشورہ نہ کرنا کیوں کہ تمھیں تمھارے مقصد تک پہنچنے نہیں دے گا اور حریص اور لالچی شخص سے بھی مشورہ نہ کرنا کیوں کہ وہ پچھلے دونوں افراد کی غلط باتوں کو تمھارے لیے خوبصورت بنا کر پیش کرے گا۔ اور اے علی جان لو کہ بزدلی اور لالچ ایک ہی حس سے پیدا ہوتے ہیں اور وہ ہے بدگمانی۔"(۴۴)

ڈنمارک میں رہنے والے ایک بہت مشہور خطیب قبلہ عبدالحسن اسدی صاحب سے، جن کی وجہِ شہرت یہ بھی ہے کہ ان کی مختلف مسالک اور گروہوں کے ساتھ گفتگو رہتی ہے۔ میں نے گذشتہ روز (۱۹-۵-۲۰۰۶) سنا اور یہ بات وہ یورپ کے مختلف علاقوں میں بیان کر چکے ہیں کہ وہ گھرانے جہاں شعائرِ حسینیہ اور بالخصوص قمہ زنی کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور قمہ زنی انجام دینے والے افراد کے بارے میں برے خیالات رکھے جاتے ہیں، ان گھرانوں کے بچے اور نوجوان زیادہ تر بے راہ روی کا شکار ہو جاتے ہیں یا پھر تکفیری اور انتہا پسندی کی سوچ کی طرف مائل ہو جاتے ہیں

جب کہ وہ خاندان جن میں شعائرِ حسینیہ کی عزت اور پابندی کی جاتی ہے، وہاں کے نوجوان دینداری اور مسجد اور امام باڑوں کی طرف زیادہ راغب نظر آتے ہیں اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ان گھرانوں کا کائی نوجوان کسی بے راہ روی کا شکار ہو۔ اور اگر ان میں سے کوئی کسی گناہ کا مرتکب ہو بھی جائے تب بھی اگر کوئی شخص اسے ڈرا دھمکا کر اس کے عقیدے اور امامِ حسینؑ کے معاملے سے اسے دور رکھنا چاہے تو ناکام ہو جائے گا جب کہ پہلے گروہ کے نوجوان کسی بھی ڈر اور خوف کی وجہ سے اپنے موقف کو چھوڑ دیتے ہیں۔ لہٰذا حسینیوں میں عابس شاکری اور بہلول جیسے افراد ہونے چاہیے جو امامِ حسینؑ کی محبت میں ہر حد کو پار کر سکیں اور ان کا نعرہ یہی ہو کہ:

"حسینؑ کی محبت نے مجھے دیوانہ بنا دیا ہے۔"

اور یہی وہ اندرونی طاقت ہے (عشق اور جنون) جسے اکثر حکومتیں اپنے جوانوں کو پرجوش رکھنے کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ اور پھر اس طاقت کے ذریعے اس ملک کے نوجوان اس ملک کی ایک غیر سرکاری فوج بن جاتے ہیں جن کو ان کے جذبات اور محبت کسی بھی مقصد تک لے جا سکتے ہیں۔

یہ محبت ہے۔۔۔ یہ عشق ہے۔۔۔ یہاں تک کہ مغربی طاقتیں بھی اپنی افواج کے حوصلے بلند رکھنے کے لیے اسی کا سہارا لیتے ہیں اور یہاں تک کہ دہشتگرد بھی اپنے کارندوں سے کام لینے کے لیے اسی محبت کو استعمال کرتے ہیں اور خود کو دھماکے سے اڑانے والوں سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ جنت کے دسترخوان پر رسولِ اکرمؐ ان کا انتظار کر رہے ہیں، جب کہ یہ دہشتگرد جہنم کی طرف جا رہے ہوتے ہیں۔ ہر جگہ وہی عشق اور محبت ہے بس فرق مقاصد اور سمتوں کا ہے۔

کیا یہ اچھا نہیں کہ اس سے قبل کہ ہمارے بچوں کو مغربی سوچ یا انتہا پسند فکر اپنی

طرف مائل کر لے، ہم خود اپنے بچوں کی تربیت عظیم اور محبت سے بھرے مقاصد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کریں اور ان کے لیے ایک عشق سے بھرپور مستقبل تیار کریں؟ اگر ہم اس کام میں جلدی نہیں کریں گے تو دوسرے باطل گروہ اس کام میں ہم پر سبقت لے جائیں گے۔

پس اگر ہمارے غیر، قمہ زنی کی سی رسموں کے قائم کرنے پر ہمارے بچوں اور نوجوانوں کا مذاق اڑاتے ہیں تو یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ ہم اپنے بچوں کو ان رسموں سے دور رکھیں اور انھیں غیروں پر چھوڑ دیں اور ہمارے بچوں کی فکری تربیت ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے۔

❁❁❁❁
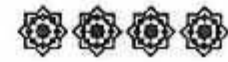
بعض قمہ زنی انجام دینے والوں کا حد سے بڑھ جانا

● آپ ان کے بارے میں کیا کہیں گے جو قمہ زنی کے معاملے میں اس حد تک آگے بڑھ جاتے ہیں کہ اپنے کم سن بچوں کے سر پر بھی قمے کا ماتم کرواتے ہیں؟ کیا یہ درست ہے؟ اور اگر بڑے ہو کر اس بچے نے اپنے والد سے سوال کیا تو والد کیا جواب دے گا؟

آپ کا سوال اچھا ہے۔ لیکن ممکن ہے بڑا ہو کر یہی بچہ اپنے والد سے سوال کرے کہ آپ نے میرا ختنہ کیوں کروایا جب کہ یہ مستحب تھا؟ آپ نے انتظار کیوں نہ کیا کہ میں بالغ ہو کر خود فیصلہ کروں؟

اگر بچپن سے بڑے ہونے تک اس کی زندگی کی ایک ویڈیو اس کے سامنے چلائی جائے تو کئی موقعے ایسے ملیں گے جس میں بچے کے لیے اس قسم کے سوالات کی گنجائش پیدا ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر اخلاقی برائیوں سے بچانے کے لیے باپ اپنی اولاد کو تنبیہ کرے جس سے اولاد کو جسمانی اذیت پہنچے تو اولاد اس کے بارے میں بھی باپ سے سوال کر سکتی ہے۔

تو ان تمام سوالات کے جوابات میں باپ اپنی اولاد کو یہ جواب دے سکتا ہے کہ اگر میں نے یہ سارے قدم نہ اٹھائے ہوتے تو آج تم ایک مہذب انسان کی شکل میں نہ ہوتے۔

کیا آپ اپنے والد پر اعتراض کر سکتے ہیں کہ آپ نے مجھے سرکاری اسکول میں

کیوں داخل کرایا؟ میں چاہتا تھا کے پرائیویٹ اسکول میں تعلیم حاصل کر کے زیادہ قابل شخص بنتا۔

آپ کے والد صاحب جواب دیں گے کہ اس وقت مجھے یہی کام مناسب لگا۔ اور اس پر میرا خدا بھی میرا مواخذہ نہیں کرے گا۔ تو تم کیوں میرا مواخذہ کر رہے ہو؟

جی ہاں! اگر مختصر سی قمہ زنی سے بچے کو فائدہ ہو اور اس کے دل میں امامِ حسین علیہ السلام کی محبت پختہ ہو تو یہ کام بالکل درست ہے۔

کیا دوسری قومیں اپنے بچوں کو کم سنی سے ہی اپنی رسومات اور ثقافتوں کی تعلیم و تربیت نہیں دیتیں تا کہ ان کی اگلی نسلیں اس طریقے اور ثقافت کو قائم رکھیں؟

پس جن افراد کو اپنے آبا واجداد سے قمہ زنی ایک تہذیب کے طور پر ورثے میں ملی ہے یہ ان کا حق ہے کہ اسے اگلی نسل تک منتقل کریں جب کہ ان کے مرجعِ تقلید کا فتویٰ بھی انھیں اس کام کی اجازت دیتا ہے۔ اور ان کے کمسن بچے جب بڑے ہو جائیں گے تو یہ ان کی مرضی ہے کہ اس طریقے پر باقی رہیں یا اسے ترک کر دیں۔

● قبلہ، ہم نے ایک خاتون کی تصویر دیکھی ہے جو لبنان کی ایک سڑک پر قمہ زنی انجام دے رہی تھی۔ تو اگر ہم قمہ زنی کی رسم کا خاتمہ کر دیں تو اس قسم کے نا مناسب منظر بھی ختم ہو جائیں گے۔ کیا آپ ہمارے ساتھ اتفاق کرتے ہیں؟

ایک غلط کام کو دوسرے غلط کام کے ذریعے ختم کرنا درست نہیں۔ اور اگر یہی سوچ اپنا لی جائے تو ہماری روز مرہ کی زندگی کے بہت سے کام ہمیں چھوڑنے پڑیں گے۔ کیا آپ اس پر آمادہ ہوں گے؟ کیا میں آپ کو ان امور کی فہرست گنوانا شروع کروں؟

● آپ کی دلیلیں عقل کو حیران کر دیتی ہیں۔

میرے عزیز! حیران مت ہو۔۔۔۔ ہر مذہب اور دین کے ماننے والوں کے ہاں بعض ایسی چیزیں موجود ہیں جن پر عمل کرنے کے لیے اس مذہب کے پیروکار غلط طریقے کا انتخاب کرتے ہیں۔ لیکن اس کی وجہ سے ایسا نہیں ہوتا کہ اس دین اور مذہب کے علما اس رسم یا حکم کو سرے سے ختم کر دیں۔ بلکہ لوگوں کو نصیحت کی جاتی ہے اور ان کی اصلاح کی جاتی ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

"اے ایمان والو! یہ تمھارا فرض ہے کہ جب تمھیں ہدایت مل جائے اس کے بعد گمراہ لوگوں سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ تم سب خدا کی طرف پلٹو گے اور پھر وہ تمھیں خبر دے گا کہ تم لوگ کیا کرتے آئے ہو۔"(۴۵)

اور ایک حدیث میں وارد ہوا:

"جب تک ہو سکے اپنی بیماری کے ساتھ چلتے رہو۔"(۴۶)

یہ بات اس وقت کی ہے جب مان لیا جائے کہ قمہ زنی غلط طریقہ ہے اور ایک بیماری ہے جس کے ساتھ ہمیں چلنا پڑھ رہا ہے۔

اور یہ امامِ علی علیہ السلام کی سنت کے عینِ مطابق ہوگا۔ کیوں کہ جب ہی خلافت میں آ کر امامِ علی علیہ السلام نے تراویح کی نماز بند کروا دی تو لوگوں نے اعتراض کرنا شروع کیا اور "ہائے عمر کی سنت" کے نعرے بلند ہونے لگ گئے۔ تب امامؑ نے اپنا حکم واپس لے لیا اور اس کے بعد مسلمانوں نے پھر سے نمازِ تراویح پڑھنا شروع کر دی جب کہ اما اسے بدعت سمجھتے تھے۔

کیا اسی بات کی پیروی کرتے ہوئے، قمہ زنی کو حرام قرار دینے والے اس حکم سے پیچھے ہٹیں گے؟؟

آج کے زمانے میں ہمیں امامِ علی علیہ السلام کی ثقافت، آزادی، سیاست، حکمتِ عملی اور طرزِ حکومت کی شدید ضرورت ہے۔

۞۞۞۞
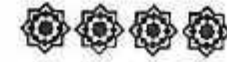
کیا قمہ زنی سے دوسروں کو اذیت ہوتی ہے؟

● آپ کا ان لوگوں کے لیے کیا جواب ہے جو کہتے ہیں کہ عزاداری بالخصوص قمہ زنی سے لوگوں، معذوروں، بیماروں کو اور بچوں کو جو سو رہے ہوتے ہیں اذیت پہنچتی ہے۔ اسی طرح راستے بند کرنے سے لوگوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کیا اسلام دوسروں کو اذیت پہنچانے سے نہیں روکتا؟

میں جواب میں کہوں گا کہ پہلی بات یہ کہ سب سے پہلے جو دیگر قومی اور سیاسی امور کے حوالے سے جلوس نکلتے ہیں اور جلسے ہوتے ہیں انھیں بند کیجیے، اسی طرح ٹریفک کے تمام مسائل حل کیجیے، اور پرانی اور زیادہ شور کرنے والی گاڑیوں کو ختم کیجیے، پھر اس کے بعد بلند آواز میں گانے وغیرہ لگانے والوں کا خاتمہ کیجیے۔ پھر ہمارے ساتھ اس موضوع پر بات کرنے آئیے گا۔

اور دوسری بات میں ان انقلابی افراد سے کہوں گا جو قمہ زنی کے خلاف ہیں کہ آپ لوگوں کی رائے ان جلوسوں کے بارے میں کیا ہے جو شاہ ایران کے زمانے میں امامِ خمینیؒ کے حکم پر نکلا کرتے تھے؟ ان میں بھی مریضوں، معذوروں اور بچوں کو مشکلات پیش آتی تھیں اور راستے اور دکانیں بند ہو جاتی تھیں۔

اس قسم کے معاملات اور محفلیں اور جلسے جلوس پوری دنیا میں ہوا کرتے ہیں۔ ان سب پر کوئی بات نہیں کی جاتی لیکن عزاداری کے معاملے میں سب بولتے ہیں۔ اس

سے واضح ہوجاتا ہے کہ ان اعتراضات کے پیچھے کیا مقاصد ہیں۔

جب کہ عزاداری کے جلوس صرف اور صرف نبی اکرمؐ ساتھ ان مظالم پر جو ان کے بعد ان کی امت کے فاسق افراد نے ان کے اہلبیتؑ پر ڈھائے اظہارِ ہمدردی ہیں۔ امت نے نبیؐ کے بعد اس آیت کو بھلا دیا جس میں ارشاد ہوا:

"کہہ دیجیے کہ میں اجرِ رسالت کے طور پر صرف اپنے اہلبیتؑ سے محبت کا تقاضا کرتا ہوں۔"(۴۷)

کیا یہ درست ہوگا کہ جب بھی جس کا دل چاہے وہ راستے بند کردے اور شور مچائے اور جلسے جلوس نکالے اور ان کو اس بات کی اجازت ہو، لیکن جب عزاداری کی بات آئے تو جلوسوں پر اعتراضات کر کے انھیں بند کرنے کی کوشش کی جائے، جب کہ عزاداری کے جلوس دیگر جلوسوں کے مقابلے میں بہت کم تعداد میں اور شہر کے خاص مقامات پر ہوا کرتے ہیں؟

اور عزاداری پر یہ ظلم اس وقت ہو کہ جب ہمارے پاس جو بھی حکومتیں، علاقے، قومیں، مال و دولت، منصب وغیرہ ہیں، سب نبی اکرم کی برکتوں سے ہیں اور انھوں نے ہمیں اپنے اہلبیتؑ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دے رکھا ہے۔ حنفی عالمِ دین الخوارزمی اپنی معروف کتاب مقتل الحسین میں نقل کرتے ہیں:

"جب امامِ حسینؑ کی عمر ایک برس ہوگئی تو آسمان سے بارہ فرشتے نبی اکرمؐ پر نازل ہوئے اس حال میں کہ ان کے چہرے سرخ اور پر کھلے ہوئے تھے اور نبی اکرمؐ سے عرض کرتے ہیں کہ آپ کے بیٹے حسینؑ کے ساتھ وہ ہوگا جو ہابیل کے ساتھ ہوا اور پھر اسے ہابیل سا اجر ملے گا اور اس کے قاتلوں پر قابیل جیسا عذاب نازل ہوگا۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد ایک ایک کر کے آسمان کے تمام فرشتے نازل ہوئے اور نبی اکرمؐ کو اس بات پر تعزیت پیش کی اور امامِ حسینؑ کو ملنے والے اجر و ثواب کے بارے میں بتایا اور ان کی قبر کی مٹی رسول اللہؐ کو دی۔ اور نبی اکرمؐ ہر ایک سے فرماتے تھے:

"اے خدا! جو حسین کو خوار کرے تو اسے خوار کر اور جو حسین کو قتل کرے تو اسے قتل کر اور اس کی کوئی حاجت پوری نہ کر۔"

اور جب امامِ حسینؑ دو سال کے ہو گئے تو نبیؐ ایک سفر پر نکلے ہوئے تھے، راستے میں نبی اکرم رکے اور وہاں سے پلٹنے کی خواہش کی جب کہ ان کی آنکھیں اشک بار تھیں۔ جب اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرماتے ہیں کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ نہرِ فرات کے کنارے ایک جگہ ہے جسے کربلا کہتے ہیں اور وہاں میرا بیٹا حسین قتل ہوگا۔

لوگوں نے سوال کیا: کہ یارسول اللہ! اسے کون قتل کرے گا؟

فرمایا: کہ ایک شخص جس کا نام یزید ہوگا۔ خدا اس سے برکتوں کو چھین لے۔ اور گویا میں اس کے قتل ہونے کی جگہ کو اور اس کے سر کے جدا ہونے کو دیکھ رہا ہوں۔ خدا کی قسم جو شخص بھی حسینؑ کے قتل پر خوش ہوگا اس کی زبان پر جو ہے (کلمہ اسلام) وہ اس کے دل میں نہیں ہوگا۔

راوی کہتا ہے کہ پھر نبی اکرمؐ اس سفر سے غم کی حالت میں پلٹے اور منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ ارشاد فرمایا اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کی جب کہ حسینؑ اور حسنؑ ان کے سامنے تھے۔ اور جب خطبے سے فارغ ہو گئے تو اپنا دایاں ہاتھ حسینؑ کے سر پر رکھا اور آسمان کی جانب دیکھ کر فرمایا کہ اے خدا! میں محمد، تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ اور یہ دو

ضائع نہ ہو جائے کیونکہ قیامت کے میدان میں یہی نجات کا سبب بنے گا۔)

● اے خدا! ہمیں ولایت اور محبتِ اہلبیت پر ثابت قدم رکھنا اور ہدایت کی نعمت ہماری قیامت تک کی نسلوں کو عطا کرنا۔ آپ کی باتیں دل کو تازہ کر دیتی ہیں اور پابندی سے کام لینے کی ہمت پیدا کر دیتی ہیں۔ خدا آپ کو اجرِ عظیم دے۔

اطمینان رکھیے کہ قمہ زنی، عزاداری اور اہلبیت علیہم السلام کی یاد اور ان کی ولادت اور شہادت منانے سے صرف دنیا کے دل دادوں اور ہویٰ وہوس کے غلاموں کو ہی اذیت پہنچتی ہے۔ اور یہ لوگ خود وہ ہیں جن کے شور شرابے اور موسیقی کی آواز مختلف اوقات میں لوگوں کو اذیت پہنچاتی ہیں۔ تو بجائے اس کے کہ وہ ہم پر اعتراض کریں ہمیں اعتراض کرنا چاہیے۔

عجیب بات ہے کہ ان کے لیے شعائرِ ابلیس کی ترویج میں آزادی ہو لیکن ہم پر فرض ہو کہ شعائرِ خدا کی ترویج میں ان کا خیال رکھیں۔ صحیح کہتے ہیں کہ اس دنیا میں جو خاموش رہتا ہے دنیا والے اسے پیس دیتے ہیں اور اس کے تمام حقوق سلب کر لیتے ہیں۔

❁❁❁❁

باطل مکتوبات کے برخلاف ایک بات

● قبلہ! اکثر اوقات ہمیں شعائرِ حسینیہ، بالخصوص قمہ زنی کے خلاف مختلف مکتوبات نظر آتے ہیں۔ کیا آپ ان مکتوبات کے سامنے خاموش ہیں یا ان کا کوئی جواب آپ نے بھی لکھا ہے؟

میرے عزیز! مجھے ان تمام مکتوبات میں دشمنانِ خدا اور دشمنانِ رسول اور دین اور امتِ مسلمہ کے دشمنوں کا عکس دکھائی دیتا ہے اور بہت بار انجانے میں بعض نیک اور پاکیزہ افراد بھی اس دشمن کی چال کا حصہ بن جاتے ہیں۔

افسوس کا مقام ہے کہ خدا کسی کو قلم اور کتابت کی قدرت عطا کرے مگر وہ شخص اس نعمتِ الٰہی کو استعمال کر کے نوجوانوں میں شبہات پھیلائے اور ان رسومات کو جو حبِ اہلبیت میں اضافے کا سبب بنتی ہیں اور ان کے حقائق کو تبدیل کر کے دکھائے۔ جب کہ اجرِ رسالت کے طور پر ہم جو کم ترین چیز ادا کر سکتے ہیں وہ یہی رسومات ہیں۔

خدا کا ارشاد ہے:

> "کہہ دیجئے کہ میں اجرِ رسالت کے طور پر صرف اپنے اہلبیت علیہم السلام سے محبت کا تقاضا کرتا ہوں۔"(۴۹)

اگر ہم دین دار نہیں بھی ہیں تب بھی ہم پر فرض ہے کہ ان افعال کے ذریعے رسولِ خدا کا شکریہ ادا کریں۔ کیوں کہ انھوں نے ہمیں قومیت، دولت اور مملکت عطا کی اور ہمیں ایک قوم کی طرح یک جا کر دیا۔

لیکن ہم جانب دار لکھنے والوں اور غیر منصف قلم کے بارے میں کیا کہیں جو دین اور شعائر اور دینداروں کے خلاف لکھتے ہیں اور دوسری جانب سے آزادی اور انسانی حقوق کی بات بھی کرتے ہیں؟

میں نے ان لکھنے والوں میں سے بعض سے رابطہ کیا اور نصیحت بھی کی۔ بعض نے میری بات مان لی اور اپنے کیے پر اظہارِ ندامت کیا جب کہ بعض اپنی آزادی اظہارِ رائے کی بات کرنے لگے۔

ان کے نزدیک دین ایک کھیل بن گیا ہے جس سے یہ جس طرح چاہیں کھیلتے رہیں۔ یہ سب پڑھے لکھے افراد دین میں جو چاہے ردوبدل کرتے ہیں جب کہ یہ افراد دین کے شعبے میں تخصص اور کافی معلومات نہیں رکھتے لیکن دیگر شعبوں میں یہی افراد تخصص اور مہارت رکھنے والوں کو آگے رکھتے ہیں۔ جب کہ اکثر تو دینی معاملات میں مہارت رکھنے والوں کو ان کی رائے رد کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتے۔ ان افراد کو فقط ان موارد میں آزادی سے کام لینا ہوتا ہے جو ان کے ادارے کے سربراہ کی پسند کے مطابق ہو۔ ان افراد کے نزدیک دین کی کوئی عزت نہیں۔ یہ افراد ہر اس دینی معاملے میں دخل اندازی کرتے ہیں جو ان سے تعلق نہیں رکھتا اور علما کو ان دنیوی معاملات میں بھی بات نہیں کرنے دیتے جو ان علما سے مربوط ہیں۔

یہ افراد بہت فخر سے لکھتے ہیں:

"جمال عبدالناصر کی موت پر لوگوں نے بے حد اظہارِ غم کیا۔ یا پھر مشہور فنکار عبد الحلیم حافظ اور فن کارہ ام کلثوم کے انتقال پر بہت غم منایا گیا۔"

لیکن جب امامِ حسینؑ کے عاشق ان کے غم میں اظہارِ ہمدردی کے لیے اپنے سروں پر تلواریں مارتے ہیں تو ان پر تنقید کرتے ہوئے ان افراد کو شرم نہیں آتی۔

جب لکھنے والے اور صحافی، نوجوانوں کے ذہن کو اچھی اور پاک معلومات سے دور کر دیں اور ناچ گانا کرنے والوں اور فنکاروں کی مانند ان کے دلوں کو دنیا کی طرف لے جانا شروع کر دیں تو وہ لوگ اسلام اور امت کے ساتھ ایسا ظلم کر رہے ہوتے ہیں جو ناقابلِ معافی ہے۔

اور یہ بات واضح ہے کہ اکثر مقامات پر صحافیوں کا اور لکھنے والوں کا مقصد یہ ہے کہ معنویات اور اقدار سے لوگوں کو دور کر دیں اور مادیات اور شہوات اور غفلت کے جال میں پھنسا کر اس آیت کا مصداق بنا دیں جس میں ارشادِ رب العزت ہے:

"یہ لوگ دنیا کی ہی زندگی کے بارے میں آگہی رکھتے ہیں مگر آخرت سے غافل ہیں۔"(۵۰)

اور حیرت کی بات ہے کہ ان افراد نے تاریخ سے کچھ نہیں سیکھا۔ ان سے پہلے کتنے افراد گزرے ہیں جنھوں نے اپنی تمام تر طاقت کے ساتھ مخالفت کی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا اور امامِ حسینؑ کا معاملہ آگے بڑھتا رہا اور آج تک بڑھ رہا ہے اور ہمیشہ بڑھتا رہے گا۔ آپ صدام کی مثال لے لیں جس نے ۳۵ سال تک عزاداری کا مقابلہ کیا اور خون اور خونریزی کا سہارا لیا۔ آج وہ کہاں ہے اور عزاداری کہاں ہے!

مرجعِ تقلید آقائے محمد تقی مدرسی بیان فرماتے ہیں کہ صدام کی حکومت کے خاتمے کے بعد، میں کربلا گیا۔ وہاں میرا استقبال کرنے والوں میں ایک شخص تھا جو بہت مخلص انسان معلوم ہو رہا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ کربلا کے زندان میں قید تھا۔ پھر اس نے ایک عجیب واقعہ سنایا، وہ کہتا ہے:

"جب مجھے قید کیا گیا تو مجھے ایک بڑے سے ہال میں ڈال دیا گیا اور کچھ دیر بعد میں نے دیکھا کہ وہاں قیدی افراد میں کچھ جوان ہیں جو امامِ حسینؑ سے محبت

کرنے والے معلوم ہوتے ہیں۔ ان پر کچھ سختی کی گئی تھی۔ پھر جیل کا افسر کچھ
فوجیوں کے ساتھ داخل ہوا اور اس نے یزیدی انداز میں آواز دی کہ یہاں کون
حسین سے محبت کرتا ہے؟ انھیں جوانوں میں سے ایک کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ
میں حسین سے محبت کرتا ہوں۔ اسی وقت فوجی اس شخص کو افسر کے سامنے لائے
اور افسر نے اس جوان کے سر میں گولی مار کر اسے شہید کر دیا۔ پھر وہ افسر واپس
چلا گیا۔ کچھ دیر بعد دوبارہ اندر آیا اور پھر اس نے وہی سوال کیا کہ کون حسین
سے محبت کرتا ہے؟ ایک اور مرتبہ ان جوانوں میں سے ایک کھڑا ہوا اور اس کے
سامنے کہنے لگا کہ میں حسینؑ سے محبت کرتا ہوں۔ افسر نے اسے بھی شہید کر دیا
اور باہر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد تیسری مرتبہ اندر آیا اور پھر وہی سوال دہرایا۔ اس بار وہ
تمام جوان ایک ساتھ کھڑے ہوئے اور ایک زبان ہو کر کہنے لگے کہ ہم سب
حسینؑ سے محبت کرتے ہیں۔ اتنی تعداد میں نڈر افراد کو دیکھ کر وہ افسر خوفزدہ ہو کر
باہر چلا گیا۔ اس واقعے کے بعد میں ان جوانوں کے پاس گیا اور سوال کیا کہ اس
افسر نے تمھارے سامنے دو ساتھیوں کو شہید کر دیا۔ مگر تم لوگ تیسری
مرتبہ پھر سے کھڑے ہو گئے۔ اس میں کیا راز ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کیا تم نے نہیں
دیکھا کہ کس طرح آسمان سے فرشتے نازل ہوئے اور ہمارے شہید ساتھیوں کو
اپنے پروں پر اوپر لے گئے؟ کیا شہادے سے بڑھ کر کوئی خوش نصیبی ہو سکتی ہے؟

یہ بصیرت ان افراد کے پاس نہیں ہوتی جو دل کے اندھے ہوتے ہیں۔ اسی وجہ
سے یہ افراد گمراہی اور اندھیروں کی وادی میں سفر کرتے رہتے ہیں اور جب قبر میں
اتارے جاتے ہیں اور وہاں کی وحشت اور عذاب اور تکلیفیں دیکھتے ہیں تب انھیں پتہ
چلتا ہے کہ دنیا میں وہ کس راستے پر چل رہے تھے۔

جی ہاں! شہیدوں کا خون رنگ لے آیا اور خدا نے صدام اور اس کے ساتھیوں کو
ذلیل و خوار کیا۔ لیکن بعض صحافی اور لکھنے والے جو ایک طویل عرصے تک صدام کے
دسترخوان کی روٹیاں کھاتے رہے ہیں، اب تک اسی طرح لکھتے ہیں جیسے لکھا کرتے
تھے اور عراق کے شیعوں پر کبھی ایران کے ایجنٹ ہونے کا الزام لگاتے ہیں اور کبھی
امریکا کے۔ جب کہ ان صحافیوں کا اپنا کردار سب کے سامنے ہے۔ کیا لوگ صدام
کے کردار کو اور اس کے امریکا کے ساتھی ہونے کو اور ۱۹۶۸ میں فوجی بغاوت کر کے
حکومت پر قبضہ کرنے کو اور اس کے بعد اپنے تمام ان ساتھیوں کے قتل کو جن کے
بارے میں اسے خوف تھا کہ وہ حکومت پر قبضہ کر لیں گے پھر ایران اور کویت کے
ساتھ جنگوں کو اور پھر شیعہ اور سنی پر مظالم کو بھول گئے ہیں؟ لیکن ان افراد کو شرم نہیں
آتی کہ جواب بھی امریکا کی پیروی کرتے ہیں اور اس کے مذموم ارادوں کو عملی جامہ
پہنانے میں آلۂ کار بنتے ہیں۔ کیا یہ شرافت والی صحافت ہے جو حقائق کو لوگوں تک
پہنچاتی ہے یا دھوکا ہے؟

ان لکھنے والوں اور صحافیوں نے ایک دو نہیں بلکہ ہزاروں بار خیانت کی ہے اور
ہزاروں بار ان کے قلم سے ناحق تحریریں صادر ہوئی ہیں۔ کیوں کہ حق کڑوا اور باطل
میٹھا ہوتا ہے۔ لہٰذا حق کا ساتھ دینے والے کم ہوا کرتے ہیں۔ اب آپ فیصلہ کر لیں
کہ آپ نے حق کو ساتھ دینا ہے یا باطل کی صف میں کھڑا ہونا ہے۔

عبرت حاصل کرنے کے مواقع بہت ہیں لیکن عبرت لینے والے بہت کم ہیں۔
لوگ دنیا کی رنگینیوں میں سوئے ہوئے ہیں اور قبر کے اندھیرے میں ان کی آنکھ کھلے
گی۔ لیکن اس وقت افسوس کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

لیکن نیک لکھنے والے اور پڑھنے والے وہ ہیں جو امامِ صادق علیہ السلام کے اس قول پر

عمل کرتے ہیں جس میں مولاؑ نے فرمایا:

"تین محفلیں خدا کو غضب ناک کرتی ہیں اور خدا ان پر اپنا عذاب نازل کرتا ہے۔ پس ان محفلوں میں کبھی نہ بیٹھنا۔ ایسی محفل جس میں جھوٹا فتویٰ دینے والا موجود ہو، ایسی محفل جس میں ہمارے دشمنوں کی یاد سے تازگی آئے اور ایسی محفل جس میں ہمارے تذکرے کو نا پسند کیا جائے۔"

پھر اس کے بعد مولاؑ نے ۳ آیتوں کی تلاوت کی:

"جو لوگ خدا کے علاوہ کسی اور کو پکارتے ہیں تم انھیں برا بھلا نہ کہو۔ کیوں کہ ایسا کرنے پر وہ لوگ علم نہ رکھتے ہوئے اللہ کو دشمنی کی بنیاد پر برا بھلا کہیں گے۔"

جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری نشانیوں میں غور و فکر کر رہے ہیں تو ان سے کنارہ کش ہو جاؤ یہاں تک کہ وہ کسی دوسری بات پر غور کرنے لگیں۔"

"جو بات تمھاری زبان سے جھوٹ میں نکلی ہے اس کے بارے میں یہ حکم نہ لگاؤ کہ وہ حلال ہے یا حرام۔ کیوں کہ ایسا کرنے سے تم خدا پر جھوٹ باندھنے والے ہو گے۔"(۵۱)

❁❁❁❁

جو لوگ دیندار نہیں ہیں ان کی قمہ زنی میں شرکت

● قبلہ! قمہ زنی کے مخالفین کا خیال ہے کہ بہت سے ایسے افراد جو دین دار نہیں ہیں وہ اس کام میں شریک ہوتے ہیں اور اس سے شیعیت کا چہرہ خراب ہوتا ہے۔

یہ لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص یا کوئی فکر یا کوئی عمل انھیں پسند نہ آئے تو اس پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی پسند آ جائے تو اس میں ہر طرح کی خوبی تلاش کر نکالتے ہیں۔ اور اگر ایسے دو گروہ اور دو پارٹیاں ہوں تو مسئلہ زیادہ خطرناک ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ عام طور پر پارٹیوں کا اصول یہ ہوتا ہے کہ جو ہمارے ساتھ ہے ہم اسے بلند کریں گے چاہے اس میں اہلیت اور قابلیت نہ ہو۔ اور جو ہمارے مخالف ہے اسے پیچھے کو دھکیلتے رہیں گے چاہے وہ شخص قابل اور اہل ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس گروہ کے نزدیک قمہ زنی غیر مقبول ہے۔ لہٰذا یہ لوگ کسی بھی طرح قمہ زنی کرنے والوں کو دین سے خارج اور غیر اخلاقی اور منافق افراد قرار دینے کی کوشش کریں گے۔ اور اس طرح مؤمنین کی صفوں میں اختلاف پیدا کریں گے۔

یہ لوگ اپنے شیعہ بھائیوں کے بارے میں ایسی بات کرتے ہوئے نہ شرماتے ہیں نہ ہی خدا سے ڈرتے ہیں۔

میں اس سال (۱۴۲۷ ہجری) عاشور کے دن قمہ زنی کا جلوس دیکھنے "المنامة" کے شہر گیا۔ اور میں خاص کر ایسی جگہ کھڑا ہوا جہاں سے پورے جلوس کو دیکھ سکوں اور

میں نے غور کیا تو دیکھا کہ اکثر قمہ زنی کرنے والے مہذب افراد اور امامِ حسین علیہ السلام سے سچی محبت کرنے والے لوگ تھے اور بہت سے معمم افراد تھے جو سر سے عمامہ اتار کر قمہ زنی انجام دے رہے تھے۔ میں نے اس جلوس کے شرکا کی تعداد تین ہزار تک گنی جب کہ میرے ساتھیوں کے مطابق یہ تعداد چار ہزار تھی۔ ممکن ہے دورانِ جلوس لوگوں کے سلام کا جواب دیتے ہوئے میری گنتی میں غلطی ہوگئی ہو۔ کیا اتنی بڑی تعداد پر جن میں بعض علما بھی شامل تھے یہ اعتراض (کہ یہ لوگ بے دین افراد ہیں) کیا جاسکتا ہے؟ یہ الزامات لگانے کی وجہ کیا ہے؟ لعن طعن کی زبان کیوں استعمال ہو رہی ہے؟ تقویٰ اور پرہیزگاری کہاں گئے؟ ہمارا اسلامی اخلاق کہاں ہے؟ کیا شیطان نے اور جاہلانہ تعصّبات نے ان افراد کو آخرت اور مؤمنین کے حقوق فراموش کرادیے ہیں؟

خدا کی قسم میں ایسے قمہ زنی کرنے والوں کو جانتا ہوں جن کی کبھی نمازِ شب بھی قضا نہیں ہوتی اور ان کی پیشانی پر سجدوں کے نشان بن چکے ہیں اور نہایت با ادب اور متواضع افراد ہیں۔ میں پچیس ۲۵ سال سے ایک سید گھرانے کو جانتا ہوں جو برطانیہ میں مقیم ہے اور ان کے بچے اور بچیاں یونیورسٹی میں زیرِ تعلیم ہیں اور محرم میں ان کے مرد اور جوان قمہ کا ماتم بھی کرتے ہیں اور کوئلے پر بھی ماتم کرتے ہیں۔ اور ان کا کہنا ہے کہ عام دنوں میں اگر ہاتھ ماچس سے جل جائے تو کئی دن تک اذیت رہتی ہے مگر آگ پر ماتم کرتے ہوئے ہمیں کسی قسم کی اذیت محسوس نہیں ہوتی۔ اور اس کا اثر بہت جلد ختم ہوجاتا ہے جب کہ اس کا باطنی اور معنوی اثر دراز مدت تک رہتا ہے۔ اور یہ افراد جدید دنیا (لندن) میں رہتے ہیں۔

میں واپس آپ کے سوال پر آتا ہوں۔ ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ زیادہ تر قمہ زنی انجام دینے والے افراد بے دین لوگ ہیں اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ

سارے قمہ زنی کرنے والے بے دین افراد ہیں جو کہ سفید جھوٹ ہے۔ میں ان کے جواب میں کہوں گا:

پہلی بات یہ کہ بے دین افراد تو سینہ زنی کے جلوس میں بھی آجاتے ہیں۔ تو آپ سینہ زنی بھی بند کروادیں۔ اور کوئی بعید نہیں کہ کچھ وقت بعد یہ مخالفین سینہ زنی پر بھی اعتراض اٹھانا شروع کردیں۔

دوسری بات کہ بے دین افراد کا ان جلوسوں میں دیندار افراد کے ساتھ جمع ہونا اس بات کا سبب بن سکتا ہے کہ ان بے دین افراد کو بھی ہدایت مل جائے۔ اور ایسا صرف ممکن ہی نہیں بلکہ کئی بار کئی افراد کے ساتھ ایسا ہوا بھی ہے۔

تیسری بات یہ کہ ان جلوسوں میں بے دین افراد بہت کم ہوتے ہیں۔ اور کچھ افراد کی بے دینی کی سزا سب کو دینا درست نہیں۔

اک مرتبہ امامِ زین العابدین علیہ السلام نے کعبے کے گرد گھومتے افراد کو دیکھ کر فرمایا:

"شور مچانے والے بہت زیادہ ہیں مگر حج کرنے والے بہت کم ہیں۔"

لیکن یہ نہیں کہا کہ زیادہ تر افراد شور مچا رہے ہیں لہٰذا حج کرنے والے کچھ افراد کے لیے حج جائز نہیں۔

اور آج کے زمانے میں بھی بہت سے بے دین اور لاابالی افراد حج پر چلے جاتے ہیں۔ تو کیا حج کو بھی بند کردیں؟

چوتھی بات یہ کہ امامِ حسین علیہ السلام کا دسترخوان بھی خدا کے دسترخوان کی طرح بہت وسیع ہے۔ اس پر مؤمن بھی آسکتا ہے اور غیر مؤمن بھی۔ ہاں جلوس کی انتظامیہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ کچھ افراد جو زیادہ دیندار نہیں جلوس میں ان کے لیے ایسے انتظامات ہوں جن کے بعد وہ افراد بھی دین کی طرف مائل ہوں۔ پس یہ دین کی تبلیغ کا

ایک موقع بن جائے گا اور امامِ حسین علیہ السلام کے قیام اور مصائب کو برداشت کرنے کا مقصد بھی یہی دین تھا۔

پانچویں بات یہ کہ رسولِ اکرمؐ کے ساتھیوں میں بھی بعض ایسے لوگ تھے جن کے بارے میں سورۂ منافقون نازل ہوئی تھی۔ تو رسولؐ نے کیوں انھیں اپنی محفل سے نہیں نکالا؟ شاید اسی امید پر کہ وہ لوگ ہدایت پا جائیں۔ یا پھر اس لیے کہ ان پر حجت تمام ہو جائے۔

چھٹی بات یہ کہ خدا نے ہماری ذمہ داری مقرر نہیں کی کہ لوگوں کے دلوں کو ٹٹولیں اور دیکھیں کہ ان کے دل میں کیا ہے اور پھر انھیں شعائرِ حسینیہ کو بجالانے سے روکیں۔ اگر ایسا ہوتا تو جو افراد رمضان کی راتوں میں گناہ کرتے ہیں انھیں دن میں روزہ رکھنے سے بھی روکا جائے۔ کیا یہ درست ہوگا؟ کیا ان کا دین سے یہ ایک رشتہ اور تعلق اگر باقی رہنے دیا جائے تو بہتر نہیں؟

ساتویں بات یہ کہ اکثر ادارے، آرگنائزیشنز، سیاسی جماعتیں اور خاندان ایسے ہیں جن میں بعض بے دین افراد موجود ہوتے ہیں۔ تو کیا ان سب کو بند کر دیا جائے؟ یا ان افراد کو ان اداروں یا جماعتوں یا گھرانوں سے نکال دیا جائے یا پھر ان کے ساتھ کام چلایا جائے اور یہ امید رکھی جائے کہ کسی دن یہ افراد بھی سدھر جائیں گے؟

اور آٹھویں اور آخری بات، میں خود بعض لوگوں کو جانتا ہوں (یہ لوگ بہت کم تعداد میں ہیں) جو مجھ پر اور قمہ زنی کرنے والوں پر لعن طعن کرتے ہیں۔ اور مجھے ان کے بعض ایسے دوستوں نے جو اب توبہ کر چکے ہیں بتایا ہے کہ یہ لوگ ہر قسم کی رقص اور فحاشی کی محفلوں میں شریک ہوتا ہے اور بدکار افراد ہیں۔ اور یہ چھوٹا سا ٹولہ ان تمام بدکاریوں کے باوجود ان عزاداری کی مجلسوں میں شریک ہوتے ہیں جہاں پر میرے

خلاف اور قمہ زنی کے خلاف گفتگو ہوتی ہے۔ ان افراد کا بے دین ہونا بالکل واضح ہے۔ تو قمہ زنی پر اعتراض کرنے والے انھیں کیوں اپنے امام باڑوں سے نہیں بھگاتے؟

میری قمہ زنی کے مخالفین سے درخواست ہے کہ خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے جواب دیں اور اگر ان کے پاس جواب نہیں ہے تو قمہ زنی کے خلاف بات کرنا چھوڑ دیں اور قرآن کی اس آیت پر عمل کریں:

"اے ایمان لانے والو! تم میں سے بعض مرد دوسروں کا مذاق نہ اڑائیں۔ ممکن ہے کہ جن کا مذاق اڑایا جا رہا ہے وہ مذاق اڑانے والوں سے برتر ہوں۔ اور تم میں سے بعض خواتین دوسری بعض کا مذاق نہ اڑائیں۔ ممکن ہے جن کا مذاق اڑایا جا رہا ہے وہ مذاق اڑانے والیوں سے برتر ہوں۔ اور اپنے آپ پر عیب نہ لگاؤ اور ایک دوسرے کو برے ناموں سے نہ پکارو۔ ایمان کے بعد فاسقوں والا نام بہت برا ہوتا ہے۔ اور جو شخص توبہ نہیں کرے گا تو وہ ظلم کرنے والا ہوگا۔" (۵۲)

❁❁❁❁

قمہ زنی کی وجہ سے ہمارے مذہب کا مذاق اڑایا جاتا ہے

● کہا جاتا ہے کہ قمہ زنی کا نامناسب ہے اور اس کو دیکھ کر غیر ہمارا مذاق اڑاتے ہیں اور ہم سے دور ہوتے ہیں اور ہمیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جب کہ اسلام یہ چاہتا ہے کہ انھیں اپنے قریب کر کے ان کی ہدایت کی جائے۔

ہمارے غیر دو طرح کے ہیں، ایک گروہ وہ ہے جو خود غرض ہے۔ یہ افراد ہر حال میں ہمارا مذاق اڑائیں گے۔ چاہے ہم کچھ بھی کر لیں۔ ان کو خوش کرنے کے لیے ان رسموں کو ختم کرنا جنھیں ہم صدیوں سے انجام دیتے آرہے ہیں درست نہیں۔

یہ لوگ اس پر بھی ہمارا مذاق اڑاتے ہیں کہ آپ کے ہاں نکاح کے چند لفظ بولنے کے بعد میاں اور بیوی کے تعلقات جائز ہوجاتے ہیں جب کہ ان الفاظ کے بغیر یہ تعلقات حرام ہوتے ہیں۔ کیا الفاظ کی بھی کوئی حیثیت ہے؟! جب کہ علمی حوالے سے بھی، نفسیاتی، عقلی اور شرعی حوالے سے بھی الفاظ کی بہت اہمیت ہے۔ حدیث میں ارشاد ہوا:

"کلام اور الفاظ ہی محرم اور نامحرم بناتے ہیں۔"

آپ ایک اور مثال حج کی لے لیں۔ ہم حج کو ختم کیوں نہیں کر دیتے؟ اس پر لوگ مذاق اڑاتے ہیں۔ ایک سیاہ عمارت کے گرد گھومنا، دو پہاڑیوں کے بیچ دوڑنا، جب کہ اسلام سے پہلے وہ دو ٹیلے تھے، ستونوں کو پتھر مارنا۔ یہ سب عجیب کام ہیں۔

اور ہمارے دشمن اور نئی نسل کے بعض جدید سوچ کے حامل افراد بھی اسے مضحکہ خیز قرار دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک ستون کو سات پتھر مارنے کا کیا فائدہ؟ کیوں اس کام میں اپنی طاقت صرف کی جائے؟ جب کہ اس دوران بہت سے لوگ پیروں کے نیچے بھی آجاتے ہیں اور بہت سے لوگوں کو پتھر بھی لگ جاتے ہیں۔

پھر اس کے بعد قربانی کرنا اور اتنی گندگی پھیلانا۔۔۔ اتنا خون اور آلائشیں جن کی صفائی بہت مشکل کام ہے۔

تو کیا ہم غیروں کی خوشی کی خاطر حج کو چھوڑ دیں یا اس کے بعض ارکان تبدیل کر دیں اور ان کی جگہ وہ کام کریں جو ہمارے جدید سوچ کے حامل افراد رکھتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

اور ہمارے غیروں کا دوسرا گروہ وہ ہے جو عقلمند افراد ہیں۔ ہم اگر انھیں سمجھائیں تو وہ سمجھتے ہیں۔ اور ہدایت نہ میرے ہاتھ میں ہے نہ آپ کے۔ یہ تو بس خدا کے ہاتھ میں ہے۔

● شاید یہ اعتراض اٹھانے والے کہیں کہ ہم واجبات میں غیروں کی نہیں سنیں گے۔ لیکن قمہ زنی واجب نہیں ہے۔

اگر وہ ہماری اس گفتگو کو پڑھیں تو جان لیں گے کہ قمہ زنی سب سے زیادہ اہمیت رکھنے والا مستحب ہے۔ لیکن آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ بہت سے ایسے کام ہیں جو واجب نہیں ہیں لیکن ہم ان کی پابندی کرتے ہیں۔

اگر ہم اس سوچ کو اپنا لیں تو نہ ہمارے پاس دین کی کوئی رسم بچے گی نہ ہماری ثقافت کی۔ یہاں تک کہ آنے والے زمانے میں امام حسینؑ پر گریہ کرنا اور سر اور سینے کو پیٹنا بھی اسی اعتراض کی ضد میں آجائے گا کہ یہ واجب نہیں اور یہ ایک ایسے

واقعے کے بارے میں ہے ج ۱۳۶۶ سال پہلے پیش آیا۔

غیروں کی ایسی بے بنیاد باتیں ماننا شروع کردیں تو یہ ایک ایک کر کے سب کچھ ختم کردیں گے۔

میں یہ اعتراض پیش کرنے والوں سے کہوں گا کہ غیر زیارتِ ائمہ پر بھی مذاق اڑاتے ہیں۔ سجدہ گاہ پر سجدہ کرنے کو بھی شرک کہتے ہیں۔ متعہ کو بھی غیر اخلاقی سمجھتے ہیں۔ کیا اسلامی وحدت کی خاطر اور اس لیے کہ ہمارا مذاق اڑایا جاتا ہے سب کچھ چھوڑ دیں؟

کیوں ہمارے عرب لوگ اپنی قدیم ثقافت اور تلوار کے رقص کو ترک نہیں کرتے جب کہ بعض غیر اس کا مذاق اڑاتے ہیں؟ بلکہ اسے ٹی وی پر دکھاتے ہیں اور بڑے بڑے لوگ، وزیر، مشیر اور بادشاہ اس میں شریک ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ انھیں معلوم ہے کہ عقلمند لوگ چاہے غیر ہی کیوں نہ ہوں ان چیزوں کو قدیم تہذیب کی علامت اور ورثے کے طور پر دیکھتے ہیں۔ جب کہ ہم قمہ زنی میں اس کے علاوہ محبت اور استقامت کے پہلو کا بھی اضافہ کرتے ہیں۔ امامِ حسین علیہ السلام کی راہ پر استقامت جنھوں نے انسانیت کی ہدایت کے لیے اتنے مصائب برداشت کیے۔

اور دوسری جانب سے ہمارے غیروں کی بھی بعض ایسی رسمیں ہیں جنھیں اگر ہم ٹی وی پر دیکھیں تو ہمیں ہنسی آئے گی۔ لیکن ہم اس کا مذاق نہیں اڑاتے بلکہ انسانی آزادی کے ناتے ان کا احترام کرتے ہیں۔ کیوں کہ اسلام نے ہمیں یہی درس دیا ہے اور اسلام نے ہر قوم کو اپنی جائز رسومات منانے کی اجازت دی ہے۔ یہاں تک کہ جاہلیت کے زمانے کے عربوں کی بعض عادتیں اور رسمیں جو مناسب تھیں اسلام نے باقی رکھیں ہیں۔ جیسا کہ نبیؐ کی سیرت میں ہمیں ملتا ہے (اور اس کے سبب وہ لوگ

اسلام کی جانب مجذوب ہوتے تھے) اور قرآن میں بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے:

"خدا کی رحمت سے آپ ان لوگوں کے لیے نرمی اختیار کرتے ہیں۔ اور اگر آپ تندمزاج سخت دل ہوتے تو یہ آپ سے دور ہوجاتے۔"

● ہم غیروں کو اسلام سے روشناس کرانا چاہتے ہیں تو کیا اس مقصد کے لیے ایسے کام کریں جن کا وہ مذاق اڑاتے ہیں؟

پہلی بات یہ کہ دوسروں کو اسلام سے روشناس کرانے کا خاص طریقہ ہے۔ اور ایسی بہت سی چیزیں ہیں جن پر ہم متفق ہیں لیکن غیر اس پر انگلیاں اٹھاتے ہیں۔ تو جیسے ان چیزوں کے بارے میں انھیں سمجھانا چاہیے اسی طرح قمہ زنی کا فلسفہ بھی انھیں بتانا چاہیے۔

دوسری بات یہ کہ ہم غیروں کو اسلام سکھانا چاہتے ہیں۔ کیا باہمی تنازعات اور اختلافات میں ہمارا رویہ درست ہے؟

سب سے پہلے ہمیں اپنی اخلاقیات کو درست کرنا ہوگا تا کہ وہ ہماری موجودہ ہٹ دھرمی اور عدم برداشت کو دیکھ کر اسلام سے دور نہ بھاگ جائیں۔ وہ ہم پر بہت بنیادی سوال اٹھا سکتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے کہ جب آپ کے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے تو آپ ایک دوسرے کے دشمن بن جاتے ہیں؟ کیا اگر کسی معاملے میں ہم نے آپ سے اختلاف کیا تو کیا ہمارے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جائے گا؟

میرے بھائی! ہم دوسروں کو کیا اسلام سکھائیں گے جب کہ ہم خود اس کے بنیادی اخلاقی اصول کے پابند نہیں اور اگر کوئی اجتہادی اختلاف بھی پیدا ہوجائے تو ہم برداشت نہیں کر پاتے؟

جہاں تک ان کے مذاق اڑانے کی بات ہے، تو ان کے اپنے ہاں بہت سی ایسی بے معنی رسمیں ہیں جن کی ان کے معاشرے کے عقلمند افراد مخالفت کرتے ہیں، مگر وہ لوگ اس مخالفت کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی رسومات پر عمل پیرا ہیں۔ مثال کے طور پر سالِ نو کی تقریبات میں ہونے والی آتش بازیاں جو کتنے نقصانات کا سبب بنتی ہیں۔ یا ورلڈ کپ کی رونمائی اور دیگر تقریبات جن میں بہت سے واقعات ہوتے ہیں جنھیں چینلز پر بھی دکھایا جاتا ہے۔ یا پھر جو مختلف مار پیٹ کے آزاد مقابلے ہوتے ہیں جن میں ایسے وحشیانہ مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں کہ انسانیت شرمسار ہو جائے۔ یا مختلف ایسے مقابلے جن میں جانوروں اور حیوانات کو مار دیا جاتا ہے اور جن پر حیوانات کے تحفظ کے لیے قائم کیے گئے ادارے بھی آواز بلند کرتے ہیں۔ اسی طرح ان کے ہاں ایک ایسا تہوار ہوتا ہے جس میں تمام مرد اور خواتین نیم عریان ہو کر ایک دوسرے پر ٹماٹر پھینکتے ہیں اور یہ تمام چیزیں چینلز پر نشر ہوتی ہیں۔ اسی طرح مختلف خطرناک گاڑیوں کے یا موٹر سائیکلوں کے مقابلے یا ایسے مقابلے جن میں لوگ آگ میں کودتے ہیں یا آگ سے کرتب دکھاتے ہیں۔

اور ان سب سے زیادہ حیران کن بات یہ ہے کہ انڈیا کے سابقہ صدر اور گاندھی جی کے دستِ راست، جواہر لال نہرو ایک مرتبہ کسی تہوار میں شریک تھے۔ اتنے میں وہاں ایک گائے آئی اور پیشاب کرنے لگی۔ نہرو نے آگے بڑھ کر اس کے پیشاب کو تبرکاً سر اور گردن پر ملنا شروع کر دیا اور جب بعض افراد نے اعتراض کیا تو اس نے جواب دیا کہ یہ ہمارا مذہب اور ثقافت ہے اور ہم اس کا احترام کرتے ہیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔

کیا ان تمام باتوں مین دوسروں کے مذاق اڑانے کے سبب سے یا اپنے

مہمانوں کے احترام میں یا کسی سیاسی وجہ کی بنا پر ان قوموں نے اپنی رسومات ترک کیں؟ نہیں۔۔۔ بلکہ یہ لوگ اپنی ان رسومات کا بڑے فخر سے پرچار کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں اور کئی دفعہ دوسرے اس میں شامل بھی ہو جاتے ہیں۔

میں آپ کو ایک اور بات بتاتا ہوں۔ آپ انٹرنیٹ پر سرچ کر سکتے ہیں۔ ایسی تصویریں مل جائیں گی آپ کو کہ بعض عیسائی حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ ہمدردی کی خاطر اپنے آپ کو سولی پر چڑھا دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ موت کے بہت قریب پہنچ جائیں۔ اور پھر اس کی تصویریں بڑے فخر سے نشر کرتے ہیں تاکہ لوگوں کے عقیدے پختہ ہوں۔ اور وہ اسے انبیا کے مصائب میں شریک ہونے کا اور ان سے اظہارِ محبت کا طریقہ سمجھتے ہیں۔ اسی طرح بعض متعصب عیسائی میخوں سے ایک آلہ بنا کر اس سے اپنے چہرے کو زخمی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس طرح ہم وہ مصائب محسوس کرنا چاہتے ہیں جو دوران تبلیغ حضرت عیسیٰ نے برداشت کیے۔ اور بعض کا خیال یہ ہے کہ ان امور کو انجام دے کر انسان ایک بہت بلند معنوی مرتبے اور کیفیت تک پہنچ جاتا ہے جسے وہ لوگ stigmata کہتے ہیں اور اس پر بہت سی فلمیں بھی بنائی گئی ہیں۔ اور ان میں ایک فلم ایسی بھی ہے جسے آسکر کا ایوارڈ بھی ملا ہے اور لاکھوں افراد نے اس فلم کو دیکھا ہے۔ لیکن ان سب کے باوجود وہ ایک دوسرے کا مذاق نہیں اڑاتے جیسا کہ ہمارے ہاں ہوتا ہے۔

مجھے اچانک امام خمینیؒ کے وہ الفاظ یاد آ گئے جو انھوں نے اس وقت کہے تھے جب وہ آئین بنانے والی کمیٹی سے خطاب کر رہے تھے:

"مجھے آج کا کوئی ڈر نہیں ہے۔ ہاں مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں ہم اچھے انداز

میں تمام امور اگلی نسل تک منتقل کرنے میں ناکام نہ ہو جائیں۔ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ غیروں کی باتوں میں آ کر ہم خدا کے احکامات کو نافذ کرنے میں سستی کا شکار ہو جائیں۔ ہم پر واجب ہے کہ جن تعلیمات پر ہم عمل پیرا ہیں اور جس طاقت اور شدت سے عمل پیرا ہیں، یہ تمام تعلیمات اسی طاقت کے ساتھ اگلی نسل کے حوالے کریں اور پھر ان کا فرض ہوگا کہ وہ بھی اسی طاقت کے ساتھ اسے اگلی نسلوں تک پہنچائیں۔ اور ہم پر لازم ہے کہ اپنی بنیادوں کو مضبوط کر کے اگلی نسل کے حوالے کریں تاکہ خدا کی بارگاہ میں قصوروار افراد میں شمار نہ ہوں۔ ہمیں اس بات کی پروا نہیں کرنی کہ فلاں فکر یا فلاں ملک کیا کہتا ہے۔ دوسری سوچ والے ہمیں برا بھلا کہتے رہیں گے لیکن ہمیں اپنے موقف کو مضبوطی سے تھامے رکھنا ہے۔" (۵۳)

اور آیت اللہ سید حسینی فانی کی ایک بہت اچھی بات ہے۔ جب شعائرِ حسینیہ پر اعتراضات کے دوران ان سے کہا گیا کہ آج کے زمانے میں یوں سڑکوں پر جلوس نکالنے سے ہمارا مذاق بنتا ہے تو انھوں نے فرمایا:

"ہر قوم کی کچھ مذہبی اور ثقافتی رسومات ہوتی ہیں۔ اور جتنا دوسری قومیں ہماری رسومات پر حیران ہوتی ہیں ہم بھی اتنا ہی ان کی رسومات کو حیران کن اور عجیب کہہ سکتے ہیں۔ اور دوسری بات یہ کہ دشمن کے مذاق اڑانے کے سبب دین کو ترک یا تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ ہمیں ان افراد کا مذاق اڑانا چاہیے جو برائی کو فخر اور جرم کو بڑائی سمجھتے ہیں اور پھر ہم پر قدیم سوچ رکھنے کا الزام لگاتے ہیں۔" (۵۴)

● آپ کی بات دل کو لگتی ہے۔ یہ باتیں آپ کے ذہن میں کیسے آتی ہیں؟

ہم نے قرآن سے سیکھا ہے کہ مذاق اڑانے والوں کو رتی برابر بھی اہمیت نہ

دیں۔ یہاں تک کہ وہ دن آئے جب یہ کہا جائے:

"ان لوگوں کے لیے حسرت ہے جنھوں نے اپنے پاس آنے والے رسولوں کا مذاق اڑایا۔" (۵۵)

کیا ایسا نہیں ہوا کہ نبی اکرم کا مذاق اڑایا گیا اور پھر وہ نہیں پلٹے:

"جب کافر آپ کو دیکھیں گے تو فقط مذاق اڑائیں گے۔" (۵۶)

پس یہ کہنا کہ غیر ہمارا ازاق اڑاتے ہیں اور اس سے مذہب کی توہین ہوتی ہے غلط ہے۔ اگر یہی طریقہ اپنا لیا جائے تو مذہب کا ایک بڑا حصہ چھوڑنا پڑے گا کیوں کہ غیروں کو پسند نہیں۔ بلکہ انھیں تو پورا اسلام ہی ناپسند ہے۔ خدا نے یہ کہہ دیا:

"آپ جب تک یہود و نصاریٰ کے دین کو نہ مان لیں وہ آپ سے راضی نہیں ہوں گے۔ آپ کہہ دیجیے کہ صرف خدا کی دی گئی ہدایت ہی ہدایت ہے۔ اور اگر علم آ جانے کے بعد بھی آپ ان کی خواہشات کی پیروی کریں گے تو نہ خدا آپ کا دوست ہوگا اور نہ ہی آپ کا مددگار۔" (۵۷)

میرے عزیزو! یہ لوگ فرانس میں حجاب پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ بہت سے اسلامی احکام پر ہنستے ہیں تو کیا ان کی وجہ سے ہم دینِ اسلام پر عمل چھوڑ دیں؟

اور واجبات کے علاوہ یہ لوگ اس پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ آپ ہاتھ سے کیوں کھانا کھاتے ہیں۔ تو کیا ہم چمچے سے کھانا کھانا واجب کر دیں تاکہ ہمارا طریقہ غیروں کے مطابق ہو جائے اور پھر چمچ بنانے والے کارخانوں کا منافع بھی بڑھ جائے اور پھر وہ ہمیں شکریہ کے خط لکھیں اور ہماری تعریف ہو؟

یہ تو تھی غیروں کی بات جہاں تک رہی بات بعض مسلمانوں (تکفیریوں) کے

مذاق اڑانے کی، تو نہ ہم اس کی پروا کرتے ہیں اور نہ ہی کریں گے۔ کیوں کہ یہ افراد وہ ہیں جن کے بارے میں نبی اکرمؐ نے امامِ علی علیہ السلام سے فرمایا:

"تو اپنے محبوں کو بشارت دے دیں کہ انھیں وہ نعمتیں ملیں گی جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہوں گی نہ کسی کان نے سنی ہوں گی اور نہ کسی کے وہم و گمان میں ہوں گی۔ لیکن بعض لوگ تمھاری قبر والا کے زائروں کو اتنا برا سمجھیں گے جتنا برا زنا کار کو سمجھا جاتا ہے۔ یہ میری امت کے بدترین افراد ہیں۔ نہ انھیں میری شفاعت نصیب ہوگی اور نہ ہی یہ میرے حوض پر آئیں گے۔" (۵۸)

اور یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ مذہب کی توہین کا اعتراض جیسے قمہ زنی پر ہے ویسے ہی زنجیر زنی پر بھی ہے اور قبیلہ "طویرج" جس طرح محرم میں پیدل بھاگتے ہوئے آتے ہیں اس پر بھی ہے۔ تو ان امور کو کیوں ختم کرنے کا مطالبہ نہیں کیا گیا؟ یا پھر یہ مان لیا جائے کہ آہستہ آہستہ بات یہاں تک بھی آئے گی۔ ابھی ماحول مناسب کیا جا رہا ہے۔

پتا نہیں کیوں ہم بہت جلد مذاق اڑنے کے خوف سے اپنی رسومات کو چھوڑنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں جب کہ ان تمام کے پیچھے عقل اور منطق موجود ہے اور شریعت بھی اس کی اجازت دیتی ہے، جب کہ غیر (جیسے تکفیری دہشتگرد) اتنے اعتراضات اور مذاق اڑنے کے بعد بھی اپنی بے معنیٰ اور بے دلیل رسومات کی پابندی کرتے ہیں۔

● آپ کے بیانات کی روشنی میں اپنے عقیدے کی خدمت کے لیے بہترین راستہ کیا ہے؟

میرے خیال سے مذہب کے صحیح دفاع کا درست طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنی سوچ کو

ردعمل کے طور پر استعمال نہ کریں بلکہ ابتدائی طور پر اپنے مذہب کے بارے میں مثبت انداز میں سوچیں اور اگر ہم اسے درست پائیں تو پھر دوسروں کے بے بنیاد اعتراضات کی پروا نہ کریں۔ پس ہمیں ایسی راہ بنانی ہے جس پر چل کر مذہب اسلام کے حلال کی جو قیامت تک حلال رہے گا پابندی کا کہا جائے اور حرام سے جو قیامت تک حرام رہے گا بچنے کا کہا جائے۔ اور مذاق اڑانے والوں کی پروا نہ کی جائے۔

اور یہ بات بھی جان لینی چاہیے کہ اگر ہم اپنے موقف پر ڈٹے رہیں گے اور اس کی پابندی کریں گے تو اس سے دوسروں کی نظر میں ہماری عزت اور بڑھے گی کیوں کہ دنیا میں اس قوم کا احترام کیا جاتا ہے جو اپنے موقف پر بہادری اور استقامت سے قائم رہے اور ہر مذاق اڑانے والے کی بات پر اپنا موقف تبدیل نہ کرے۔ اور یہ بات علم نفسیات کے ماہر بھی کہتے ہیں کہ جو شخص کمزور شخصیت کا مالک ہو اور ماحول و حالات کے تناظر میں اپنے موقف کو اور اقدار کو تبدیل کر لے وہ احترام اور اتباع کا لائق نہیں۔ خدا قرآن میں مؤمنین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

"وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہمارا پالنے والا اللہ ہے اور اس کے بعد استقامت سے کام لیتے ہیں ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ تم لوگ نہ ڈرو اور پریشان نہ ہو اور اس جنت کی بشارت لو جس کا تمھیں وعدہ کیا گیا تھا۔" (۵۹)

"وہ لوگ جن سے جب کہا جائے کہ تمھاری مخالفت میں لوگ جمع ہو چکے ہیں تمھیں ڈرنا چاہیے تو ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لیے خدا کافی ہے اور وہ بہترین وکالت کرنے والا ہے۔ تو خدا کی نعمت اور فضل سے کوئی برائی انھیں نہیں چھوتی اور وہ خدا کی مرضی پر چلتے ہیں اور خدا بڑا معاف کرنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اور جو لوگ کفر میں جلدی کر رہے ہیں

ان سے غمگین نہ ہونا۔ یہ خدا کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ خدا چاہتا ہے کہ آخرت کے لیے ان کے پاس کچھ نہ بچے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔"(۶۰)

اور یہ بات واضح رہے کہ عالمی ایجنسیاں جب کسی عقیدے یا فکر کو جو مستقبل میں انھیں نقصان پہنچا سکتی ہو ختم کرنا چاہتی ہیں تو ابتدائی طور پر اس کے بارے میں مختلف شبہات اور جھوٹی باتیں پھیلاتی ہیں اور اس میں اختلافات پیدا کر کے انھیں ہوا دیتی ہیں۔ اور عام طور پر اس کے بعد ان کا اگلا قدم فوجی حملہ یا پھر معاشی یا ثقافتی یا اس قسم کا حملہ ہوتا ہے۔

اور آخر میں ایک سادہ سوال: کیا دوسرے ہماری بات سننے کو تیار ہیں تاکہ ہم انھیں اس بحث میں جو انھوں نے شروع کی ہے اپنا موقف دے سکیں جس پر یہ بحث کھڑی ہے؟

❁❁❁❁

کیا اتنا غم منالینا کافی نہیں؟

● بعض شیعہ اور سنی افراد کہتے ہیں کہ کیا کئی صدیوں پرانے واقعے پر اتنا غم منالینا کافی نہیں ہے؟ کیا ہمارے لیے مناسب نہیں کہ ماضی کو ماضی میں چھوڑ کر مستقبل کو بنانے پر اپنی توجہ خرچ کریں؟ اور اگر غم اب بھی ضروری ہے تو اتنا ہو جو جسم وصحت کو اور دین کے چہرے کو نقصان نہ پہنچائے۔ اور قمہ زنی اور زنجیر زنی اس کے برخلاف ہے۔

یہ بات حقیقت میں قرآن پر اعتراض ہے کیوں کہ قرآن میں حضرتِ یعقوبؑ کے بارے میں بیان ہوا کہ انھوں نے جنابِ یوسفؑ کے فراق میں اتنی بے تابی اور گریہ کیا کہ وہ ضعیف ہو گئے اور ان کی بینائی چلی گئی جب کہ وہ جانتے تھے کہ ان کا بیٹا زندہ ہے اور یہ کہ اس کا مستقبل کتنا روشن ہوگا اور وہ مصر کا بادشاہ بن جائے گا۔ لیکن پھر بھی جنابِ یعقوبؑ نے بے تابی دکھائی جب کہ یہ ان کا ایک گھریلو معاملہ تھا اور اس میں ان کے غم کی وجہ جنابِ یوسفؑ کے بھائیوں کی حسد تھا اور اس کا دین اور امت اور معاشرے سے کوئی تعلق نہیں تھا جیسا کہ امامِ حسینؑ کے معاملے میں یہ تعلق موجود ہے۔ اور حضرتِ یعقوبؑ نے اتنا غم منایا کہ وہ بوڑھے ہو گئے اور ان کی کمر جھک گئی اور ایک روایت میں جب امامِ صادقؑ سے جنابِ یعقوبؑ کے غم کی مقدار کے بارے میں سوال ہوا تو مولاؑ نے فرمایا:

"ستر غم زدہ ماؤں جتنا غم"۔(۶۱)

کتاب مناقب ابن شہر آشوب جلد ۴، صفحہ ۱۶۵ پر یہ روایت درج ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے امامِ زین العابدین علیہ السلام سے سوال کیا کہ مولاؑ آپ اتنے عرصے سے غم منا رہے ہیں۔ کیا اب اس غم کو ختم نہیں ہو جانا چاہیے؟ مولاؑ فرماتے ہیں:

"وائے ہو تجھ پر! یعقوب کے ۱۲ بیٹے تھے ان میں سے صرف ایک ان کی نظر سے غائب ہوا تو انھوں نے اتنا گریہ کیا کہ آنکھیں سفید ہو گئیں جب کہ ان کا بیٹا زندہ تھا۔ میں نے اپنے والد، بھائی، چچا اور اپنے گھرانے کے سترہ افراد اور اپنے والد کے انصار کو شہید ہوتے دیکھا ہے۔ میرا غم کیسے ختم ہو سکتا ہے۔"

اسی کتاب کے صفحے ۱۶۶ پر درج ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام اتنا گریہ کرتے تھے کہ لوگوں کو ان کی انکھوں کے بارے میں فکر ہونے لگی اور جب بھی مولاؑ کے سامنے پانی آتا مولاؑ اتنا گریہ کرتے کہ خون بہنے لگتا۔ جب لوگوں نے اس بارے میں مولاؑ سے بات کی تو مولاؑ نے فرمایا:

"میں کیسے نہ روؤں، میرے بابا پر پانی بند کر دیا گیا جب کہ اس پانی سے درندے اور حیوانات سیراب ہو رہے تھے۔" مولا سے کہا گیا کہ آپ تو ساری عمر گریہ کرتے رہیں گے۔ اگر آپ کی جان چلی جاتی تو اس سے زیادہ تکلیف نہ ہوتی (جتنی آپ ابھی برداشت کر رہے ہیں)۔ تو مولاؑ نے فرمایا:

"میری جان تو جا چکی ہے اور میں اسی پر گریہ کر رہا ہوں۔"

جو لوگ عزاداری اور شعائرِ حسینیہ کو ختم کرنے کی بات کرتے ہیں وہ لوگ ایک جانب سے امامِ حسین علیہ السلام اور واقعۂ عاشورا کی درست معرفت نہیں رکھتے اور دوسری جانب سے اپنی دنیوی زندگی اور مادیات میں بے حد آگے بڑھ چکے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ لوگ ان معجزات اور کرامات مذاق اڑاتے ہیں جو ائمہ علیہم السلام سے صادر ہوتے ہیں

اور ائمہ علیہم السلام کے مقام میں شک کرتے ہیں اور ویسے ہو گئے ہیں جیسا ہمارا دشمن چاہتا ہے۔ انھوں نے امامت کے عقیدے کی بنیادی باتوں کو اور اس کی حقیقت کو نہیں سمجھا۔ وہ لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے جو امامِ حسین علیہ السلام کی زیارت میں آئی ہے:

"میں گواہی دیتا ہوں ک آپ کا خون جنت میں موجود ہے اور اس کے لیے آسمان بھی لرزاں ہے اور اس کی خاطر تمام موجودات نے گریہ کیا ہے۔ اس کی خاطر سات آسمانوں نے اور سات زمینوں نے اور ہر اس چیز نے جو ان دونوں میں اور ان دونوں کے درمیان ہے گریہ کیا ہے۔ اور ہر اس شے نے گریہ کیا ہے جو جنت اور جہنم میں ہے اور ان چیزوں نے بھی گریہ کیا جو دکھائی دیتی ہیں اور جو دکھائی نہیں دیتیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کو قتل کر کے اسلام کی حرمت پامال کی گئی۔" (۶۲)

پس وہ بات عجیب نہیں جو علامہ محمد جمیل حمود عاملی نے اپنی کتاب **ردالهجوم** میں کہی کہ امامؑ کے غم میں بے تابی کرتے ہوئے سروں اور سینوں اور کمروں سے خون جاری کیا جائے بلکہ انسان اپنی جان بھی دے دے۔ اور جو خدا یوسفؑ کے پیرہن سے یعقوبؑ کی آنکھوں کو روشنی دے سکتا ہے اس کی قدرت سے دور نہیں کہ جس مٹی پر حسین علیہ السلام اور ان کے انصار کا خون گرا ہو اس میں ہر مرض کا علاج رکھ دے۔ یوسفؑ کے پیرہن سے ایک شخص کو شفا ملی تھی مگر امامِ حسین علیہ السلام کے پیرہن سے جو خاکِ کربلا ہے کروڑوں کو شفا مل چکی ہے اور اب تک مل رہی ہے۔ یہ بصارت کو بھی پلٹاتی ہے اور بصیرت کو بھی۔ یہ عقل کو اور دل کو جلا اور تازگی بخشتی ہے۔ انسان کو کمال اور بلندی تک پہنچاتی ہے۔ پس اتنی عظیم چیز کا اس سے کمتر چیزوں کے ساتھ کیا مقابلہ ہے جن پر متفقہ دلیلیں ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا اور ائمہ علیہم السلام کے خدا کی قسم کوئی مقابلہ نہیں۔ حسین علیہ السلام کے رب اور اس کے پالنے والے اور اس کے حبیب کی قسم کوئی مقابلہ

نہیں۔

میرے بھائی! یہ جدید سوچ رکھنے والے افراد ان روایات کا بھی مذاق اڑاتے ہیں۔ امامِ صادقؑ سے ابنِ بکیر نے سوال کیا کہ مولا میں ارجان (ایران کا ایک شہر) پہنچا تو میرے دل نے کہا کہ آپ کے جد کی زیارت کے لیے جاؤں۔ میں زیارت کے لیے نکلا اور واپسی آنے تک مجھے حاکمِ وقت اور سرحدوں کے نگہبان اور ٹیکس لینے والوں کا خوف رہا کہ کہیں مجھے کوئی نقصان نہ پہنچا دیں۔ مولاؑ فرماتے ہیں:

"کیا تو نہیں چاہتا کہ خدا تجھے اس حال میں دیکھے کہ تو ہمارے لیے خوفزدہ ہے؟ کیا تو نہیں جانتا کہ جو ہماری خاطر خوفزدہ ہو خدا اسے اپنے عرش کے سایے میں جگہ دیتا ہے اور عرش تلے وہ امامِ حسینؑ سے ہم کلام ہوتا ہے اور خدا اسے قیامت کے دن کی بے چینی سے بچا لیتا ہے۔ قیامت کے دن سب خوفزدہ ہوں گے مگر اس کی وہ حالت نہیں ہوگی اور اگر اسے خوف لاحق ہوا تو فرشتے اسے تسلی دیں گے اور اسے جنت کی بشارت دیں گے۔" (۶۳)

یہ جدید فکر رکھنے والے ہمارے بھائی ہیں اور بھائی ہونے کے ناتے ہمارا فرض ہے کہ انھیں سمجھائیں کہ وہ مغربی ثقافت اور سیاسی گہما گہمی اور عزاداری کا مذاق اڑانے والے اہلسنت کے ساتھ ہم زبان ہونے سے اپنے آپ کو دور رکھیں۔

اور جن عقلوں اور دلوں پر گمراہی کی مہر لگ چکی ہے وہ ان چیزوں میں کبھی حصہ دار نہیں ہو سکتے جو امامِ صادقؑ نے سجدے کی حالت میں خدا سے امامِ حسینؑ کے زائروں کے لیے مانگی ہے۔ مولاؑ نے سجدے میں دعا کی:

"اے خدا! اے وہ ذات جس نے کرامت کو ہمارے ساتھ مخصوص کیا اور ہمیں شفاعت کا وعدہ دیا اور ہمیں رسولؐ کا وصی بنایا اور ہر گزری ہوئی اور آنے والی بات کا

علم ہمیں عنایت کیا اور لوگوں کے دلوں کو ہماری جانب راغب کیا۔ میری مغفرت فرما اور میرے بھائیوں کی مغفرت فرما اور امامِ حسینؑ کے زائروں کی مغفرت فرما جنھوں نے اپنا مال اور اپنی جان لگائی کیوں کہ وہ لوگ ہماری اچھائیوں میں رغبت رکھتے تھے اور ہماری محبت کا جو ثواب تیری بارگاہ میں ہے اسے حاصل کرنا چاہتے تھے اور تیرے نبی کے دل کو خوش کرنا چاہتے اور ہمارے حکم کی تعمیل کرنا چاہتے تھے اور ہمارے دشمن کو غضب ناک کرنا چاہتے تھے۔ وہ لوگ اس طرح تیری خوشنودی حاصل کرنا چاہتے تھے پس ان سے ہماری خاطر راضی ہو جا اور شب و روز ان کی حفاظت فرما اور ان کے گھر والوں اور بچوں کو جنھیں وہ چھوڑ کر آئے ہیں بہترین انداز میں رکھ اور ان کے ساتھ رہ اور ان کو ہر ظالم، طاقور، کمزور اور جن و انس کے شر سے محفوظ رکھ اور وہ اپنی غریب الوطنی میں جس چیز کی تجھ سے امید لگائیں اس سے بڑھ کر انھیں عطا کر اور اپنی اولاد، اپنے گھر والوں اور اپنے رشتہ داروں کے لیے ہم سے جو مانگیں انھیں عطا فرما۔ اے پالنے والے! ہمارے مخالفوں کے برخلاف یہ لوگ ہماری زیارت کے لیے آئے ہیں ہمارے دشمنوں کے روکنے سے نہیں رکے۔ پس تو ان چہروں پر رحم فرما جن کے رنگ کو سورج کی تپش نے تبدیل کر دیا اور ان رخساروں پر رحم کر جو امامِ حسینؑ کی قبر سے مس ہوئے اور ان آنکھوں پر رحم فرما جو ہماری محبت میں اشک بار ہوئیں اور ان دلوں پر رحم فرما جو ہماری خاطر بے چین رہے اور ان میں آگ لگی رہی اور اس آہ و بکا پر رحم کر جو ہمارے لیے بلند ہوئی۔ خدایا میں ان جسموں اور ان جانوں کو تیرے سپرد کرتا ہوں یہاں تک کہ پیاس کے دن ہماری حوض کوثر پر ملاقات ہو۔"

راوی جو کہ معاویہ ابنِ وہب ہے کہتا ہے کہ مولاؑ سجدے کی حالت میں یہ دعا

مانگتے رہے اور جب اٹھے تو میں نے کہا کہ میری جان آپ پر قربان! یہ دعا اگر آپ ایسے شخص کے لیے کرتے جو خدا کو جانتا تک نہیں تو اسے بھی جہنم کی آگ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ خدا کی قسم میری خواہش یہ ہے کہ میں نے حج نہ کیا ہوتا بلکہ امامِ حسین علیہ السلام کی زیارت کی ہوتی۔ مولاؑ فرماتے ہیں:

"تو امامِ حسین علیہ السلام سے اتنا قریب رہتا ہے تو ان کی زیارت کیوں نہیں کرتا؟"

پھر مولاؑ فرماتے ہیں:

"اے معاویہ تُو کیوں زیارت نہیں کرتا؟"

"میں نے کہا مجھے اس کی عظمت کا نہیں معلوم تھا۔"

پھر مولاؑ فرماتے ہیں:

"امامِ حسین علیہ السلام کے زائروں کے لیے زمین والوں سے زیادہ آسمان والے دعا مانگتے ہیں۔"(۶۴)

میرے بھائیو۔۔۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم نہ غم نامنائیں۔ کیا انھوں نے کوئی ایسی بات چھوڑی ہے جو ہمیں خوش کر سکے تا کہ ہم غم منانا چھوڑ دیں؟ امامِ رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جاہلیت کے زمانے کے لوگ محرم کا احترام کرتے تھے اور اس کی عزت کرتے تھے اور اس میں جنگ اور خونریزی سے اجتناب کرتے تھے۔ لیکن اس امت نے نہ اس مہینے کی عزت کی اور نہ اپنے نبی کا احترام کیا۔ اس امت نے اس مہینے میں اپنے نبی کی اولاد کو قتل کیا اور ان کی خواتین کو ایک شہر سے دوسرے شہر قیدی بنا کر پھرایا۔"(۶۵)

بات یہاں تک آ گئی ہے تو میں آپ کو سید محسن الامین کے، جن کے قمہ زنی کے

خلاف فتوے کو یہ جدید سوچ رکھنے والے دلیل کے طور پر استعمال کرتے ہیں، کچھ الفاظ سناتا ہوں۔ وہ اپنی کتاب **المجالس السنیه** کی جلد ۴، مجلس ۲۳۱، صفحہ ۲۶۰ پر لکھتے ہیں:

"عقل یہ حکم دیتی ہے کہ عظیم لوگوں کا احترام کیا جائے چاہے وہ زندہ ہوں یا انتقال کر گئے ہوں اور ان کی وفات کو یاد کیا جائے اور اس پر غم و اندوہ کا اظہار کیا جائے۔ خاص طور پر اگر اس شخصیت نے اپنی تمام تر طاقتیں صرف کی ہوں اور کسی بڑے مقصد کی راہ میں جان دی ہو۔ اور ہر زمانے میں ہر قوم کا یہ طریقہ رہا ہے اور اسے بہت با فضیلت اور قابلِ فخر کام سمجھا جاتا ہے۔ پس مسلمانوں کے لیے بلکہ تمام قوموں کے لیے سزاوار ہے کہ امامِ حسین علیہ السلام کی یاد منائیں کیوں کہ وہ نہایت عظیم اور با فضیلت شخصیت ہیں۔۔۔ اور سزاوار ہے کہ ہر سال ان کی شہادت کی یاد منائی جائے اور ان پر آنسو کے بدلے خون رویا جائے۔

کائنات میں کون ہے جس نے ایسا کام کیا ہو جیسا حسین علیہ السلام نے کر دکھایا۔"

اور ان کے اس جملے کہ ان پر آنسو کے بدلے خون رویا جائے پر میں صرف یہ کہوں گا کہ یہ زیارتِ ناحیہ کا جملہ ہے جسے قمہ زنی کے مخالفین ضعیف قرار دیتے ہیں۔

میں ان لوگوں کے لیے صرف ہدایت کی دعا کروں گا تا کہ وہ بھی موت کے وقت اور حالتِ احتضار میں اور روح قبض ہوتے ہوئے اور قبر کی پہلی رات کی وحشت میں امامِ حسین علیہ السلام کی برکتیں اور عنایتیں حاصل کر سکیں۔

اور میری خواہش یہ ہے کہ اس دن جس دن نہ مال و دولت کام آئیں گے اور نہ اولاد، صرف پاک دل کام آئے گا یہ لوگ اپنی زندگی پر پشیمان نہ ہوں جس کو وہ دنیوی چیزوں، مصلحتوں، سیاستوں اور مادیات میں برباد کر رہے ہیں۔

میرے بھائی! خلاصہ یہ کہ ہم وہ لوگ نہیں جو اپنے دین، مذہب اور شعائرِ حسینیہ سے اپنے کسی ایک بھی عقیدے سے پیچھے ہٹ جائیں گے۔ اور اگر کسی نے ایسا کیا تو یہ اس کا فعل ہے اور اچھا سرانجام صرف صاحبانِ تقویٰ کا ہوگا۔

● **ان سیاسی حالات میں اتحاد بین المسلمین کا کیا ہوگا؟ جب کہ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ مذاہب کو قریب کرنا چاہتے ہیں؟**

اہلِ سنت کے ساتھ اتحاد تو وہ ہے جس کا ہمیں حکم دیا گیا۔ قرآن میں ارشاد ہے:

"تم سب ایک امت ہو اور میں تمھارا رب ہوں۔ پس تقوائے الٰہی اختیار کرو۔"(۶۶)

پس اتحاد کا واحد راستہ تقویٰ ہے جیسا کہ آیت میں حکم ہوا۔ اور جو عقائد میں اختلافات ہیں انھیں آزاد اور مفید بحث کے ذریعے حل کرنا ہوگا اور یہ بھی تقویٰ کی مدد سے ہی ہو پائے گا۔ اور شیعہ اور اہلِ سنت کے معتدل افراد جو یہ کہتے ہیں کہ توحید اور رسالت میں اتحاد کیا جائے اور اس پر زور نہیں دیتے کے اختلافی مسائل کو ختم کیا جائے اس بات کو مانتے ہیں۔ لیکن تکفیری گروہ جو ہمارا خون بہانے میں ملوث ہے اور ہم میں سے ان لوگوں کی بھی عزت نہیں کرتا جنھوں نے اپنے موقف سے ہاتھ اٹھا لیا اور رسولِ خداؐ سے بھی نہیں شرماتا اس بات کو نہیں مانتا۔

جہاں تک سیاسی حالات کی بات ہے تو ہمارے ائمہ کی سیرت واضح ہے۔ وہ کبھی بھی اس پلید سیاست میں ملوث نہیں ہوئے اور ہمیشہ فکری، عقائدی اور اخلاقی اقدار کی ترویج پر زور دیتے رہے کیوں کہ ان اقدار کو حاکمان وقت کی جانب سے خطرات لاحق تھے۔ اور انھوں نے اپنے بعض اصحاب کو بھی حکومتی امور میں شریک ہونے کی اجازت اسی لیے دی تا کہ ان مقاصد کے حصول میں مدد ملے۔ پس سیاست ہمارے

ہاں دین کا حصہ ہے بشرطیکہ وہ ہمارے دین کو جیسے ہم سستے اور مہنگے داموں داؤ پر لگا دیتے ہیں نقصان نہ پہنچائے۔ پس سیاسی امور میں بھی اس وقت اتحاد ہو سکتا ہے جب احترام اور عزت کے ساتھ ہو۔ ہم اس اتحاد کو نہیں مانتے جس میں احترام نہ ہو۔ نہ مذہب میں اور نہ مراجع میں۔ کیوں کہ ایسا اتحاد ہو ہی نہیں سکتا یہاں تک کہ طاقت کے زور پر بھی نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی انتہا مزید تفرقہ اور اختلاف ہے جو ہمارے دشمن چاہتے ہیں۔ پس حقیقی اتحاد ان چیزوں میں ہو سکتا ہے جو سب کے نزدیک ثابت ہیں اور ان میں مذہبی و اجتہادی آزادی اور ایک حد تک ہر شخص کی فکری آزادی شامل ہیں۔

لیکن ہم اہلبیت علیہم السلام کے ماننے والوں کی اللہ، رسولؐ اور اہلبیت علیہم السلام کے معاملے میں کچھ لال لکیریں ہیں جنھیں کوئی پار نہیں کر سکتا۔ بہت سی شیعہ اور سنی کتب میں یہ روایت موجود ہے جس میں رسولِ خداؐ فرماتے ہیں:

"کوئی شخص اس وقت تک خدا پر ایمان نہیں لائے گا جب تک کہ میں اسے اپنے آپ سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اور میرے گھر والے اسے اپنے گھر والوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں اور میرا خاندان اسے اپنے خاندان سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے اور میری ذات اسے اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔"(۶۷)

پس اہلِ سنت بھی نبی کے حکم کی وجہ سے اہلبیت علیہم السلام سے محبت کرتے ہیں اور بہت سے افراد نے ہمیں بتایا ہے کہ ہمارے علاقے المحرق میں اہلِ سنت قمہ زنی کے جلوس کو عزت اور غم کے ساتھ دیکھتے ہیں۔

میری جلوس کے دوران ایک خاتون پر نظر پڑی جو اپنے گھر کے باہر اور سید محمود

کی سنگت کے پاس بیٹھی تھی اور بہت زور سے گریہ کر رہی تھی۔ میں نے اس کے پڑوسی حاج علی سے سوال کیا تو اس نے کہا کہ اس نے میری زوجہ کو بتایا ہے کہ یہ اہلِ سنت میں سے ہے۔

یہ وہ عزاداری ہے جسے ہم سالوں سے جانتے ہیں۔ پتہ نہیں کچھ سالوں سے یہ کہاں مخفی ہوگئی ہے۔ اہلِ سنت کے ہاں ہماری نسبت نفرت نہیں ہے سوائے ایک چھوٹے سے گروہ کے اور ایسا چھوٹا گروہ ہمارے ہاں بھی ہے۔ اور اس گروہ کا علاج بھی ہم خدا کی مدد سے آزادی فکر کی تبلیغ کر کے اور اخلاقیات کو بلند کر کے کریں گے۔ اس طرح اتحاد ہوگا جب کہ زبردستی اور اپنے دین کی بعض چیزوں کو ختم کر کے اتحاد نہیں ہوگا۔

امامِ حسین علیہ السلام کی اہلِ سنت کے ہاں ایک خاص منزلت ہے اور ان کا دیگر ائمہ علیہم السلام میں بھی ایک خاص مقام ہے جس کے بارے میں ائمہ علیہم السلام نے فرمایا:

"ہم سب نجات کی کشتیاں ہیں مگر ہمارے جد حسین علیہ السلام کی کشتی سب سے تیز رفتار ہے۔"

ہم یہی ہیں اور یہی ہمارا راستہ ہے۔ اور ہم فخر سے یہی کہتے ہیں اور یہی لکھتے ہیں اور ہمارا نعرہ یہی ہے:

"اے خدا کی جانب پکارنے والے! لبیک! جب آپ نے استغاثے کی صدا بلند کی تھی تب میرا جسم آپ کا جواب نہیں دے سکا تھا لیکن میرا دل، میری سماعت، بینائی، سوچ اور میری چاہت آپ کے سامنے تسلیم ہے اور جواب دیتی ہے۔" (۶۸)

❁❁❁❁

کہتے ہیں کہ قمہ زنی گندگی اور خوفناک فعل ہے

● ہم اپنے موضوع کی طرف پلٹتے ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ قمہ زنی گندگی ہے۔ چہروں پر بہتا خون اور سڑکوں پر کچرا اور گندگی۔۔۔ جلوس میں قمہ زنی کرنے والے شخص کا چہرہ خوفناک ہو جاتا ہے۔

یہ متمدن لوگوں کا کہنا ہے۔ لیکن کس نے انھیں اجازت دی ہے کہ ایسی باتیں کریں؟ قمہ زنی انجام دینے والے سب کے سب سالمیت پسند مسلمان ہیں جو نبی اکرم اور اہلبیت علیہم السلام کو ان پر ڈھائے گئے عظیم مصائب کا پرسہ دیتے ہیں اور ان کے قاتلوں اور ان پر ظلم کرنے والوں کی مذمت کرتے ہیں۔ وہ کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچاتے۔ صرف سال میں ایک یا دو بار اپنی مذہبی رسومات ادا کرتے ہیں۔

بات بالکل برعکس ہے۔ تمدن کے حقیقی معنی کو اگر سمجھا جائے جو آزادی سلامتی اور اپنے عقائد پر عمل کرنا ہے تو قمہ زنی ہی تمدن ہے۔ جب کہ ہم ان کے فلسفے کو جان چکے اور وہ امامِ حسین علیہ السلام کی محبت اور انسانی اقدار کو زندہ رکھنا ہے جس کی خاطر امامِ حسین علیہ السلام نے اپنی جان دی۔

کتنا دکھ ہوتا ہے جب اصولوں کی بات کرنے والے اصولوں کو چھوڑ دیتے ہیں اور اپنی دینی بھائیوں کے بارے میں اس وجہ سے نامناسب باتیں کرتے ہیں کہ وہ لوگ ایک فرعی فقہی مسئلے میں انھیں قانع نہیں کر پائے۔

یہ متمدن افراد اپنے سے دیگر متمدن افراد کے ساتھ سیاسی اختلافات میں کیا ایسا ہی برتاؤ کرتے ہیں؟

پھر ہم کیوں اس ڈنمارک کے مصور کی مذمت کرتے ہیں جس نے نبی اکرمؐ کے نامناسب خاکے بنائے تھے جب کہ وہ اسے آزادی اور تمدن سمجھ رہا تھا؟ اور یہ بھول گیا تھا کہ آزادی اور تمدن یہ ہے کہ انسان عظیم شخصیات کا احترام کرے اور ان کروڑوں مسلمانوں کے عقیدے کا بھی احترام کرے جو اپنے نبیؐ کو سب سے اشرف مانتے ہیں۔

ان جدید فکر کے حامل افراد کا یہ عجیب طریقہ ہے کہ قمہ زنی اور زنجیر زنی اور ماتم اور عزاداری کے فلسفے کو جانے اور سمجھے بغیر بے معنی اور لغو اعتراضات کرتے ہیں۔ اور بالخصوص قمہ زنی کو ایک جاہلانہ فعل قرار دیتے ہیں۔ کیا ان کا یہ طریقہ متمدن دنیا کے اصولوں کے مطابق ہے؟

ان شعائرِ حسینیہ میں جن کو ہمارے بڑے انجام دیتے تھے اور ہم انجام دے رہے ہیں بہت سے نکات اور حکمتیں ہیں جن میں سے بعض پوشیدہ ہیں۔ مثال کے طور پر وہ چیزیں جو شیخ عاملی نے اپنی کتاب **ردالهجوم** میں لکھی ہیں:

"پیٹھ پر زنجیر مارنا جسم کو نقصان نہیں پہنچاتا بلکہ پیٹھ کی جلد کو مضبوط کرتا ہے اسی لیے کراٹے اور ایسے کھیلوں سے تعلق رکھنے والے افراد اپنی پیٹھ اور بازوؤں پر مارا کرتے ہیں تاکہ مقابلے کے دوران ان کا جسم حریف کھلاڑی کی طاقتور ضربوں کو برداشت کر سکے یا پھر حریف کھلاڑی پر مضبوط وار کر سکے۔ پس زنجیر زنی کمر کو مضبوطی بخشتی ہے تو اس میں کیا اعتراض بچتا ہے؟"

قمہ زنی کو خوفناک کہنا ایک بیہودہ اور بے معنی بات ہے۔ ہاں قمہ زنی دین کے

دشمنوں کے لیے خوفناک ہے، اہلبیت علیہم السلام بالخصوص امامِ حسین علیہ السلام کے دشمنوں کے لیے خوفناک ہے، انسانیت کے دشمنوں کے لیے خوفناک ہے، اقدار کے دشمنوں کے لیے خوفناک ہے، اسلامی تمدن کے دشمنوں کے لیے خوفناک ہے، ذاتی مفادات رکھنے والوں کے لیے خوفناک ہے، مشرق اور مغرب کے ایجنٹوں کے لیے خوفناک ہے، دہشتگردی پھیلانے والوں کے لیے خوفناک ہے۔

جی ہاں۔ قمہ زنی ان افراد کے لیے خوفناک ہے اسی وجہ سے سب سے پہلے قمہ زنی کی مخالفت صدام نے عراق میں کی تھی کیوں کہ وہ شعائرِ حسینیہ خاص کر قمہ زنی سے خائف تھا۔

اور اگر مان بھی لیا جائے کہ بعض افراد قمہ زنی سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں تو کیا ایک ایسے کام کو جس کے فوائد ہمارے سامنے ہیں اس وجہ سے بند کر دیا جائے کہ بعض لوگ ڈر جاتے ہیں؟ ان کی بزدلی میں ہمارا کیا قصور ہے؟

تو پھر دین کی اور بہت سی باتیں ہیں جن سے بعض لوگ ڈر جاتے ہیں۔ جیسے جہاد اور قصاص۔ کیا ان کو بھی بند کر دیں؟

پھر ان چینلز کو بھی بند کر دیں جو خوفناک فلمیں دکھاتے ہیں اور جن پر مختلف جنگیں دکھائی جاتی ہیں یا پھر مختلف خطرناک جسم کے آپریشنز دیکھائے جاتے ہیں یا جسم کو چاک کر کے دکھایا جاتا ہے۔ کیوں کہ اس سے بھی لوگ ڈر جاتے ہیں۔

استعماری طاقتیں جنگیں کیوں شروع کرتی ہیں اور کمزور ملک اپنا دفاع کیوں کرتے ہیں؟ کیا ان سے خوفناک اور دردناک مناظر پیدا نہیں ہوتے؟

میں ان نیک افراد سے جو ڈر جاتے ہیں کہوں گا کہ وہ قمہ زنی کے جلوسوں کو نہ دیکھیں یا پھر اپنے خوف کا علاج کریں۔ اور یہ بات علمِ نفسیات میں ثابت شدہ ہے کہ

کسی چیز کو بار بار دیکھنے سے اس کا خوف ختم ہوجاتا ہے۔خوفناک فلمیں بنانے والوں کا بھی یہی فلسفہ ہے کہ وہ لوگوں میں سے اس طرح ڈر ختم کرنا چاہتے ہیں۔میں نے خود بعض ایسے افراد سے بات کی جو پہلی بار قمہ زنی کررہے تھے تو ان کا کہنا تھا کہ پہلی مرتبہ کے بعد ان کا خوف ختم ہوگیا اور اب وہ اپنی زندگی کے دیگر امور میں بھی پہلے سے زیادہ بردبار اور بہادر ہوگئے ہیں۔وہ کہہ رہے تھے کہ جس طرح نہر میں کود کر تیرنے سے ڈر لگتا ہے لیکن جب انسان ایک مرتبہ یہ کام کرلے تو ڈر ختم ہوجاتا ہے قمہ زنی کا بھی یہی معاملہ ہے۔

اور گندگی کے بارے میں کہوں گا کہ:

پہلی بات تو یہ کہ کوئی گندگی نہیں ہوتی۔خون جو کہ انسان کے جسم کی نہایت قیمتی چیز ہے اگر انسان اسے اہلبیتؑ کے ساتھ ہمدردی جیسے عظیم مقصد کے لیے بہائے تب بھی وہ قیمتی رہتا ہے اور خدا کے ہاں اس کا احترام رہتا ہے اور وہ سڑکوں پر زکات اور پاکیزگی بن کر گرتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ اگر اسے گندگی مان بھی لیں تب بھی جب قمہ زنی کے فوائد ہمارے لیے واضح ہوگئے تو انھیں حاصل کرنے کے لیے ہم اس گندگی کو برداشت کر لیں گے۔جیسے ہم حج کے دوران بال منڈوانے کی گندگی کو برداشت کرتے ہیں یا قربانی کے میدان کی گندگی کو برداشت کرتے ہیں یا مزدلفہ کے صحرا میں رات گزارنا برداشت کرتے ہیں یا طواف کے دوران اور صفا و مروہ کے درمیان پسینے کی بدبو کو برداشت کرتے ہیں۔اور اسی طرح ہسپتالوں میں مختلف آپریشنز سے پیدا ہونے والی گندگی برداشت کی جاتی ہے یا اس کے بعد مریض کئی دنوں تک نہ نہانے کی وجہ سے اپنے جسم کی گندگی اور پسینے کی بدبو کو برداشت کرتا ہے۔ایک اور مثال یہ ہے کہ ہم

بہت سے کاموں میں جیسے کے گٹر وغیرہ کی صفائی کے لیے یا باتھ روم کی صفائی کے دوران جو گندگی ہمیں لگتی ہے اسے برداشت کرتے ہیں۔ان سب کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک پاکیزہ مقصد کے لیے کچھ گندگی برداشت کرنی پڑے تو نہ عقل اس کو غلط سمجھتی ہے نہ شریعت اور نہ ہی معاشرہ۔کیونکہ یہ گندگی عارضی ہوتی ہے اور ایک مقصد تک پہنچنے کے لیے ضروری ہوتی ہے۔پس اہم بات یہ ہے کہ ہم قمہ زنی کے مقصد کو سمجھیں۔

ایک اور بات یہ کہ قمہ زنی سے جو خون پھیلتا ہے وہ سال میں ایک بار کچھ دیر کے لیے ہوتا ہے اور قمہ زنی کے فوراً بعد اس کی صفائی شروع ہوجاتی ہے اور کچھ ہی وقت کے بعد وہ جگہ مکمل صاف ہوجاتی ہے۔پس کوئی مستمر گندگی ہوتی ہی نہیں اور کوئی اعتراض نہیں بچتا۔

ہاں اعتراض ان افراد کی گندی ذات پر ہے جو دوسروں کی عقل کو ناکارہ سمجھتے ہیں اور ان کو بیوقوف سمجھتے ہیں اور ہر اس کام پر دوسروں کا مذاق اڑاتے ہیں جو ان کی خواہش کے مطابق نہ ہو۔جو دوسروں کی دلیلوں کا مطالعہ کیے بغیر ان پر اعتراضات کرتے ہیں۔

ان کا کام دوسروں پر تسلط حاصل کرنے کے مترادف ہے جو نہ اسلامی تعلیمات میں مقبول ہے اور نہ ہی انسانی اقدار کے مطابق ہے۔

ہر ایسے اجتماع کے بعد جس میں بہت سے لوگ موجود ہوں کچھ گندگی ہوجاتی ہے۔جیسے کہ شادیوں میں، تقاریب میں اور جلسوں میں۔اس کا حل یہ ہے کہ کچھ افراد اس کی صفائی کا ذمہ لے لیں اور یہ بات قمہ زنی کرنے والوں کے لیے بھی ضروری ہے۔

❁❁❁❁

یہ ہمارے تاریخی اور شرعی دلائل ہیں

● آپ کے جوابات اچھے اور قابلِ فہم ہیں اور آپ کی مثالیں بھی زمانے کے مطابق اور واضح اور لاجواب کر دینے والی ہیں۔ لیکن قمہ زنی کے مخالفین یہ کہتے ہیں کہ قمہ زنی ایک ایسی چیز ہے جو دین سے ملحق ہوئی ہے اور دین کی حدود کی پابندی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ قمہ زنی کو چھوڑ دیا جائے جب کہ نہ اس پر کوئی تاریخی شاہد ہے اور نہ کوئی روایت اس پر وارد ہوئی ہے۔ بلکہ یہ ایک ایسی بدعت ہے جسے ایران، انڈیا او آذربائیجان سے آنے والے زائروں نے ایجاد کیا اور اسے سو سال بھی نہیں گزرے۔ اور شیخ مرتضی مطہری اپنی کتاب **الجذب والدفع في شخصية الإمام علي** میں صفحہ ۱۶۵ پر لکھتے ہیں:

"قمہ زنی کرنا اور طبل بجانا ایسی رسمیں ہیں جو قفقاز کے علاقے کے آرتھوڈکس افراد سے ہم میں آئی اور ایسے پھیلی جیسے خشک پتوں میں آگ پھیلتی ہے۔"

میں شیخ مرتضی مطہری کے جواب میں وہی کہوں گا جو شیخ علی کورانی نے اپنی کتاب **الانتصار** کی جلد ۹ صفحہ ۹۵ ۳ میں لکھا:

"میں شیخ مطہری کی بات کو نہایت ادب کے ساتھ غلط قرار دیتا ہوں اور ایسی غلطیاں شیخ مطہری کی کتاب میں اور بھی ہیں۔۔۔ اور دلیل کے طور پر یہی کافی

ہے کہ انھوں نے عزاداری کی بعض رسومات کی نسبت قفقاز کے عیسائیوں کی طرف دی ہے لیکن ان کے علم میں یہ بات نہیں تھی کی تیسری اور چوتھی صدی میں بغداد میں عاشورے کے دن طبل اور اس قسم کی چیزیں بجائی جاتی تھیں اور لوگ سیاہ پوش ہو جاتے تھے۔ اور ان باتوں کو ابنِ کثیر جیسے ناصبی مورخ نے بھی لکھا ہے۔"

اور میں اس میں اضافہ کروں گا کہ سن ۱۹۷۵ سے جب میں حوزۂ علمیہ نجف کا طالبِ علم تھا، شیخ مطہری کی کتب کا مطالعہ کر رہا ہوں اور سن ۱۹۸۰ میں جب ان کا انتقال ہوا تو بحرین میں "قصاب" کی محفل میں میں نے ایک بہت زبردست خطبہ دیا اور اس کے بعد مظاہرے ہوئے اور انتظامیہ سے مظاہرین کا تصادم بھی ہوا۔ لیکن میرے خیال میں انسان جس سے محبت کرے اس کی رائے کے بارے میں تعصب نہیں برتنا چاہیے اور اسے معصوم نہیں سمجھنا چاہیے۔

چاہے وہ آقائے مطہری ہوں یا دیگر مراجع وعلماء، ان کی جتنی بھی علمی کاوشیں اور کمالات ہوں وہ معصوم نہیں ہیں اور ان میں خطا کا امکان ہے۔ اسی وجہ سے اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ آزاد ذہن کے ساتھ سوچیں اور دوسروں کی بات کو اچھی طرح سننے کے بعد اس پر اپنا تجزیہ دیں اور یہ دیکھیں کہ کیا کہا گیا ہے۔ یہ نہ دیکھیں کہ کس نے کہا ہے۔ پس آپ کسی شخصیت سے بعض باتوں میں اتفاق اور بعض میں اختلاف کر سکتے ہیں لیکن تقویٰ اور اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ اس طرح آپ کی شخصیت ترقی کرے گی جیسے شیخ مطہری کی شخصیت نے اور دوسری شخصیات نے کی اور اپنا ایک مقام حاصل کیا اور وہ مقام یہ ہے کہ انسان خدا کی عبادت اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اور آلِ محمد علیہم السلام کی اطاعت کرے اور اس میں کسی اور کی پیروی نہیں ہو سکتی۔

اگر لوگ تقویٰ کی راہ پر چلیں اور چاہے جتنا بھی دوسروں سے اختلاف ہو یا دوسرے ان کی بے حرمتی کریں وہ بصیرت سے کام لیں تو یہ مقام اس کا نتیجہ نکلتا ہے۔

اور یہ اس آیت پر عمل ہے جس میں ارشاد ہوا:

"میرے ان بندوں کو خوش خبری دے دیں جو سب باتیں سن کر بہترین کی پیروی کرتے ہیں کہ انہی کی خدا نے ہدایت کی ہے اور وہی صاحبانِ عقل ہیں۔"(۶۹)

جواب کا خلاصہ یہ کہ یہ درست نہیں کہ انسان جس شخصیت کو پسند کرنے لگے اسے معصوم سمجھ بیٹھے اور اس کی ہر بات کو بغیر غور و فکر کے قبول کر لے اور اس پر تجزیہ نہ دے یا تحقیق نہ کرے۔

پس کیوں عقل کو بند کیا جائے؟ کیوں نہ انسان خود غور کرے اور دوستیوں اور پارٹیوں کا اثر قبول کیے بغیر مضبوط دلیلوں پر عمل کرے اور کمزور دلیلوں کو چھوڑ دے؟ کیا شجاعت اور آزادی ختم ہو چکی ہے؟ کیا حق کا ساتھ کسی کا قول ہونے کے بجائے اس لیے نہیں دیا جا سکتا کہ وہ حق ہے؟

دیندار شیعہ کی تہذیب یہ ہے کہ وہ خدا کی خاطر محبت کرے اور خدا کی خاطر نفرت۔ اس تہذیب کے ساتھ وہ کسی بھی شخص کو چاہے اس کا کتنا ہی پسندیدہ ہو وہ اس مقدس اور معصوم نہیں سمجھ سکتا اور کسی کو بھی تنقید سے بالاتر قرار نہیں دے سکتا۔ ہر جگہ غلطی کی گنجائش ہے سوائے ان ہستیوں میں جنھیں خدا نے غلطیوں سے پاک رکھا ہے اور وہ انبیاؑ، ائمہؑ اور ان کی والدہ جنابِ فاطمہٴ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔

ہماری اصل ثقافت جس سے اکثر جوان ناواقف ہیں ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ کسی کی اندھی تقلید کریں اور بغیر دلیل کے کسی رائے کو اپنا لیں۔ کیوں کہ ایسا رویہ اپنانے سے مندرجہ ذیل مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں:

۱۔ خدا کے علاوہ کسی اور کے لیے تعصب۔

۲۔ شخصیات کو ان کی غلطیوں کے ساتھ اپنانا۔

۳۔ عقل کی چھٹی اور تفکر اور نئی ایجادات کا خاتمہ۔

۴۔ خلوصِ نیت کے بغیر دوسروں کے ساتھ بحث میں پڑنا۔

۵۔ تربیت نفس کی طرف توجہ دیے بغیر معلومات جمع کرنا۔

۶۔ اختلافات کا زیادہ ہونا جس کے نتیجے میں استعماری طاقتیں فائدہ اٹھاتی ہیں۔

۷۔ محقق افراد پر تفکر اور اجتہاد کے دروازے بند ہونا۔

۸۔ آخرت کے حساب و کتاب اور قیامت کی سختیوں کو بھلا دینا۔

پس ہم اور بزرگوں کے بنائے گئے بت کبھی ایک صفحے پر نہیں آ سکتے۔ ہاں، ہم دلیلوں کے بیان کے بعد ان کو قبول کرنے یا رد کرنے کے حق کو نہیں چھینتے اور احترام کو باقی رکھنے کے قائل ہیں۔ اور جو انسان اپنا احترام کرتا ہے اور عقل اور دین کا پیرو کار ہے اسے ایسا ہی ہونا چاہیے۔

پس شیخ مطہری کی بات دلیل نہیں بن سکتی کیوں کہ اس موضوع پر ان کی معلومات مکمل نہیں تھیں جیسا کہ ان موضوعات پر جن میں وہ ماہر تھے ہماری معلومات ناقص ہیں۔

● آپ میرے سوال کے پہلے حصے کا کیا جواب دیں گے کہ قمہ زنی دین میں ایک نامناسب اضافہ ہے؟

کیا آپ کی بات کا مطلب یہ ہے کہ تمام مراجع، علما اور کروڑوں مؤمنین جن میں سے بہت سے گزر گئے اور بہت سے زندہ ہیں دین کو نہیں جانتے اور دین کی نسبت کوئی احساسِ ذمہ داری اور غیرت نہیں رکھتے اور صرف قمہ زنی کا مخالف گروہ ہی دین

کے لیے فکر مند ہے؟

میرے بھائی! یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے جس میں مختلف نظریے ہوتے ہیں اور دونوں گروہوں کو شریعت اجتہاد کا حق دیتی ہے۔ اور حق اور درست رائے خدا کی بارگاہ میں فقط ایک ہی ہے لہٰذا دونوں گروہوں کو چاہیے کے حق بات تک پہنچنے کے لیے پوری کوشش کریں اور الزام تراشیوں پر دھیان نہ دیں۔ اور اس گفتگو میں ہم یہی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس بارے میں خدا سے مدد چاہتے ہیں۔

پس آپ لوگوں کو جان لینا چاہیے کہ:

۱۔ ان تمام مراجع نے جن کا نام میں بیان کر چکا بغیری عقلی اور شرعی دلیل کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا۔ اور بہت سی کتابوں میں اس کی دلیل بیان کی گئی ہے جن میں سے بعض کا تذکرہ ہوا۔

۲۔ امام حسینؑ کے مصائب پر گریہ وزاری اور بے چینی اور بے تابی یہ دکھاتی ہے کہ لوگ امامِ حسینؑ سے کتنی محبت کرتے ہیں اور ان کے مقاصد تک پہنچنے کے لیے اور ان کا دفاع کرنے کے لیے کتنے آمادہ ہیں۔ اور یہ باتیں اس وقت مضبوط ہوں گی جب ہم امامِ حسینؑ کے ان مصائب کو محسوس کریں گے جو انھوں نے ہماری آزادی اور کرامت کے لیے برداشت کیے۔

پس اگر کوئی عاشقِ حسین اپنے مولاؑ کے ساتھ اظہارِ ہمدردی کے لیے اور رسولؐ کو پرسہ دینے کے لیے اپنے آپ کو کچھ تکلیف پہنچائے تو وہ قابلِ ملامت نہیں ہے۔ کیوں کہ اس کام سے وہ شہدا کے ساتھ اپنی وفاداری اور محبت کا اعلان کر رہا ہے۔

یہ عشق کی زبان ہے، عقل کی نہیں۔ اور عشق کی زبان کو ایک عاشق ہی سمجھ سکتا ہے یا وہ سمجھ سکتا ہے جو عشق کا احترام کرے۔ اور علم کبھی عشق کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے

اور کبھی عشق کے بغیر رہتا ہے۔ اسی وجہ سے ہمارے بہت سے علما ہیں جو عشق کی بلند ترین حدوں تک بھی پہنچ گئے اور بعض ایسے بھی ہیں جو عشق کی زبان سے ناواقف ہیں۔ اس کی مثال ایک فٹبال کے کھلاڑی کی سی ہے۔ اس کا عشق اسے مجبور کر دیتا ہے کہ وہ میدان میں مختلف خطرناک حرکتیں انجام دے اگرچہ وہ جانتا ہے کہ اس سے اس کے جسم کو نقصان پہنچ سکتا ہے جیسا کہ پہلے کئی بار اس کے ساتھیوں نے نقصان اٹھایا ہے۔ لیکن اس کا عشق اور مقصد تک پہنچنے کی لگن اسے اس بات پر آمادہ کر دیتی ہے کہ وہ ان خطرناک کاموں کو انجام دے۔ اور وہ اپنے کھیل سے اتنا عشق کرتا ہے کے ہر روزانہ دن کا کچھ وقت کھیلوں کی خبریں سننے کے لیے صرف کرتا ہے اور اپنی نماز اور عبادت سے بھی زیادہ کھیل کو اہمیت دیتا ہے۔ یہ ہے عاشق اور ایک عام انسان میں فرق۔

اور عجیب معاملہ یہ ہے کہ قمہ زنی کے مخالفین کسی کھیل سے اس طرح لگاؤ رکھنے والے کی تعریف کرتے ہیں اور اسے ایک محنتی انسان قرار دیتے ہیں اور اس پر اعتراض نہیں کرتے کہ تم اس طرح اپنے جسم کو نقصان پہنچا رہے ہو اور اپنے نماز اور روزے کا خیال نہیں رکھ رہے۔ اس کو نہیں کہتے کہ ان چیزوں کو چھوڑ دو کیوں کہ یہ روایات میں موجود نہیں اور مغرب سے آئی ہیں۔

۳۔ زیادہ تر شعائر اور طریقے پرانے زمانوں میں نہیں تھے بلکہ آہستہ آہستہ وجود میں آئے اور معاشرے کے عقلمند افراد نے انھیں پسند کیا اور اپنایا اور فقہا نے ان کی تائید کی یہاں تک کہ وہ معاشرے میں رائج ہو گئے۔ پس ایسا نہیں ہے کہ جو عمل پرانے زمانے میں نہیں ہوا کرتا تھا وہ آج کے زمانے میں ایک اچھے عمل کے طور پر خدا کی خوشنودی کی خاطر انجام نہیں دیا جا سکتا۔ واقعۂ کربلا پر ٹیبلو یا فلمیں بنانا

ائمہ علیہم السلام کے زمانے میں نہیں ہوا کرتا تھا۔ پس کیا یہ کہا جائے کہ یہ کام حرام ہے کیوں کہ نہ اس پر کوئی روایت ہے اور نہ ہی تاریخ میں ایسا ہوتا تھا بلکہ یہ دوسری قوموں سے ہم میں آیا ہے؟

ان امور میں فقہا "اصالت الاباحت" لاگو کرتے ہیں۔ یعنی جو جدید چیز پیدا ہو، اگر اس پر بدعت یعنی اسلامی اصولوں کی مخالفت کا عنوان صادق نہیں تو وہ جائز ہے۔ اسی وجہ سے علما ہر قوم کو اجازت دیتے ہیں کہ عالی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ان کے ساتھ مناسبت رکھنے والے راستے اختیار کرلیں۔ (لیکن ناجائز راستہ اختیار نہ کریں کیوں کہ مقصد کے نیک ہونے کے ساتھ راستہ بھی درست ہونا چاہیے)۔

۴۔ امامِ رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

"امامِ حسین علیہ السلام کے مصائب نے ہماری پلکوں کو زخمی کر دیا اور ہمارے آنسو بہا دیے۔"(۷۰)

اور پلکیں آنکھوں کا نہایت اہم حصہ ہوتی ہیں۔ اور زیادہ زور سے گریہ کرنا انھیں نقصان پہنچاتا ہے۔ تو اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ جب پلکوں جیسے نازک حصے کو مولا کے غم میں نقصان پہنچانا درست ہے تو اگر کوئی سر پر قمہ مارے اور کچھ خون بہے تو یہ بھی اچھا کام ہوگا۔ اسی طرح امام زمانہ (عج) زیارتِ ناحیہ میں امامِ حسین علیہ السلام سے کہتے ہیں:

"میں آپ پر آنسو کے بدلے خون رووں گا۔"(۷۱)

یہ باتیں ہمارے سامنے واقعۂ کربلا کی عظمت کو کرتی ہیں اور یہ بتاتی ہیں کہ جسم کو تکلیف پہنچا کر بھی اسے یاد رکھنا اور مولاؑ کے ساتھ ہمدردی کرنا ضروری ہے کیوں کہ اس کا مقصد بہت عظیم ہے۔

۵۔ یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ ائمہ علیہم السلام کی زندگی کا زیادہ تر حصہ تقیے میں گزرا۔

اسی طرح ان کے ماننے والوں کو یہ آزادی نہیں تھی کہ وہ جو چاہیں انجام دیں۔ اس وجہ سے انھوں نے بہت سے کام انجام نہیں دیے اور ان نسلوں کے لیے چھوڑ دیے جنھیں یہ کام کرنے کی آزادی ملے۔

لیکن انھوں نے اپنے بیانات میں کلی احکام اور اصول بیان کر دیے اور اس کی فروعات نکالنے کا ذمہ ہر زمانے کے فقہا پر چھوڑ دیا۔ اور قمہ زنی اور اس قسم کے امور ان ہی فروعات میں شامل ہیں جن پر اکثر علما نے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

۶۔ کوئی شخص اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ ٹیلیوز اور فلموں کے ذریعے امامِ حسین علیہ السلام پر ڈھائے گئے مصائب کو مجسم کیا جائے تو لوگ اس کا زیادہ اثر قبول کریں گے۔ اور قمہ زنی بھی ان ہی امور میں سے ہے جن میں امامؑ کے مصائب کی منظر کشی ہوتی ہے اور لوگ ان مصیبتوں کو محسوس کر پاتے ہیں۔ میرے مطابق اگر قمہ زنی کے جلوسوں کو اس حوالے سے منظم کیا جائے تو وہ بہت مفید ثابت ہوں گے اور ان کی مخالفت کرنے والوں کو پشیمانی کا سامنا ہوگا۔

۷۔ یہ بات بھی حقیقت ہے کہ قمہ زنی کرنے والوں میں ایسے افراد بھی ہیں جو جنون کی حد تک امامِ حسین علیہ السلام سے محبت کرتے ہیں اور ان افراد کو کسی صورت روکنا ممکن نہیں۔ میری خود ایک قمہ زنی کرنے والے سے بات ہوئی تو اس نے بتایا کہ قمہ زنی کے دوران میں مکمل طور پر اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہوں اور میں صرف یہ چاہ رہا ہوتا ہوں کہ ان مصائب کو محسوس کروں جو مولا حسین علیہ السلام ان کی اولاد اور اصحاب پر ڈھائے گئے۔ پھر کیوں یہ کہا جاتا ہے کہ میں حرام کام انجام دے رہا ہوں اور مجھے روکا جاتا ہے؟

کیا غیروں کے طعنے کافی نہیں ہیں جو شیعہ بھی ہم پر اعتراض کرتے ہیں؟ خدا کی

قسم میں قمہ زنی کے وقت جب اپنے دل سے امامِ حسین علیہ السلام سے وفاداری کا وعدہ لے رہا ہوتا ہوں اور یہ کہہ رہا ہوتا ہوں کہ اے کاش میں آپؑ کے ساتھ ہوتا اور عظیم ترین کامیابی حاصل کرلیتا، خدا سے بے حد قریب ہوجاتا ہوں۔

حیرت ہے کہ دنیوی عاشق اگر اپنے عشق میں مشکلات کی وجہ سے یا وصال میں تاخیر کی وجہ یا معشوق کی موت پر یا ایسی مشکلات پر اپنے آپ کو اذیت پہنچائے تو اس کی ملامت نہیں کی جاتی، مگر اقدار کا عاشق اور ان افراد سے محبت کرنے والا جنھوں نے مظلومیت کے ساتھ کربلا کے میدان میں انسانیت کی خاطر قربانی دی اگر قمہ زنی کرے تو اس کی سرزنش کی جاتی ہے۔

اور یہ بھی عجیب ہے کہ دنیوی عشق اور محبت پر کئی فلمیں مسلمان ممالک میں بھی بنائی جاتی ہیں لیکن قمہ زنی کو جو حقیقی عشق کی ایک مثال ہے برا بھلا کہا جاتا ہے۔ کیا یہ انصاف ہے؟

مجھے بہت سے لوگوں نے بتایا اور شاید سب کے ساتھ ایسا ہوتا ہے کہ عام حالات میں جسم پر کوئی زخم آجائے تو اسے ٹھیک ہونے میں کئی ہفتے لگ جاتے ہیں مگر قمہ زنی کے زخم ایک ہی دن میں یا اگر گہرے ہوں تو دو دن میں ٹھیک ہوجاتے ہیں۔ قمہ زنی کا مذاق اڑانے والے اس معجزے کا کیا جواب دیں گے؟

.اگر ہمارے پاس اور کوئی دلیل نہ بھی ہوتی تو یہی معجزہ کافی تھا۔ حجامے میں بھی جو بلیڈ سے زخم آتے ہیں کچھ دن گزرنے کے بعد ٹھیک ہوتے ہیں مگر قمہ زنی میں تلوار سے آنے والے زخم ایک ہی دن میں ٹھیک ہوجاتے ہیں۔

اس حقیقت پر غور کیا جائے تو قمہ زنی پر کسی اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں بچتی۔ یہ عاشقوں کے زخم ہیں۔

۸۔ جب قمہ زنی کے جلوس میں "حیدر حیدر" کی صدائیں بلند ہوتی ہیں تو سینوں میں غم کی لہر دوڑنے لگتی ہے اور امامِ حسین علیہ السلام کے مقاصد کی جانب ایک جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اس کی ضرورت دیگر شعائرِ حسینیہ کو بھی ہے تا کہ ایک ایسی فضا پیدا ہو سکے جس میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث مجسم ہوتی نظر آئے کہ:

"حسین علیہ السلام کے قتل کی وجہ سے مؤمنین کے دل میں ایک ایسی آگ بھڑکی ہے جو کبھی سرد نہیں ہوگی۔"

لفظِ حیدر یہودیوں کے ذہن میں خیبر کی شکست کی یاد تازہ کردیتا ہے۔ اسی وجہ سے میرا یہ خیال ہے کہ اس لفظ کو ختم کروانے کے لیے یہودی بہت پیسے خرچ کر سکتے ہیں مگر بعض نادان اور غافل لوگ مفت میں یہ کام انجام دے رہے ہیں۔

شیخ علی کورانی کہتے ہیں:

"اگر آپ ۱۹۸۳ میں لبنان کہ شہر "نبطیہ" میں ہوتے جب اسرائیل نے وہاں قبضہ کیا ہوا تھا تو آپ دیکھتے کہ کیسے ماتمی جوانوں نے ملک کا دفاع کیا۔۔۔ وہ اپنا جلوس لے کر نکلے، ان کے پاس صرف ان کے کفن اور تلواریں تھیں۔ اور سامنے اسلحے سے لیس یہودی فوج۔ اور یہ یہودی علی علیہ السلام کے شیعوں سے ایسے بھاگے جیسے خیبر میں علی سے بھاگ رہے تھے۔ اور اپنی گاڑیوں پر بیٹھ کر ہوائی فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہوگئے اور اپنی بعض گاڑیاں وہیں چھوڑ گئے جنھیں حسینی جوانوں نے آگ لگا دی۔ اور وہ دن مسلمانو کی کامیابی اور یہودیوں کی شکست کے ساتھ ختم ہوا۔ اور اس کے بعد ایک مدت تک یہودی "حیدر" کی تلاش میں رہے۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ یہ اس جلوس کے بانی کا نام ہے۔ کچھ وقت بعد انھیں پتہ چلا کہ یہ مولا علی علیہ السلام کو پکارا جارہا تھا جنھیں یہودی "حیدرِ غفران"

(یعنی خیبر کے دن امیوں کا جوانمرد) کے نام سے جانتے ہیں۔"(۷۲)

۹۔ قمہ زنی وفاداری اور بیعت کے اظہار کا ایک طریقہ ہے۔ کیوں کہ پرہیزگار قمہ زنی کرنے والا یہ اعلان کر رہا ہوتا ہے کہ مولا آپ کی خاطر اور آپ کے مقاصد کے حصول کی خاطر میں ہر قسم کی اذیت اور تکلیف اٹھا سکتا ہوں۔ اگرچہ قمہ زنی کی تکلیف زیادہ نہیں لیکن یہ ایک قسم کی مشق ہے جو ہمیں امامِ حسینؑ کے فرزند امامِ مہدی (عج) سے وفاداری کا درس دیتی ہے۔

پس ہر زمانے میں قمہ زنی کرنے والوں کو ان حکمتوں کا علم ہونا چاہیے اور انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ امامِ حسینؑ کی صدائے استغاثہ پر لبیک کہہ رہے ہیں۔ لیکن یہ لبیک امامِ مہدی (عج) کی نصرت کے لیے ہے۔ کیوں کہ امامِ حسینؑ کا مقصد ہی امامِ مہدی کا مقصد ہے۔ اسی وجہ سے آیت اللہ حسن شیرازی کربلا میں قمہ زنی کے جلوس کی قیادت کرتے ہوئے صدا بلند کرتے تھے:

إِنَّا جُنُوْدُكَ يَا حُسَيْنُ وَ هٰذِهٖ ‏ أَسْيَافُنَا وَ دِمَاءُنَا الْحَمْرَاءُ

إِنْ فَاتَنَا يَوْمَ الطُّفُوْفِ فَهٰذِهٖ ‏ أَرْوَاحُنَا لَكَ الْحُسَيْنِ فِدَاءُ

ترجمہ: اے حسین! ہم آپ کے سپاہی ہیں اور ہماری تلواریں اور ہمارا خون آپ کے لیے حاضر ہے۔ اگر ہم یومِ عاشور حاضر نہ ہو سکے تو آج بھی ہماری جانیں آپ پر قربان ہیں۔

۱۰۔ آخری بات یہ کہ کتاب رد الهجوم میں علامۂ عاملی ایک بات بیان کرتے ہیں جو مختصر سی تبدیلی کے ساتھ یہ ہے کہ قمہ زنی کے جواز کا مطلب یہ نہیں کہ وہ دین کے ارکان اور بنیادی امور میں سے ہے جو تفصیلاً نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئے اور نہ ہی قمہ زنی بدعت میں شمار ہوتی ہے۔ کیوں کہ قمہ زنی سے دین میں کوئی ایسی چیز

داخل نہیں ہوتی جو پہلے دین کا حصہ نہیں تھی۔ قمہ زنی امامِ حسینؑ کے ساتھ ہمدردی اور ان کے مصائب پر بے تابی کرنے کا ایک طریقہ ہے اور اظہارِ غم اور بے تابی ائمہ کی سنت سے ثابت ہے بلکہ ائمہ نے اس کی بہت تاکید کی ہے۔ اور غم اور بے تابی کے مختلف مراحل ہیں اور ان کے اظہار کرنے کے لیے ہر انسان کے مختلف طریقے ہیں، کوئی غم کا اظہار سر جھکا کر افسوس کرتے ہوئے کرتا ہے، کوئی خاموشی اختیار کر کے، کوئی پسندیدہ چیزوں کو ترک کر کے، کوئی گریہ کر کے، کوئی سر اور سینے کو پیٹ کر، کوئی اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو زخمی کر کے، کوئی پتھروں سے اپنے آپ کو زخمی کر کے، جیسا کہ توابین نے امام زین العابدینؑ کے زمانے میں کیا، کوئی اپنے آپ کو زمین پر گرا کر اور اسی طرح اور بھی بہت سے طریقے ہیں۔ انھیں طریقوں میں سے ایک قمہ زنی ہے جسے امامِ حسینؑ کے عاشقوں نے اس عظیم مصیبت پر اظہارِ غم کے لیے منتخب کیا۔

یہ ہیں ہمارے دلائل اور جب ہم سمجھ لیں کہ محبت اور عشق امامِ حسینؑ کے اقدار میں شامل ہے اور ان کی شخصیت اور مظلومیت کا حصہ ہیں تو یہ دلائل بھی ہمیں سمجھ آنے لگیں گے۔ اور اگر یہ شدید محبت نہ ہوتی تو شیعوں میں یہ طاقت نہ ہوتی کہ تاریخ میں دہشتگردوں نے جو حملے شیعیت اور عزاداری پر کیے ہیں ان کا مقابلہ کر سکیں۔ اور جو امت اپنے عقائد کا دفاع نہ کرے وہ دشمنوں کا شکار ہو جاتی ہے۔

● آپ کی دلیلیں ماشاءاللہ بہت مضبوط ہیں۔ میں پہلے قمہ زنی کو مناسب فعل نہیں سمجھتا تھا مگر اب اس کو درست دیکھ رہا ہوں۔

میں پھر وہ بات دہراؤں گا جو میں نے ابتدا میں کی تھی۔ ہم چاہے جو بھی عقیدہ رکھتے ہوں، ہمیں ایک دوسرے کی رائے کا احترام کرنا چاہیے تاکہ ہم دوسری قوموں

کے لیے ایک نمونہ بن سکیں اور ان کو بتا سکیں کہ ہم زور زبردستی کی جگہ آزادی کے قائل ہیں اور کسی پر اپنی رائے مسلط نہیں کرتے۔ ہر کسی کو یہ آزادی ہے کہ وہ اپنے پسندیدہ طریقے سے امامِ حسین علیہ السلام کا غم منائے مگر اس بات کی آزادی نہیں کہ دوسروں کو برا بھلا کہے۔

میں بعض قمہ زنی کے حامیین اور مخالفین کو جانتا ہوں جو ایک دوسرے کا بے حد احترام کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض قمہ زنی کے مخالفین میرا بہت احترام کرتے ہیں اور قمہ زنی کو قمہ زنی کرنے والوں کا شرعی اور معاشرتی حق سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ بعض قمہ زنی کے حامی بھی اسی اخلاق کو اپنائے ہوئے ہیں۔ پس وہ افراد جو اس معاملے میں لڑتے جھگڑتے ہیں ان کے اس فعل کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے اپنے آپ کو اخلاق کے زیور سے آراستہ نہیں کیا۔
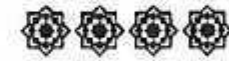
لیکن خاموشی ممکن نہیں

● قبلہ! آپ کی سی رائے رکھنے والے دیگر علما اتنا کھل کر اس مسئلے پر بات کیوں نہیں کرتے؟

آپ نے میری دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا ہے۔ ہمارے علاقے میں قمہ زنی کے خلاف جو باتیں ہوتی تھیں میں کافی وقت اس پر خاموش رہا۔ یہ لوگ ہر فرصت کو قمہ زنی کے خلاف گفتگو کرنے کے لیے استعمال کرتے تھے اور بات یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ قمہ زنی کرنے والوں کو دین سے خارج کہا جانے لگا اور انھیں اپنی محفلوں میں آنے نہیں دیتے، ان کو سلام نہیں کرتے اور ان کو پانی تک نہیں پلاتے اور مجھے شیخ کمال المعاش نے بتایا کہ وہ ایک بار بحرین آئے تو "القصاب" کی مجلس کے پاس دکان کی دیوار پر لکھا تھا:

"قمہ زنی کرنے والوں پر نگاہ ڈالنا حرام ہے۔"

اور بحرین کے ایک جریدے "الوسط" کے محرم ۱۴۲۴ کے ایک شمارے میں یہ کہا گیا کہ قمہ زنی بدعت ہے اور قمہ زنی کرنے والے سب انگریزوں کے ایجنٹ ہیں۔ میں نے دیکھا کہ صورتحال بگڑتی جا رہی ہے اور اس مسئلے کو حل کرنا چاہیے لہٰذا میں نے ہمارے جریدے "الحسین" میں لکھا کہ اس موضوع پر فریقین کو گفتگو اور بحث کرنی چاہیے۔ اس کے جواب میں حوزۂ علمیہ سے تعلق رکھنے والے ایک متعصب شخص نے اپنا نام ظاہر کیے بغیر مجھ پر منافق ہونے کا الزام لگایا اور یہ آیت لکھی:

"وہ لوگ خدا اور مؤمنین کو دھوکا دینا چاہتے ہیں مگر انجانے میں اپنے آپ کو دھوکا دے بیٹھتے ہیں۔"(۷۳)

اور پھر وہ لکھتا ہے کہ دھوکے باز منافقین اور ولی امرِ مسلمین کے پیروکاروں کے درمیان گفتگو اور بحث نہیں ہوسکتی۔

میں خاموش رہا مگر اگلے سال پھر ان کی جانب سے مجھ پر حملے ہوئے، میں پھر خاموش رہا اور تیسرے برس مجھ پر اور تہمتیں لگائی گئیں، خاص طور پر ہمارے علاقے میں۔ اور ایسی باتیں کی گئیں جنھیں برداشت کرنا ممکن نہیں تھا۔ لبنان سے ایک عالم کو لایا گیا جو تقویٰ اور پرہیزگاری کے دامن کو چھوڑ کر نوجوانوں کے دلوں میں دشمنیاں پیدا کرنے لگ گیا اور ان کو گمراہ کرنے لگ گیا یہاں تک کہ یہ نوجوان قمہ زنی کو جائز سمجھنے والے کو دین سے خارج قرار دینے لگے۔

ان متعصب افراد کی عقلوں کو نہ جانے کیا ہو گیا ہے جو خدا اور رسولؐ اور اہلبیتؑ کے بتائے ہوئے راستے کو چھوڑ کر یہ چاہتے ہیں کہ دوسروں پر اپنی رائے مسلط کریں اور بحث اور گفتگو کی اجازت ہی نہیں دیتے اور اپنے مخالفین پر طرح طرح کے الزامات لگاتے ہیں یا پھر انھیں دھمکاتے ہیں۔ اس ماحول میں انسان کو دین سے کھیلے جانے والے اس کھیل کو ختم کرنے کا ذمہ اپنے اوپر لینا پڑتا ہے۔

اور ان کٹھ پتلیوں کی پیچھے سے ڈوریاں ہلانے والوں کو میں چھ سال سے کہتا آرہا تھا کہ یہ کھیل ختم کریں ورنہ مجھے وہ خاموشی توڑنی پڑے گی جو بیس سال سے حکم فرما ہے۔

اور اب پچیس سال بعد میں انھیں ایسا سبق سکھا رہا ہوں جسے وہ یاد رکھیں گے۔

اور میں ہر اس شخص کی مذمت کرتا ہوں جس نے ان افراد کو اس راہ پر چلنے سے نہیں روکا

اور انھیں اخلاقیات اور اقدار اور دین کو نقصان پہنچانے دیا۔

اور میں کیوں نہ اقدار، آزادی اور دیگر مراجعین کے مقلدین کے دفاع میں آواز اٹھاتا جب کہ یہ متعصب افراد اس حد تک جا چکے تھے کے اپنے علاوہ ہر کسی کو برا بھلا کہتے تھے یہاں تک کہ وہ ان کی ہاں میں ہاں ملا دے۔ اور یہ اعتراض میرا ہمیشہ سے ان پر رہا ہے کہ جس کی وجہ سے یہ میرے خلاف جھوٹی باتوں کا سہارا لیتے ہیں اور میں ان کے خلاف منطق اور دلیل کا سہارا لیتا ہوں جس سے یہ ہمیشہ فرار ہوتے ہیں۔ وہ میرے خلاف نامناسب باتوں کا سہارا لیتے ہیں اور میں ان کے خلاف مناظرے اور بحث کا سہارا لیتا ہوں جس سے وہ لوگ ڈرتے ہیں۔

اب میں خاموش نہیں رہ سکتا تھا۔ کیوں کہ بعض قمہ زنی کے مخالف اب لفظ "حیدر" کو بھی ناپسند کرنے لگے تھے کیونکہ یہ قمہ زنی کرنے والوں کا نعرہ ہوتا ہے۔ جب کہ یہ امامِ علیؑ کا وہ نام ہے جس سے ظالم خوف کھاتے ہیں اور صہیونیت پر لرزہ طاری ہوتا ہے کیوں کہ حیدر کا لفظ خیبر کی شکست اور مرحب کی موت اور یہودیوں کی ذلت کو یاد دلاتا ہے۔ لیکن بعض افراد میں جہالت اس قدر بڑھ چکی تھی کہ وہ ہر اس شخص کی مذمت کرتے تھے جو اپنے بیٹے کا نام حیدر رکھتا تھا۔ میں ایک خاتون کو جانتا ہوں جسے شوق تھا کہ اپنے بیٹے کا نام حیدر رکھے اور جب بہت بعد میں اس کے ہاں اولاد ہوئی اور اس نے حیدر نام رکھنا چاہا تو خاندان والوں نے اس کی مخالفت کی اور اسے یہ نام نہیں رکھنے دیا۔ بعض ایسے لوگ بھی تھے جو کہتے تھے کہ قمہ زنی کے جلوس کو پانی کی سبیل نہ پلائی جائے اور وہ لوگ یہ بھول رہے تھے کہ امامِ حسینؑ نے اپنے دشمن کو بھی پانی پلایا تھا۔ اسی طرح ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک خاندان نے اپنے بیٹے سے اس وجہ سے قطعِ تعلق کر لیا تھا کہ وہ قمہ زنی انجام دیتا تھا۔ اسی طرح میرے ایک پرانے

جاننے والے نے جس پر مجھے بھروسہ ہے مجھے بتایا کہ وہ قمہ زنی کے جلوس سے نکلا اور بعض لوگوں کو اس نے "اَعْظَمَ اللّٰهُ اُجُورَکُمْ" کہا اور بعض کو سلام کیا مگر کسی نے اس کا جواب نہیں دیا۔

کیا بد اخلاقی اور بے ادبی ہے! کتنی ناقص پرورش ہے۔ یہ لوگ قمہ زنی پر غضبناک ہوتے ہیں مگر سڑکوں پر چلنے والی بے پردہ خواتین جنھوں نے میک اپ بھی کیا ہوتا ہے اور بہترین خوشبو بھی لگائی ہوتی ہے اور نا مناسب لباس میں ہوتی ہیں انھیں غضبناک نہیں کرتی۔

میرا بھانجا جو ایک دین دار جوان ہے مجھے بتا رہا تھا کہ اس نے قمہ زنی کے جلوس کی ابتدا میں ایک لڑکی کو دیکھا کہ جب قمہ زنی کرنے والے حیدر حیدر کی آواز بلند کرتے تھے تو وہ "لعنت لعنت" کہتی تھی۔

میں نے اپنے بھانجے سے کہا اب حیران نہ ہو کہ کیسے معاویہ نے اہلِ شام کی ایسی تربیت کی کہ وہ اپنی نماز کی تعقیبات میں امامِ علی علیہ السلام پر لعنت کرتے تھے اور اگر کبھی یہ کام بھول جاتے تھے تو بعد میں اس کام کے بھول جانے پر توبہ کرتے تھے۔

یہ تربیت اپنی تقریروں میں انسانی اور اخلاقی باتوں کو نظر انداز کرنے کا اور سیاسی باتوں پر حد سے زیادہ توجہ دینے کا نتیجہ ہے۔

افسوس ہے! کہ بعض ایسے مسائل جو درحقیقت مسائل ہی نہیں لیکن لوگوں کی جہالت نے انھیں مسئلہ بنا دیا ہے، ان کو حل کرنے کے لیے یہ متعصب گروہ کیسا آمرانہ طریقہ اپنائے ہوئے ہے۔

ان میں سے نرمی اور اخلاقیات ختم ہو چکی ہیں جس کی وجہ سے دلیل کے ذریعے انھیں قائل نہیں کیا جا سکتا۔

اور کوئی غیرتمند انسان اس بے ہودہ طریقے کو برداشت نہیں کر سکتا اور مہتدی ایک غیرتمند انسان ہے، چاہے دوسرے اسے برا بھلا کہتے رہیں۔

اور میں امید کرتا ہوں کہ مرنے سے پہلے ان برا بھلا کہنے والوں کو پشیمان ہوتا دیکھوں گا۔ کیوں کہ یہ جتنا بھی تعصب سے کام لیں، ایک نہ ایک دن خدا کے حکم سے ان کی پاک فطرت ان کے تعصب پر غالب آ ہی جائے گی۔ کیوں کہ جیسا کہ روایات میں آیا ہے کہ یہ افراد ائمہ علیہم السلام کی بچی ہوئی مٹی سے خلق ہوئے ہیں۔ سوائے اس کے کہ ان کا اندھا تعصب انھیں حق سے بہت دور لے جائے اور یہ اپنے مؤمن بھائیوں پر ظلم کرنے میں اتنا آگے بڑھ جائیں کہ ان کے دل سیاہ ہو جائیں۔

کیا اس بحث کے پیچھے کوئی پوشیدہ ہاتھ ہے؟

● قبلہ ہر سال محرم میں یہ تھکا دینے والی بحث کیوں شروع ہوجاتی ہے؟ کیا اس کے پیچھے خارجی قوتوں کا ہاتھ ہے؟

جی ہاں! ممکن ہے اس کے پیچھے ہمارے دشمنوں کا ہاتھ ہو جو چاہتے ہیں کہ ہم ہر سال محرم کے ایام اس بحث میں اپنا وقت صرف کریں اور ان ایام کی برکتیں نہ سمیٹ سکیں اور یہ بھی کہ ہمارے درمیان اختلافات اور نفرتیں بڑھیں۔ اور اس احتمال کو اس وقت قوت ملتی ہے جب کہ ہم قمہ زنی پر اعتراض کرنے والوں سے ایسی بے معنی باتیں سنتے ہیں جو یا تو کوئی جاہل انسان کرسکتا ہے یا کوئی ایسا انسان جس کے کوئی خاص ناپاک عزائم ہوں۔ میں قمہ زنی کے مخالفین میں سے بعض کو جانتا ہوں جو عقل، تقویٰ اور ادب کے حامل ہیں اور ان سے ایسی باتیں صادر نہیں ہوسکتیں۔ اسی وجہ سے مجھے لگتا ہے کہ ان کے پیچھے کسی اور کا ہاتھ ہے۔

ابتدا ہمیشہ قمہ زنی کے مخالف بیانات سے ہی ہوتی ہے اور ہمیشہ صرف ان ہی ایام میں ہوتی ہے۔ اور یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب اور بھی بہت سے گناہ رائج ہیں لیکن ان کی غیرت صرف قمہ زنی اور عزاداری کے معاملات پر جاگتی ہے۔

جی ہاں! میں سمجھتا ہوں کہ ہماری صفوں میں اختلاف پیدا کرنے کے لیے اس کے پیچھے دشمنوں کا ہاتھ ہے مگر ہمیں چاہیے کہ ایک دوسرے کی رائے کا احترام کریں اور دشمن کو اس کے ناپاک ارادوں میں ناکام بنادیں۔

کچھ وقت قبل امریکا میں ایک کتاب شائع ہوئی جس کا نام:

"The Plan To Devels Disknoilte Of The Oldy" ہے۔

اس کتاب میں CIA کے سابق سربراہ کے سکریٹری، "ڈاکٹر مونیکل برائٹ" کا وہ مکالمہ ہے جو شیعوں کے خلاف بنائے گئے ڈپارٹمنٹ کے رکن "وڈ ورڈز" کے ساتھ انجام پایا۔ اس میں بہت سے راز فاش کیے گئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ امریکا نے شیعوں میں مراجع کا مقام کم کرنے کے لیے بہت پیسہ استعمال کیا۔ ان رازوں میں یہ بھی ہے کہ عزاداری اور شعائرِ حسینیہ کو کمزور کرنے اور ان کا مذاق اڑانے میں بھی امریکا کا ہاتھ ہے۔ اور اس کام کے لیے انھوں نے اہلِ سنت کو استعمال کیا تاکہ وہ شیعوں کو کافر قرار دیں اور شیعوں میں بعض افراد کو استعمال کیا تاکہ وہ اندرونی طور پر عزاداری اور مرجعیت پر وار کرکے اندر سے شیعیت کو کمزور کریں۔

اور یہی حاصل ہوا۔ مشرقی اور مغربی شرانگیز چینلز پر اور باطل خبر رساں اداروں سے گھما گھمی کی فضا دکھائی گئی اور عراق میں لوگوں کو ذبح کیا گیا اور عالمی ادارے اس پر خاموش رہے۔

میں فریقین کے عقلمند افراد کو کہتا ہوں کہ قمہ زنی کی بحث کو چھوڑیں اور اس سے زیادہ اہم موضوعات پر بات کریں۔ قمہ زنی کی انتہا یہ ہے کہ وہ مستحب ہو اور دوسری جانب سے ان کے لیے حرام ہے جن کے مراجع حرمت کا فتویٰ دیتے ہیں، باقی افراد کے لیے حرام نہیں ہے۔ پس تعصب سے کام لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر مکلف کو اپنے مجتہد کے فتوے کے مطابق آزادی سے عمل کرنے دیا جائے۔ ایسے یہ اختلاف ختم ہوجائے گا اور ہمارا دشمن اسے اپنے مقاصد کے لیے استعمال نہیں کرسکے گا۔

❁❁❁❁

اگر ایک کام میں مستحب یا حرام ہونے کا امکان ہو

● قبلہ! اگر ایک کام میں یہ امکان ہو کہ وہ مستحب ہے اور یہ امکان بھی ہو کہ وہ حرام ہے تو کیا احتیاط اس میں نہیں کہ اسے ترک کر دیا جائے؟

یہ بات بظاہر بہت مضبوط نظر آتی ہے۔ مگر حقیقت اس کے برخلاف ہے۔ کیونکہ علمِ اصول میں کوئی ایسا قاعدہ نہیں ہے۔

لیکن غور سے اپنا جواب سنیں۔

پہلی بات تو یہ کہ علمِ اصول کے علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کسی کام میں یہ امکان ہو کہ وہ واجب یا حرام ہو اور یہ امکان بھی ہو کہ وہ مستحب یا مکروہ ہو تو اس کام سے بچنا لازم نہیں۔ اور یہ بات ایک قاعدے سے نکلتی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی مورد میں یہ شک ہو کہ کیا خدا نے ہماری کوئی ذمہ داری لگائی ہے یا نہیں تو ہم یہ سمجھیں گے کہ ہم بری الذمہ ہیں اور ہم پر کچھ بھی لازم نہیں ہے۔ پس اگر کسی چیز کے بارے میں شک ہو جائے کہ حلال ہے یا حرام اور اس پر کوئی دلیل نہ ملے تو اسے حلال تصور کیا جائے گا۔ مثال کے طور پر اگر سگریٹ نوشی کے بارے میں شک ہو کہ یا جائز ہے یا حرام کیوں کہ یہ جسم کے لیے نقصاندہ ہے، تو اگر قرآن اور احادیث میں ہمیں اس کا کوئی حکم نہ ملے تو ہم اسے جائز سمجھیں گے۔ اسی طرح اگر ایک شخص تجارت کے لیے جو کہ مستحب ہے جہاز پر سفر کر کے جائے اور اسے شک ہو کہ کیا یہ اب بھی مستحب ہے یا اس وجہ سے حرام ہو گیا ہے کہ جہاز کے گرنے کا اور میرے مرنے کا امکان ہے

تو وہ اس سفر کو مستحب ہی سمجھے گا۔

اسی طرح جب پیٹ بھر جائے اس کے بعد مزید کھانا کھانا کیا مکروہ ہے یا حرام؟ علما فرماتے ہیں اس کے حرام ہونے پر کوئی دلیل نہیں لہٰذا اسے مکروہ سمجھا جائے۔

قمہ زنی بھی اسی طرح سے ہے اس کے حرام ہونے کا امکان ہے ان وجوہات کی بنا پر جو مخالفین بیان کرتے ہیں اور اس کے مستحب ہونے کا بھی امکان ہے کیوں کہ یہ شعائرِ حسینیہ میں سے ہے۔ اور کیوں کہ بعنوانِ اولیٰ اس کے حرام ہونے پر دلیل نہیں ہے اور بعنوانِ ثانوی بھی اکثر علما کے نزدیک اس کے حرام ہونے پر دلیل نہیں ہے لہٰذا اسے جائز اور مستحب سمجھا جائے گا۔

پس یہاں احتیاط کرنا لازم نہیں بلکہ اصالت البرائت چلے گی اور جائز ہونا ثابت ہوگا اور احتیاط ان افراد کو کرنی چاہیے جو قمہ زنی کرنے والوں کی توہین کرتے ہیں اور ان کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہیں جو اہلبیت علیہم السلام سے محبت کرنے والے باتقویٰ افراد تو کیا عام مسلمان کے بارے میں بھی نہیں کرنی چاہییں۔ ہم دوسروں کو اخلاقِ حسنہ کا پیغام دیتے ہیں تو کیوں آپس میں ایک فرعی مسئلے میں اختلاف کی وجہ سے ایسا برتاو کرتے ہیں جیسے ہم تکفیری ہو گئے ہیں۔

اور دوسری بات یہ کہ ہر مؤمن یا تو مجتہد ہوگا تو وہ اپنے فتوے پر عمل کرے گا یا مقلد ہوگا تو اپنے مجتہد کے فتوے پر عمل کرے گا۔ اس میں احتیاط کی ضرورت ہی نہیں۔ بلکہ احتیاط اس کے برعکس ہے۔ جب زیادہ تر فقہا نے جواز کا فتویٰ دیا ہے تو شک پیدا ہی نہیں ہوگا اور اگر شک پیدا ہو بھی جائے تو کثیر علما کے فتوے سے کالعدم ہو جائے گا۔ کیوں کہ کثیر تعداد میں علما کے فتوے کے خلاف شک پیدا کرنے کے لیے بہت مضبوط دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس حالیہ اور سابقہ علما کے فتووں کی وجہ سے

یہاں احتیاط سے جواز ثابت ہوگا۔ گویا یہ ایسے ہے جیسے ڈیموکریسی میں اکثریت کی بات درست مانی جاتی ہے۔

❁❁❁❁

کیا فتنہ وفساد سے بچنے کے لیے قمہ زنی کو ترک کرنا بہتر نہیں؟

● اگر کوئی کہے کہ قمہ زنی کی وجہ سے ایک ہی مذہب کے افراد دو گروہوں میں تقسیم ہوجاتے ہیں اور فتنہ کھڑا ہوجاتا ہے۔ لٰہذا اسے چھوڑ دینا چاہیے تو آپ کیا کہیں گے؟

بہت عجیب بات ہے۔

میرے بھائی! درست معیارات کہاں چلے گئے ہیں؟ ہر چیز میں حق کو معیار ہونا چاہیے کیوں کہ قرآن کے حکم کے مطابق حق کی پیروی کرنا ہی سزاوار ہے۔ جو شخص تہمتیں لگا رہا ہے اور اپنی حد سے بڑھ رہا ہے اور مذاق اڑا رہا ہے اسے اپنی حد میں رہنا چاہیے۔ اس شخص کا کوئی قصور نہیں جو اپنے مجتہد کے فتوے پر عمل کرتے ہوئے قمہ زنی کر رہا ہے اور اعتراض کرنے والوں سے کہہ رہا ہے کہ تم اپنے مجتہد کے فتوے پر چلتے ہوئے قمہ زنی سے اجتناب کرو اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ نہ میں تمھیں قمہ زنی پر مجبور کروں گا اور نہ ہی تم زبردستی مجھے قمہ زنی سے روکو۔۔۔ یہ بالکل واضح اور معقول بات ہے۔ اور کسی ایک شخص کو خوش کرنے کے لیے ہم دوسرے سے اس کا حق نہیں چھین سکتے۔ پس آمرانہ سوچ رکھنے والے کی خاطر ایک سادہ انسان کو اس کے طریقے پر چلنے سے نہیں روکنا چاہیے۔ وہ شخص اپنے آپ پر اپنی آمریت دکھائے۔ اسے یہ حق حاصل نہیں کہ دوسروں پر اپنی رائے مسلط کرے۔ اس کی یہ سوچ بالکل دہشتگرد طالبان کی سی ہے۔

قمہ زنی کرنے والا شخص فتنہ پیدا نہیں کر رہا بلکہ وہ شخص پیدا کر رہا ہے جو اپنی رائے اس پر مسلط کرنا چاہتا ہے۔ نصیحت اس کو کرنی چاہیے جو دوسروں کو ان کے شرعی، معاشرتی، آئینی اور اخلاقی حق سے روک رہا ہے۔

یہ شخص زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتا ہے کہ اپنی رائے کا قمہ زنی کرنے والے کے سامنے اظہار کرے اور نبیؐ کے اس طریقے پر چلے جو قرآن میں بیان ہوا:

"آپ ان کو یاددہانی کرا دیجیے، کیوں کہ آپ کا کام یاددہانی کرانا ہے ان پر اپنی رائے مسلط کرنا نہیں"(۷۴)

اور اگر ہم نے اس معاملے میں یہ مان لیا کہ قمہ زنی کرنے والوں کو اپنے موقف سے پیچھے ہٹ جانا چاہیے تو درحقیقت ہم نے مذہبی آمریت کو تسلیم کر لیا اور اس کے بعد ہر اس معاملے میں جس میں اختلاف پیدا ہو جائے ہمیں فتنے اور فساد سے بچنے کے لیے اپنے موقف سے دستبردار ہونا پڑے گا۔

مثلاً کل کو لوگ کہیں گے کہ اذان اور اقامت میں سے امامِ علی علیہ السلام کی امامت کی گواہی ختم کر دی جائے کیوں کہ اس سے مسلمانوں کا اتحاد کمزور پڑتا ہے اور فتنہ اور فساد ہوتا ہے اور ہمارے مشترکہ دشمن کو فائدہ پہنچتا ہے۔

اس کے بعد یہ لوگ زنجیر زنی بھی بند کروا دیں گے کہ بعض لوگ اسے پسند نہیں کرتے اور اس کی وجہ سے اختلاف اور فتنہ ہو رہا ہے۔ لہٰذا اسے بند کر دیا جائے اور دلیل کے طور پر اس آیت کی تلاوت کریں گے کہ:

"فتنہ قتل سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔"(۷۵)

اور آہستہ آہستہ بات یہاں تک پہنچ جائے گی کہ ہماری تمام خصوصیات جو دیگر مسلمانوں سے ہماری وجہِ امتیاز ہیں ہم سے چھین لی جائیں گی۔ یہاں تک کہ ہم

سجدے کے لیے سجدہ گاہ کا استعمال بھی چھوڑ دیں گے۔ اور یہ تمام واقعات اس وقت پیش آئیں گے جب دیگر قومیں اپنی امتیازی خصوصیات پر فخر کرتی ہیں۔ اور ان میں کسی قسم کی کمی نہیں کرتیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو کیا ایسے مؤمن نما افراد فائدہ مند ہوں گے؟

میرے بھائیو! اس آیت میں غور کرو:

"سب لوگ ایک ہی امت سے تھے۔ اور خدا نے مختلف انبیا کو اچھی اور بری خبریں دینے والا بنا کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب بھی نازل کی تا کہ اس کے ذریعے لوگوں کے اختلافات کا فیصلہ کریں۔ اور جن لوگوں پر کتاب اور خدا کی نشانیاں نازل ہوئیں انھوں نے بغاوت کرتے ہوئے اس میں اختلافات پیدا کیے لیکن خدا نے ان اختلافات میں ایمان والوں کو حق کی ہدایت دے دی۔ اور خدا جسے چاہے راہِ راست کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔"(۷۶)

روایات کے مطابق راہِ راست سے مراد امیر المؤمنین علی علیہ السلام اور باقی گیارہ امام علیہم السلام ہیں جنھوں نے امامِ حسین علیہ السلام کی مظلومیت کو دنیا کے سامنے اجاگر کیا اور شعائرِ حسینیہ کو شعائرِ الٰہی کے ہم پلہ قرار دیا اور شعائرِ الٰہی کے بارے میں قرآن میں ارشاد ہوا:

"جو شعائرِ خدا کی تعظیم کرے گا تو یہ تقوائے الٰہی شمار ہوگا۔"(۷۷)

یہ جدید سوچ رکھنے والے نعوذ باللہ خدا پر اعتراض کریں گے کہ اے خدا! جب لوگ ایک امت میں متحد تھے تو تو نے مختلف انبیا بھیج کر انھیں مختلف امتوں میں بانٹ کر اختلاف اور فتنہ کیوں پیدا کیا؟

پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری بات مضحکہ خیز نہ ہو تو ہمیں چاہیے کہ ہر شخص اپنی رائے دلیل کے ساتھ پیش کرے اور ایک مثبت انداز میں بحث اور نصیحت کرے اور

اس کے بعد بھی اگر دونوں گروہ ایک دوسرے کو قائل نہ کر سکیں تو آزادی ان کا دینی اور انسانی اور معاشرتی حق ہے۔

● مولانا! اب تک آپ نے وہ تمام باتیں ہمارے لیے واضح کر دیں جن کی ہمیں ضرورت تھی۔ اب میرا سوال یہ ہے کہ اگر میری طرح کوئی شخص یہ چاہتا ہو کہ وہ قمہ زنی انجام دے مگر اسے معلوم ہو کہ اگر اس نے ایسا کیا تو اس کے گھر والے اس سے قطع تعلق کر لیں گے تو کیا اس صورت میں اسے صلہ رحمی کا خیال رکھنا چاہیے جو کہ واجب ہے یا اپنی چاہت کے مطابق قمہ زنی انجام دینی چاہیے جسے وہ مستحب سمجھتا ہے؟

اس شخص کے لیے مناسب یہ ہے کہ قمہ زنی کو ترک کرنے کے بجائے اسے چھپ کر انجام دے اور اسے کچھ مدت تک مخفی رکھے اور اس مدت میں یہ کام انجام دے:

۱۔ اپنے گھر والوں میں آزادی اظہارِ رائے اور دوسروں کی رائے کے احترام کی سی باتوں کو مضبوط کرے۔

۲۔ ان کو قمہ زنی پر موجود عقلی اور شرعی دلائل سے آگاہ کرے جیسا کہ ہم اس کتاب میں کر رہے ہیں۔

۳۔ انھیں اس بات پر راضی کرے کہ وہ قمہ زنی کرنے والوں کی توہین نہ کریں۔

۴۔ بلا واسطہ اپنے مجتہد سے رابطہ کر کے اس معاملے میں ان کا فتویٰ معلوم کرے۔

● آپ کے دلائل بہت مضبوط ہیں۔ آپ کے مخالفین بیچارے صحیح کرتے ہیں جو آپ سے مناظرہ نہیں کرتے۔ بلکہ ان کو چاہیے کہ دوسروں کو بھی آپ کی باتیں سننے سے روکیں۔

ہائے میرے بھائی۔۔۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو اور میرے زخموں پر نمک نہ چھڑکو۔

میری آرزو ہے کہ عقلمند افراد ان باتوں کو منصفانہ نظر سے پڑھیں۔

اور میری تمنا ہے کہ ایسے افراد ہوں جو دوسروں کی آزادانہ رائے کا احترام کریں، چاہے اسے قبول نہ بھی کریں۔

اور میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم حکمت کی باتوں کو اپنا لیں چاہے بات کرنے والا کسی اور مذہب کا ماننے والا ہو۔

خدا کی قسم قمہ زنی کرنے والے بھی مسلمان ہیں اور اپنے ان بھائیوں کے ساتھ ہمیں مناسب رویہ رکھنا چاہیے۔

ان کو دھتکارنا اور ان سے دشمنی کرنا اور انھیں برا بھلا کہنا ختم ہو جانا چاہیے۔

میں ایمانی بھائی چارے کو سامنے رکھتے ہوئے اور اس وجہ سے کہ دیکھ رہا ہوں کہ تمام تر حملے قمہ زنی کے مخالفین کی جانب سے ہو رہے ہیں، یہ سمجھتا ہوں کہ ان کو نصیحت کرنی چاہیے اور سمجھانا چاہیے کہ وہ قمہ زنی کرنے والوں کے خلاف فکری اور نفسیاتی اور معاشرتی حملے نہ کریں۔

خدا کی قسم! یہ طریقہ ہمارے لیے مناسب نہیں ہے کیوں کہ ہم اس دین کے ماننے والے ہیں جو تمام انسانوں کی بھلائی چاہتا ہے اور ان کے اختلاف رائے کا احترام کرتا ہے۔ ہم کیا جواب دیں گے اگر دوسروں نے ہم پر اعتراض اٹھایا کہ آپ تو اپنے بھائیوں کے ساتھ ایک معمولی سے اختلاف پر اتنا نامناسب رویہ اپنا لیتے ہیں تو جو افراد آپ سے بڑے بڑے مسائل میں اختلاف رکھتے ہیں ان کے ساتھ کیسا سلوک کریں گے؟

اس سے بڑھ کر یہ کہ روزِ قیامت خدا کو کیا جواب دیں گے کہ ہم اپنے دینی بھائیوں کو اس جرم میں برا بھلا کہتے تھے کہ وہ ایسے افراد کی تقلید کرتے تھے جو قمہ زنی

کو جائز سمجھتے ہیں۔

اور عجیب بات ہے کہ جو شخص بھی ان سے اختلاف کرے یا قمہ زنی جیسے موارد میں ان کے مجتہد کی بات نہ مانے تو وہ اسے ایسے اسلام کا دشمن سمجھتے ہیں جیسے استعماری طاقتیں ہیں جو ان کے مجتہد کی شان میں کمی کرنا چاہتی ہیں۔ اور پھر اپنے مجتہد کے دفاع کے لیے نہایت غیر متمدن طریقوں کا انتخاب کرتے ہیں یہاں تک کہ مغربی ایجنٹ ہونے کا الزام بھی لگا دیتے ہیں۔ اور ان کے اس طریقے سے نہ خدا راضی ہے نہ رسولؐ، نہ اہلبیت علیہم السلام اور نہ ہی ان کا مجتہد جس کا وہ دفاع کر رہے ہوتے ہیں بلکہ وہ ان افراد سے اور ان کے طریقے سے بیزار ہے۔
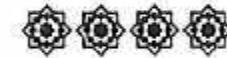
حاکم کا حکم ماننا لازم ہے

● وہ کہتے ہیں کہ خامنہ ای صاحب نے جو قمہ زنی کو حرام قرار دیا ہے وہ حاکمِ شرع کا حکم ہے اور سب پر ماننا لازم ہے۔

میری معلومات کے مطابق جن کا ایک ذریعہ علامہؒ کورانی ہیں، خامنہ ای صاحب نے حاکم شرع ہونے کے ناطے قمہ زنہ کی حرمت کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ یا تو نصیحت کے طور پر اس سے روکا ہے یا مجتہد ہونے کے ناتے فتویٰ دیا ہے۔ کیوں کہ حاکمِ شرع کا حکم ایک خاص انداز میں آیا کرتا ہے جو علما اور حوزاتِ علمیہ میں جانا جاتا ہے۔ اور اس پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ ایران میں اس کام کو روکنے پر سختی نہیں برت رہے جب کہ وہ اس بات پر قدرت اور اختیار رکھتے ہیں۔ اور وہ کم سے کم یہ کر سکتے ہیں کہ کھلے الفاظ میں اپنا حکم بیان کریں اور ایرانی میڈیا کے ذریعے اس کی تشہیر کرتے رہیں۔

دوسری بات یہ کہ اگر یہ خامنہ ای صاحب کا حکم ہوتا تو اتنے مراجع جو کھل کر اس کے جائز ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں یہ کام نہ کرتے اور اس حکم کی مخالفت نہ کرتے۔

اور ایک اور بات یہ کہ فقہا میں یہ بات مشہور ہے کہ حاکم شرع کا حکم اس مجتہد پر لاگو نہیں ہوتا جو اس حاکمِ شرع سے اختلافِ رائے رکھتا ہو۔ اور یہ کہ حاکم شرع صرف تنازعات اور لوگوں کے جھگڑوں میں فیصلہ سناتے ہوئے حکم دے سکتا ہے۔ اس بارے میں آپ آیت اللہ خوئی کے درسِ خارج، "التنقیح فی شرح عروۃ الوثقی" کے الاجتہاد و تقلید کے باب میں مطالعہ کر سکتے ہیں اور دیگر مجتہدین کی

کتابیں بھی دیکھ سکتے ہیں۔

اور اس بات کا بھی تذکرہ ہو جائے کہ اس مسئلے کا اور اس جیسے دیگر مسائل کا بہترین حل یہ ہے کہ فقہا کی ایک کمیٹی بنائی جائے جس میں بحث وگفتگو اور مشورہ ہو اور ایک نتیجہ دے دیا جائے۔۔ ورنہ دونوں فریق کے لوگ اپنی طاقت صرف کرتے رہیں گے تا کہ دوسرے گروہ کی دلیلوں کو کمزور ثابت کر سکیں۔

لیکن کیوں کہ یہ کام ممکن نہیں ہے تو اگلا مرحلہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کی رائے اور آزادی کا احترام کیا جائے اور اخلاقی اور انسانی اقدار کو تھامے ہوئے آگے بڑھا جائے۔

اور ہماری ذمہ داریوں میں یہ بھی ہے کہ اپنے بھائیوں کو اس بات کی نصیحت کریں کہ وہ تعصب اور انتہا پسندی سے کام نہ لیں اور حقائق کو مسخ نہ کریں اور عقل بھی یہی حکم دیتی ہے کہ عقلمند افراد متعصب لوگوں کو سمجھائیں کہ حق کی مخالفت جائز نہیں۔ اور خدا کا شکر ہے کہ متعصب افراد معاشرے میں بہت کم ہوتے ہیں لیکن اگر ان کو نہ روکا جائے تو یہ دوسروں پر حملے کرتے ہیں اور پھر سادہ اور نادان لوگ ان کے ساتھ مل جاتے ہیں اور فتنے کی آگ بھڑکنے لگتی ہے۔

ان تمام باتوں سے سمجھ میں آتا ہے کہ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ دوسروں کو اس بات کی نصیحت کریں کہ وہ اپنے مؤمن بھائیوں کی توہین نہ کریں اور نفرتیں نہ پھیلائیں۔ اور یہ نصیحت قمہ زنی کرنے والے انتہا پسند افراد کو بھی کی جانی چاہیے۔ کیوں کہ خلوصِ دل کے ساتھ اگر نصیحت کی جائے تو امور بہتری کی جانب بڑھتے ہیں۔

● بعض کہتے ہیں کہ قمہ زنی کرنے والوں کا مقصد صرف یہ ہے کہ ان افراد کی توہین کریں جو قمہ زنی کو حرام سمجھتے ہیں اور ان سے دشمنی کا اظہار کریں۔

یہ ان کی رائے ہے جو کہ غلط ہے۔ کیوں کہ قمہ زنی کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ بلکہ جب سے شعائرِ حسینیہ ہیں تب سے قمہ زنی ہے۔ اور جو باتیں سڑکوں پر لڑائی جھگڑے کے دوران بعض لوگ کہہ جاتے ہیں وہ ادب کے برخلاف اور غلط ہیں اور انھیں معیار نہیں بنایا جاسکتا۔ میں نے علمی طبقے میں آج تک کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو کسی شخصیت سے دشمنی کی بنیاد پر قمہ زنی کی حمایت کرتا ہو۔ اور میں ان قمہ زنی کرنے والوں کو جو جہالت کے سبب یا دوسروں کی باتوں کے ردِعمل کے طور پر ادب کے دامن کو ہاتھ سے چھوڑ دیتے ہیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اگر آپ کسی سے دشمنی کی خاطر یہ کام کریں گے تو اس کا کوئی اجر وثواب نہیں ہوگا۔ کیوں کہ خدا صرف پرہیزگاروں سے عمل قبول کرتا ہے اور پرہیزگاری کا بنیادی عنصر تقویٰ ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ ہماری مدد فرمائے جیسے اس نے نیک لوگوں کی مدد کی۔

تحقیق اور مشاہدے کا فائدہ

● اگر بڑے پیمانے پر تجربے اور مشاہدے سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ قمہ زنی کی وجہ سے لوگوں میں دین سے نفرت پیدا ہو رہی ہے تو کیا تب بھی قمہ زنی جائز رہے گی؟

میں آپ سے یوں سوال کرتا ہوں:

اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ سینہ زنی کی وجہ سے لوگوں میں دین سے نفرت پیدا ہو رہی ہے تو کیا تب بھی سینہ زنی جائز رہے گی؟

یقیناً اس کا جواب ہوگا کہ سینہ زنی جائز رہے گی اور ہم تحقیق او مشاہدے کو رد کر دیں گے۔ اور اس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ یہ تحقیق اور مشاہدے جسے منطق کی زبان میں استقرا کا نام دیا جاتا ہے ہمیشہ ناقص ہوتے ہیں۔ کیوں کہ تام استقرا انجام دینا ممکن نہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں اربوں افراد جگہ جگہ رہتے ہیں اور ہم ایک ایک کو جا کر نہیں دیکھ سکتے کہ کیا قمہ زنی دین سے نفرت پیدا کر رہی ہے یا نہیں؟ اور ناقص استقرا کوئی علمی حیثیت نہیں رکھتا اور شرعی حکم کے موضوع کو ثابت کرنے کے لیے دلیل نہیں بن سکتا۔

۲۔ دین لوگوں کی مرضی پر نہیں چلتا۔ قرآن میں ارشاد ہے:

"اگر حق ان کی خواہشات کے تابع ہوتا تو آسمان و زمین اور جو کچھ بھی ان میں ہے تباہ ہو جاتا۔ بلکہ ہم نے لوگوں کو ان کا ذکر دیا ہے جب کہ وہ اس سے

روگردان تھے۔" (۷۸)

۳۔ اگر اس تحقیق کو مان بھی لیا جائے تو یہ کن لوگوں پر انجام پائی ہے؟ کیا سب لوگوں کو ایک بات پر متفق کرنا ممکن ہے؟ حدیث میں آیا ہے:

"سب لوگوں کو راضی کرنا ممکن نہیں۔" (۷۹)

اور اگر یہ کہا جائے کہ اکثر کا یہ خیال تھا تو کثرت نہ عقلی دلیل ہے نہ شرعی۔ قرآن نے کئی بار اکثر افراد پر حکم لگایا ہے کہ وہ نہیں جانتے، نہیں سوچتے اور نہیں سمجھتے۔ اور دوسری بات یہ کہ اکثریت تو قمہ زنی کو حرام ہی نہیں سمجھتی جیسا کہ ماضی میں اور حال میں تجربہ اور تحقیق یہی بتاتی ہے۔ اور جو قمہ زنی کو جائز ماننے والوں کی فہرست گنوائی تھی اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

۴۔ ممکن ہے آپ کہیں کہ یہ تحقیق ایک موضوع کو ثابت کرتی ہے جس کے ثابت ہونے سے ہم حکمِ ثانوی کے طور پر قمہ زنی کو حرام قرار دیں گے۔ میں عرض کروں گا کہ ایک اور تحقیق کے ذریعے اس کی الٹ بات ثابت کی جا سکتی ہے۔ بس شرط یہ ہے کہ اگلی تحقیق سے پہلے لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ قمہ زنی کا فلسفہ کیا ہے اور یہ امامِ حسین علیہ السلام کی راہ میں جان دینے کی آمادگی کا اظہار ہے اور اس میں موجود اشارے لوگوں کو بتائے جائیں۔ اگر ایسا ہوا تو کوئی اسے غلط نہیں کہے گا کیوں کہ عظیم شخصیات سے محبت کا اظہار اور اہلبیت علیہم السلام کے اقدار کو زندہ رکھنا ایک بہت اچھا کام ہے۔

یہ دوسری تحقیق حکمِ اولی کے تحت قمہ زنی کے جائز ہونے کے موضوع کو ثابت کر دے گی اور پہلی تحقیق باطل ہو جائے گی۔

۵۔ آج کے زمانے کی بہت سی تحقیقات اور مشاہدے محض ایک اعلان ہوتے ہیں اور اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے ان کو شرعی امور میں بلکہ

معاشرتی امور میں بھی دلیل کے طور پر اخذ نہیں کیا جا سکتا۔ اسی وجہ سے اکثر ان تحقیقات کا سیاسی فیصلوں میں کوئی اثر نہیں ہوتا اور یہ صرف سیاسی غبارے ہوتے ہیں جنہیں حکومتیں شائع کرتی ہیں۔ کیا حکومتیں عوام کی اس رائے کو اخذ کریں گی جو ان کے خلاف ہو؟ ہزاروں کی تعداد میں لوگ عراق پر امریکا کے حملے کی اور لبنان اور فلسطین پر اسرائیل کے قبضے کی مخالفت کرتے ہیں مگر (عالمی سطح پر) کسی تحقیق سے یہ نہیں ہوتا۔

اور میں ان تحقیقات کرانے والے افراد سے کہوں گا کہ آپ ایک ایک کر کے مذہب کی ساری رسمیں اپنی تحقیقات کی وجہ سے ختم کر دیں اور اگلی نسل کو ایک ایسا دین دیں جو جدید سوچ رکھنے والوں کو پسند آئے۔ اور پھر ایک اور تحقیق کروائیں جس میں اور بھی زیادہ تمدن نظر آئے اور پھر مذہب کے لیے فاتحہ خوانی کروا دیں۔ کیا یہ صحیح ہوگا یا نیک بزرگوں کی روش سے روگردانی؟ اور جان لیں کہ مشرق اور مغرب میں ایسے افراد موجود ہیں جو نئی سوچ رکھنے والے ان افراد کی تحقیقات کا ایسا نتیجہ حاصل کر سکتے ہیں جو دینی اقدار کو ختم کر دے کیوں کہ عالمی سطح پر اکثر افراد دین کے کچھ حصے کو نہیں بلکہ پورے دین کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

۶۔ ایسی تحقیقات کروانے کے لیے بڑے پیمانے پر ادارے، وسائل اور ایسے افراد کی ضرورت ہے جو خدا کا خوف رکھتے ہوں اور سیاست کے بدلے اپنا دین نہ بیچ دیں۔ اور اگر یہ تمام چیزیں مہیا ہو جائیں اور کسی جگہ ایسی تحقیقات کروالی جائیں تو اس کا نتیجہ صرف اسی علاقے کے لیے کارآمد ہوگا اور دوسری جگہوں کی کیفیت بیان نہیں کرے گا۔

۷۔ آپ کو پتا ہے کہ بعض لوگ اسی تحقیق اور مشاہدے کے ذریعے امامِ علی علیہ السلام کی خلافت کا انکار کرتے ہیں کہ خلافت ایک جمہوری چیز ہے اور خدا اور

رسولؐ کی طرف سے کسی کو معین نہیں کیا گیا۔

۸۔ آپ کو پتہ ہے کہ ان تحقیقات کو بنیاد بنا لیا جائے تو اسلام اور امت (شیعہ بھی اور سنی بھی) سب ختم ہو جائے گا۔ اور وہ ایسے کہ اگر آپ عالمی سطح پر تحقیقات کروائیں تو اکثر افراد مسلمان نہیں بلکہ چین کے رہنے والے بدھ مذہب نکلیں گے اور اگر ان کی مان لی جائے تو تمام مسلمانوں پر ہر قسم کی مذہبی پابندی لگ جائے گی۔

● **آپ کی باتیں نہایت معقول ہیں۔**

میں نے بہت تیزی سے یہ چیزیں آپ کے سامنے رکھی ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ جن لوگوں نے چند باتیں سیکھ لی ہیں اور بہت سی باتوں سے ناواقف ہیں، وہ اپنے آپ کو عقل کل اور دوسروں کو نادان نہ سمجھیں۔

اور میرا یہ دعویٰ بھی نہیں کہ میں جو بات کر رہا ہوں وہ وحی الٰہی ہے۔ ہرگز نہیں! بلکہ قارئین کو چاہیے کہ ان باتوں کا مطالعہ کریں اور ان پر غور کریں اور قمہ زنی کے مخالفین کی دلیلوں پر بھی غور کریں، پھر اس کے بعد اس بات کو اپنائیں جس سے وہ خدا کی بارگاہ میں سرخرو رہیں اور لوگوں کی باتوں کی پروا نہ کریں کیوں کہ خدا اپنے بندوں کے دلوں کا حال جانتا ہے۔

عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کہے:

"میری بات درست ہے مگر اس میں غلطی کی گنجائش ہے اور میرے مخالف کی بات غلط ہے مگر اس کے صحیح ہونے کا امکان بھی ہے۔"

❁❁❁❁

استعماری طاقتوں کا اس معاملے میں کیا کردار ہے

● کتاب تجارب محمد جواد مغنیہ جسے خود محمد جواد مغنیہ نے لکھا ہے، میں زندوں کے لفن کے تحتِ عنوان یہ بات درج ہے کہ ایک فلسطینی بزرگ سے شیعوں کے بارے میں جواد مغنیہ نے پوچھا تو انھوں نے کہا:

"میں جب تک فلسطین میں تھا مجھے شیعہ اور سنی کا معلوم نہیں تھا بلکہ میں صرف مسلمانوں کو جانتا تھا۔ جب میں عراق آیا تو مجھے اس دردناک تقسیم کا علم ہوا اور میں نے اس حوالے سے اتنا تعصب پایا جس کا میں گمان بھی نہیں کرتا تھا۔"

پھر وہ فلسطینی بزرگ کہتے ہیں:

"اس تفرقے کی وجہ استعماری طاقتیں ہیں۔ ان کے ایجنٹ ہر طریقہ استعمال کر کہ اس تفرقے کو ہوا دیتے ہیں اور بھڑکاتے ہیں۔ ان طریقوں میں سے ایک یہ ہے کہ برطانیہ والے ہر سال قمہ زنی اور زنجیر زنی کرنے والوں کو ہزار کفن دیتے ہیں اور امریکا بھی اپنا حصہ ڈالنے کے لیے دو ہزار کفن بھیجتا ہے۔"

اس مقام پر جواد مغنیہ زرا سارک کر کہتے ہیں:

"اس کڑوی حقیقت نے مجھے بہت دکھ پہنچایا اور میرے جسم کے ایک ایک حصے کو تکلیف پہنچائی مگر میں نے اسے ظاہر نہیں کیا۔"

قبلہ آپ کی کیا رائے ہے؟ کیوں وہ لوگ ان رسومات کے لیے کفن بھیجتے ہیں؟ کیا یہ وجہ نہیں کہ ان رسومات کے ذریعے وہ ہمارے دین کو بدنام کرنا چاہتے ہیں؟

میرے بھائی! آپ بہت سادہ ہیں اور ہر بات کا یقین کر لیتے ہیں۔ آپ نے مان لیا کے امریکا اور برطانیہ قمہ زنی کرنے والوں کو کفن دیتے ہیں، جب کہ یہ کفن اوقاف کے اداروں سے آتے ہیں۔ آپ حرم کی انتظامیہ میں اوقاف کے شعبے سے سوال کریں تو آپ کو حقیقت پتہ چل جائے گی۔ اس کے علاوہ تاریخ میں بعض مجتہدین بھی یہ کفن بانٹا کرتے تھے۔ جیسے عراق میں سید ابوالحسن اصفہانی اور ایران میں آقائے بروجردی۔

جواد مغنیہ کا ہم بہت احترام کرتے ہیں مگر ہم ان سے عرض کریں گے کہ:

کس نے کہا ہے کہ فلسطینی بزرگ کی تہمتیں سچ ہیں؟ کیا جب انگریز کفن خریدنے کے لیے چیک دے رہے تھے تب وہ بزرگ وہاں موجود تھے؟ اور اس کے بعد وہ امریکی سفارتخانے گئے اور وہاں انھوں نے مزید دو ہزار کفن دیکھے؟ پھر تو وہ بزرگ بھی انھیں ایجنٹوں میں سے ایک ہیں۔ قرآن فرماتا ہے:

"اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق انسان کوئی خبر لے کر آپ کے پاس آئے تو اس کی جانچ پڑتال کرو تا کہ تم کسی جہالت کے مرتکب نہ ہو جاؤ اور بعد میں اپنے کیے پر نہ پچھتاؤ۔"(۸۱)

اور دوسری بات یہ کہ کیا یہ بات معقول ہے کہ فلسطینی بزرگ کو عراق آنے سے پہلے معلوم ہی نہیں تھا کہ شیعہ اور سنی کیا ہوتا ہے؟ کیا یہ سفید جھوٹ نہیں؟

مزید یہ کے ایسی بات کو اپنی کتاب میں بیان کرنا ہی حکمت کے خلاف ہے۔ جواد مغنیہ کو اپنی کتاب میں یہ بے معنیٰ قصہ درج ہی نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اور جواد مغنیہ کا قول نہ وحی الٰہی ہے نہ حجت اور دلیل۔ اور یہ بات ہم کہہ چکے کے حجت اور دلیل یا خدا کا کلام ہے یا معصومین کا۔ جو بات ان کے موافق ہو وہ درست ہوگی اور جو بات ان

کے مخالف ہو وہ غلط ہوگی چاہے اس بات کا کہنے والا دنیا کے عقلمند ترین افراد میں سے ہو۔

پس جواد مغنیہ کی بات اگر درست ہو اور انھوں نے ایسا کہا ہو تب بھی یہ ان دلائل کا مقابلہ نہیں کرسکتی جو قرآن اور حدیث سے ہم نے اس کتاب میں پیش کیے اور دیگر علما نے اپنی کتابوں میں بیان کیے۔ پہلی بات تو یہ تھی۔

دوسری بات یہ کہ اگر آپ کی بات کو تسلیم کرلیا جائے تو بہت سی دین کی باتوں پر یہ اعتراض اٹھایا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر پتہ چل جائے کہ مغربی طاقتیں لاکھوں خرچ کر کے سعودیہ کے چھپے ہوئے قرآن (جن میں تحریف موجود نہیں) خرید کر افریقا کے ممالک میں اپنے بعض مقاصد کے تحت تقسیم کررہی ہے۔ تو اب ان قرآنوں کو کیا کیا جائے؟

۱۔ انھیں جلادیں؟

۲۔ لوگوں سے واپس لے لیں اور ان کی تلاوت سے روکیں؟

۳۔ یا پھر لوگوں سے کہیں کہ اسے لے کر تلاوت کرو مگر دشمن کے مقاصد کی طرف متوجہ رہنا؟

یقیناً تیسرا طریقہ درست ہوگا۔ پس اگر جواد مغنیہ کی بات درست بھی ہو تو ہمیں یہ کفن لے لینے چاہییں اور لوگوں کو متوجہ کرنا چاہیے کہ دشمن کے ارادوں کو ناکام بنائیں۔ نہ یہ کہ ہم قمہ زنی کو برا بھلا کہنا شروع ہوجائیں۔

اور میرا ایک اور ملاحظہ یہ ہے کہ بعض لوگ شیخ جواد مغنیہ اور سید خامنہ ای سے صرف ان ہی موضوعات میں کیوں ان کی رائے پوچھتے ہیں جن موضوعات میں ان لوگوں کو ان کی رائے پسند آتی ہے؟ دوسرے موضوعات کے بارے میں کیوں ان کی

رائے دریافت نہیں کرتے؟

یہ لوگ ان فتووں پر عمل کرتے ہیں جن سے ان کے مفادات پورے ہورہے ہیں اور جن فتووں سے ان کے مفادات حاصل نہیں ہوتے انھیں چھوڑ دیتے ہیں۔ کیا یہ منافقت نہیں؟

استعماری طاقتوں کی ایک واضح تصویر ہے

● ایک شخص جو امریکا میں فلوریڈا کا رہائشی ہے ہمیں بتا رہا تھا کہ اس نے امریکا کے ایک ٹی وی چینل پر دیکھا کہ وہ بتا رہے تھے کہ شیعہ ایک خونی قوم ہے اور اسے شیعہ دہشت گردی کا نام دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ انھیں صرف اپنے دشمنوں کو قتل کرنا اچھا لگتا ہے اور جب انھیں کوئی دشمن نہیں ملتا تو اپنے سر کا خون بہا کر اسے دیکھتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔ اور اس بات کی دلیل کے طور پر اس چینل پر قمہ زنی کے مناظر دکھائے جا رہے تھے۔

اسی طرح ایک لڑکا جو کینیڈا کی ایک یونیورسٹی میں زیرِ تعلیم ہے، بتا رہا تھا کہ ان کے ہاں ایک مضمون ہے جس میں مختلف ادیان پر گفتگو ہوتی ہے اور جس دن شیعیت کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی تو یہ بتایا گیا کہ یہ دہشت گرد لوگ ہیں جو اپنے دشمنوں کو مارنا چاہتے ہیں اور جب کوئی دشمن نہیں ملتا تو اپنے آپ کو مارتے رہتے ہیں۔ پھر قمہ زنی کے جلوس کی ایک ویڈیو دکھائی گئی جس میں ایڈیٹنگ کی گئی تھی اور ایسا دکھایا گیا تھا کہ لوگ تلوار کو مکمل بلند کرتے ہیں اور پوری طاقت کے ساتھ اپنے سر پر مارتے ہیں اور خون کا فوارہ پھوٹ پڑتا ہے۔ اس منظر نے سب کو خوفزدہ کر دیا اور بہت سے لوگ ہال سے ہی باہر چلے گئے۔ یہ لڑکا کہتا ہے کہ مجھے اپنے مذہب سے شرم آنے لگی اور اگلے روز میں نے اپنے دوستوں کو سمجھانے کی کوشش کی کہ یہ کام بعض نادان لوگ کرتے ہیں اور اس کا ہمارے مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن کسی نے میری

بات نہ مانی۔

میرے بھائی! آپ خود کہہ رہے ہیں کہ انھوں نے ویڈیو کی ایڈیٹنگ کی تھی، اور اس کے ذریعے انھوں نے طلاب کو ڈرایا۔ اور آپ ہی کا کہنا ہے کہ اس طالبِ علم نے کمزوری دکھائی اور قمہ زنی کا دفاع نہیں کیا۔ پس قصوروار یہ کمزور طالبِ علم ہے جو اپنے مذہب کا دفاع کرنے میں عاجز رہا۔ اور یونیورسٹی والوں کا ویڈیو کو ایڈیٹ کر کے دکھانا ایک عام بات ہے۔ کیونکہ وہ ہمارے دشمن ہیں اور ان کا کام ہی ہمیں بدنام کرنا ہے۔ اور یہ جو آپ نے کہا کہ تمام طلاب ہال سے بھاگ گئے، یہ معقول بات نظر نہیں آتی کیوں کہ مغربی ممالک کے لوگ تو گھنٹوں ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر خوفناک فلمیں دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ لہٰذا ممکن ہے کہ ان لوگوں کا بھاگنا ان کی ملی بھگت ہو اور ان سب کو یا اکثر کو پہلے سے یہ کہا گیا ہو کہ انھیں ایسا ردِ عمل دکھانا ہے اور یہ پورا واقعہ ایک پہلے سے تیار شدہ ڈرامہ ہو اور اس کا مقصد یہ ہو کہ اس جگہ موجود شیعہ طالبعلموں کی تضحیک کی جائے اور پھر بعد میں ان کے عقائد تبدیل کروائے جائیں۔ اور پھر انھیں ہماری طرف واپس بھیجا جائے تا کہ وہ ہمارے درمیان شکوک وشبہات پیدا کریں۔ اور پھر بعض لوگ ان شکوک وشبہات کی تصدیق کرتے ہیں اور تامل نہیں کرتے۔ گویا ان لوگوں کا وہ ڈرامہ اس کمزور طالبِ علم پر اور ان افراد پر جنھیں وہ طالبِ علم یہ واقعہ سناتا ہے کافی حد تک اثر انداز ہوا ہے۔

میں ان سادہ مزاج لوگوں پر تعجب کرتا ہوں کہ مسلمان ممالک میں استعماری طاقتیں کس طرح ان سے کھیلتی ہیں۔ اور ان کا مقصد یہ ہے کہ امت کو آپس میں لڑوائیں اور ان میں بے بنیاد دشمنیاں پیدا کریں۔

مغربی میڈیا صرف یہودیوں کے کہنے پر ان کے پیسے سے چلتا ہے اور اس کو

چلانے والے ایسے افراد ہیں جو یہودیوں کے جامعات کے تربیت یافتہ ہیں اور خوفِ خدا سے عاری ہیں۔

یہ افراد دنیوی امور میں یہ کہتے ہیں کہ کسی بھی موضوع پر صرف اس موضوع کا ماہر شخص اظہارِ رائے کرسکتا ہے۔ مگر دینی مسائل میں ماہرین (علما) کی رائے دریافت نہیں کرتے بلکہ خود اس کے بارے میں تجزیے اور تبصرے کرتے ہیں اور اپنی تحقیقات اور مشاہدوں کی بنیاد پر غلط اور باطل باتیں پھیلاتے ہیں۔

ان کی فتنہ انگیزی پر یہی دلیل کافی ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوا:

"آگاہ ہوجاؤ کہ وہ لوگ فتنے میں پڑ گئے۔"

جانتے ہوئے بھی اور انجانے میں بھی۔ اور متمدن دنیا کے اصولوں کے تحت یہ ان افراد پر سب سے بڑا اعتراض ہے۔ اور ہم اپنے نبیؐ کی پیروی کرتے ہیں اور وہ دعا مانگتے ہیں جو نبیؐ ہمارے لیے مانگا کرتے تھے کہ:

"خدایا میری قوم کی ہدایت فرما، وہ نادان ہیں!"

ہم مغربیوں کی بات سن کر اور ان کی تنقید کی وجہ سے اپنے موقف سے دستبردار نہیں ہوتے۔ وہ لوگ ایسا آمرانہ رویہ کیوں اپناتے ہیں جب کہ ان کے اپنے اخلاقی اور فکری حالات نہایت نامناسب ہیں اور "بابا فاتیکان" کی باتیں اس پر گواہ ہیں۔

مجھے یقین نہیں آتا کہ ہم میں سے بعض اس حد تک سادہ ہوگئے ہیں اور دین پر ایسے سادہ اعتراضات کرنے لگے ہیں۔

میں ان افراد کو نصیحت کے طور پر امامِ صادق علیہ السلام کی وہ حدیث سناؤں گا جس میں مولا فرماتے ہیں:

"جو شخص خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ ایسی محفل میں

نہ بیٹھے جہاں اس کے امام کی یا کسی مؤمن کی توہین کی جائے۔"(۸۲)

ایک اور واقعہ سن لیجیے۔ سن ۱۴۱۵ ہجرت کے عاشور کے دن، فرانس کے ایک خبر رساں ادارے نے شیعوں کو بدنام کرنے کے لیے پوری دنیا میں اپنے چینلز پر قمہ زنی کی بعض ویڈیوز دکھائیں اور اس کے نیچے یہ لکھا تھا:

"لبنان میں امام حسین علیہ السلام کی عزاداری۔"

اور ایسا صرف ایک بار نہیں ہوا کہ مغربی خبر رساں ایجنسیوں نے نہایت چالاکی سے ان چیزوں کو شیعیت کے خلاف استعمال کیا ہو۔ بلکہ ہر سال ہوتا ہے اور خاص طور پر اس سال بھی ہو رہا ہے جب کہ آقائے خامنہ ای نے قمہ زنی سے روکا ہے۔

یہ دشمنوں کی سازش ہے اور اس کی پہلے بھی کئی مثالیں گزر چکی ہیں کہ وہ مذہب حقہ کے پیروکاروں کو بدنام کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں۔ مگر ہم اپنے رب کے پیغام کو نشر کرتے رہتے ہیں اور اس کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے۔

ہمیں اس جال میں نہیں پھنسنا۔ ہمارے دشمنوں نے یہ محسوس کرلیا ہے کہ قمہ زنی وہ رسم ہے جو ہم میں حسینی جذبے کو بیدار کرتی ہے اور ہماری روح کو طاقت بخشتی ہے۔ لہٰذا انھوں نے اس رسم کا مقابلہ شروع کیا ہے اور اس سلسلے میں بعض بہت نیک لوگوں کی مدد حاصل کر رہے ہیں۔ لیکن ہم اس جال میں نہیں پھنسیں گے۔ مؤمنین کو اس حوالے سے ہوشیار رہنا ہوگا۔ اور مؤمنین ائمہؑ کی باقی ماندہ پاک مٹی سے بنے ہیں لہٰذا وہ اپنی پاک فطرت پر آہی جائیں گے۔ اور احادیث میں عقلمند مؤمن کے بارے میں آیا ہے کہ:

"مؤمن ہوشیار اور ذہین ہوتا ہے۔"

اسی طرح حدیث میں ہے کہ:

"مؤمن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا۔"

مجھے یاد ہے کہ ایران عراق جنگ میں اٹلی میں ایک فلم بنائی گئی جس میں یہ دکھایا گیا کہ بعض بے ہودہ خواتین اپنے چھوٹے کپڑے امام خمینیؒ پر پھینک رہی ہیں اور اس میں کیمرے اور کمپیوٹر سے ایسے کام کیے گئے کہ امامِ خمینیؒ کی بے حد توہین ہوئی۔ اس پر تہران میں اٹلی کے سفیر کو طلب کیا گیا اور دونوں ممالک کے تعلقات بہت وقت تک خراب رہے۔ قمہ زنی کے خلاف دکھائی جانے والی ویڈیوز اور فلمیں بھی اسی نوعیت کی ہیں۔ یہ ہمیں بدنام کرنے کے لیے دشمن کی چال ہے۔

یہ میرا خیال ہے۔ اور امید کرتا ہوں کہ اس سے قمہ زنی کے مخالفین کو تکلیف نہیں پہنچے گی۔ اگر چہ ان کے حملے اور ان کی باتیں اس سے کئی زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہیں۔

یورپ میں تضحیک اور توہین کا مطلب

● یہ بات تو ماننی پڑے گی کہ یورپ والے ہماری قمہ زنی کو برا سمجھتے ہیں۔ کیوں کہ ان کا میڈیا اسے اپنے رخ سے دکھاتا ہے اور ہم ان سب کے ذہن میں موجود اعتراضات کو دور نہیں کر سکتے۔

میں پھر کہوں گا کہ تضحیک اور توہین والی بات، قمہ زنی کے خلاف موجود ادلہ میں سب سے کمزور ہے۔ میں ذاتی طور پر ڈنمارک میں رہ چکا ہوں اور یورپ کے چار مختلف ممالک میں پانچ سال گزار چکا ہوں۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ ایک خاص گروہ کو چھوڑ دیا جائے جن کے کچھ خاص مقاصد ہیں اور ان کی تعداد بھی بہت کم ہے تو باقی یورپ کے رہنے والے دوسری قوموں کی رسومات کا احترام کرتے ہیں۔ وہ لوگ اگر کوئی عجیب چیز دیکھیں تو ابتدائی طور پر اس کی وجہ اور فلسفے کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور اگر انھیں مناسب جواب مل جائے تو اسے قبول کر لیتے ہیں اور اس چیز کو پسند کرنے لگتے ہیں۔ اور یہ بات ان کی ان فلموں سے ظاہر ہوتی ہے جن میں دکھایا جاتا ہے کہ بعض افراد مختلف قوموں کو دیکھنے افریقا کے دور دراز علاقوں میں جاتے ہیں۔ یورپ میں رہنے والے عقلمند افراد دوسری قوموں کا مذاق نہیں اڑاتے بلکہ ان کی رسومات کے فلسفے کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مذاق ہماری قوم کے کچھ افراد اڑاتے ہیں جو ان رسومات کے فلسفے سے ناواقف ہیں اور اگر اس فلسفے کو جان بھی لیتے ہیں تو دوسروں کے سامنے اپنی کمزور شخصیت کو ثابت کرتے ہوئے اس فلسفے کو تسلیم نہیں

کرتے۔ لیکن خود کو نہایت مہذب اور متمدن انسان سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ہندوستان کے رہنے والوں سے بھی سبق نہیں سیکھتے جو آج تک اپنی پرانی رسموں اور طریقوں کے تحت زندگی گزار رہے ہیں اور مذاق اڑانے والوں کی پروا نہیں کرتے۔ اگر چہ یہ ہندوستان کے رہائشی بعض باتوں پر خود ہمارا مذاق اڑاتے ہیں۔ آپ کو ہندوستان میں ایسے افراد ملیں گے جو پڑھ لکھ کر پروفیسر بن چکے ہیں مگر اپنے خرافاتی عقائد کے پابند ہیں، جیسے گائے کو متبرک سمجھنا، بتوں کے سامنے جھکنا یا مندروں میں موجود بتوں کو پوجنا وغیرہ۔ اور وہ ان کاموں میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ اگر چہ وہ امریکا یا یورپ میں بڑے عہدے پر ہی ہوں اور ان کے دفاتر کی دیوار ڈگریوں سے بھری ہو۔

لیکن ہم بہت جلد اپنی تاریخ اور مذہب کو چھوڑ دیتے ہیں، یہاں تک کہ اخلاقی اقدار سے بھی ہاتھ اٹھا لیتے ہیں۔ اور صرف آپس میں ایک دوسرے کو ہی اپنی طاقت دکھاتے ہیں اور اپنے مجتہدین کے خلاف ہی بات کرتے ہیں اور اپنے مؤمن بھائیوں کو ہی برا بھلا کہتے ہیں جب وہ ہماری رائے سے اتفاق نہ کریں۔ اور اسی کی ایک مثال قمہ زنی کا مسئلہ ہے۔

یہ طریقہ بالکل مہذب اور متمدن طریقہ کہلائے جانے کے لائق نہیں۔

اور ہمارے معاشرے میں جہاں اختلافات پائے جاتے ہیں یہ سوچ بالکل کارآمد نہیں اور آزادی کے خلاف ہے۔

ابھی کچھ دیر پہلے ہی میری ایک ایسے لڑکے سے ملاقات ہوئی جو اسکاندیناوی میں پلا بڑا ہے۔ وہ یونیورسٹی کا طالبِ علم ہے اور ہمارے ملکوں میں دینداری کا دم بھرنے والوں سے کہیں زیادہ دین دار لڑکا ہے۔ اس ملک میں جہاں جنسی بے راہ

روی بہت زیادہ ہے وہ نہ صرف یہ کہ گناہ میں نہیں پڑا بلکہ بہت سے لڑکوں اور لڑکیوں کو اس نہ گناہ سے بچایا بھی ہے۔ سن ۱۹۹۲ میں جب میں ڈنمارک میں ہوتا تھا تو یہ جوان اس وقت ایک بچہ تھا اور اپنے والد کے ساتھ امام باڑے میں میرے دروس اور مجالس میں آیا کرتا تھا۔ وہ بتا رہا تھا کہ اس کی بہن اپنے شوہر کے ساتھ ڈنمارک میں رہتی ہے۔ اس کی ایک ڈنمارکی مسلمان سہیلی اس سال لبنان آئی اور اس نے پہلی بار قمہ زنی کا جلوس دیکھا۔ اس ڈنمارکی لڑکی نہ قمہ زنی کرنے والے افراد کی جن کے چہرے خون آلود تھے اور ان کے ہاتھ میں تلوار تھی کچھ تصویریں لیں اور اپنے پاس محفوظ کرلیں تا کہ ڈنمارک جا کر اپنی سہیلی سے اس کے بارے میں سوال کرے اور اس نے اس بات کا کسی قسم کا مذاق نہیں اڑایا اور کوئی توہین یا بے حرمتی نہیں کی۔۔۔ اور اس لڑکی نے یہ بھی عقلمندی کی کہ اس بارے میں اپنی واحد شیعہ سہیلی سے سوال کیا اور اپنی اہلِ سنت سہیلیوں سے سوال نہیں کیا۔

یہ وہ عقلمندی ہے جس سے ہمارے ملکوں کے اکثر مہذب افراد عاری ہیں اور جب بھی کوئی عجیب چیز دیکھتے ہیں تو تحقیق کرنے کی جگہ نادان افراد کی باتیں سن کر اس کی توہین اور تضحیک شروع کر دیتے ہیں۔

وہ لڑکا کہتا ہے کہ جب میری بہن نے اپنی ڈنمارکی سہیلی کو قمہ زنی کی حکمت اور فلسفہ بتایا جو وہ جانتی تھی تو اس کی سہیلی امامِ حسین علیہ السلام کے عاشقوں کے اس جذبے سے بہت متاثر ہوئی اور مذہب اہلبیتؑ کی طرف اس کا رجحان بڑھا اور بولنے لگی کہ مجھے یہ رسومات بہت پسند آئی ہیں۔

اور یہ لڑکا کہتا ہے کہ میں بچپن سے ڈنمارک میں رہتا ہوں اور میں نے بہت سے ایسے مہذب افراد دیکھے ہیں جو ہماری ان رسومات کی تضحیک نہیں کرتے بلکہ انھیں

عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان سے متاثر ہوتے ہیں یہاں تک کہ بعض ان محافل میں گریہ بھی کرتے ہیں اور اس نے مجھے بعض ایسی تصاویر دکھائیں جن میں وہ لوگ قمہ زنی کے جلوسوں کے ساتھ چل رہے تھے۔

جی ہاں! یورپ کے لوگ ہندوستان اور افریقا کے لوگوں کی بعض ایسی رسومات کا بھی مذاق نہیں اڑاتے جو خرافات پر مبنی ہوتی ہیں۔ ان کا یہ مزاج اس لیے ہے کہ انھوں نے اختلافِ رائے اور آزادی کی سی باتوں کو سمجھ لیا ہے اور وہ لوگ نئی چیزیں جاننا چاہتے ہیں اور اپنی انسانی فطرت پر باقی ہیں۔ اسی وجہ سے وہ لوگ ترقی کرتے ہیں اور ہم اپنی اس فطرت کو کھو بیٹھے ہیں اسی وجہ سے ہم تنزلی کا شکار ہیں۔

پس اعتراض قمہ زنی کے مخالفین پر ہے۔ کیوں کہ وہ ناقص معلومات کے ساتھ اور دشمن کے بنائے گئے ماحول سے متاثر ہوتے ہوئے قمہ زنی کر تشریح کرتے ہیں اور شیعیت سے ایک نھایت مضبوط اور معنوی رسم کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ پس ہمارا فرض ہے کہ اچھے انداز میں اپنے ان بھائیوں کو قمہ زنی کا فلسفہ سمجھائیں۔

اور خبر رساں اداروں کا تو مقصد ہی یہی ہے کہ مسلمانوں سے ان کی معنویت اور عرفان کو چھین لیں اور یہ بات صرف قمہ زنی کی حد تک نہیں ہے بلکہ دوسری رسومات میں بھی ہے۔ اور اس مقصد تک پہنچنے کے لیے وہ لوگ حقائق کو مسخ کر کے پیش کرتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں ان سے نہیں ڈرنا چاہیے۔

پس ہمیں مضبوط اور طاقتور بن کر دشمن کی باتوں کا سامنا کرنا چاہیے اور اس سے متاثر نہیں ہونا چاہیے۔

جہاں تک رہی بات صاحبانِ عقل کی، تو اگر ان کے سامنے دلیل اور منطق سے بات کی جائے تو ان کی عقل انھیں صحیح راستہ دکھا دے گی۔ اور اگر قمہ زنی کا درست

فلسفہ ان کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ اسے ایک قابلِ احترام رسم کے طور پر قبول کر لیں گے۔ اور ہمارے نزدیک قمہ زنی دین کی ایک بہترین رسم اور امامِ حسینؑ کے معاملے کو بچانے والا ایک محکم قلعہ اور محبت، آزادی اور تمدن کا درس دینے کا ایک ذریعہ ہے۔ ہمارے بعض ممالک میں جہاں میڈیا ہمارے پاس ہے ہمیں چاہیے کہ اس کو قمہ زنی کے مثبت پہلو اجاگر کرنے کے لیے استعمال کریں۔ مثال کے طور پر امامِ حسینؑ سے محبت اور ایثار کو دکھانے والی فلمیں بنائیں۔ جنگوں میں یا کسی مظلوم کے دفاع میں یا کسی کو بچانے میں دی گئی قربانیوں پر جو فلمیں بنائی جاتی ہیں وہ لوگوں پر بہت اثر انداز ہوتی ہیں۔ اگر قمہ زنی پر کوئی ایسی فلم بنائی جائے تو وہ ان سے کئی گنا زیادہ اثر دکھائے گی اور مغربی میڈیا کے پھیلائے گئے منفی تاثر کو دور کرے گی۔

● آپ کے جواب حیران کر دیتے ہیں!

بحرین کے ایک معروف نوحہ خوان جو قمہ زنی میں میرے ہم خیال ہیں مجھے بتا رہے تھے کہ وہ اردن کے ایک فلم پروڈیوسر سے ملے جو اہلسنت سے تھا۔ وہ اس سال، سن ۱۴۲۸ ہجری کے محرم میں بحرین آیا تھا اور اس نے قمہ زنی کا ایک جلوس دیکھا تھا۔ یہ نوحہ خوان کہتے ہیں کہ مجھے ڈر تھا وہ اس کے بارے میں کوئی منفی بات نہ کرے مگر میں حیران ہو گیا جب اس نے کہا:

"یہ منظر بتاتا ہے کہ امام حسینؑ کے معاملے کو ان قمہ زنی کرنے والوں نے دل کی گہرائی سے درک کیا ہے اور اس میں گھل گئے ہیں۔ اور یہ لوگ امام حسینؑ سے کس حد تک لگاؤ رکھتے ہیں اور عشق کرتے ہیں۔ اور میں ایک پروڈیوسر کی حیثیت سے یہ سمجھتا ہوں کہ یہ خون دنیا کو اس انداز میں دکھایا جا سکتا ہے کہ کربلا سے شروع ہو کر اس عشق پر ختم ہونے والی انسانیت کا پرچار کرے اور اس میں کسی قسم کی نفرت یا

برائی کا پہلو نہ ہو۔"

● ہمارے دیندار طبقے میں کچھ افراد ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ وہ زمانے کے ساتھ چل رہے ہیں اور جو بھی ان کے ساتھ اختلاف رائے رکھتا ہے اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ آپ کے شرعی، عقلی اور تاریخی دلائل سن کر اور فقہاء کے فتوے جان کر بھی اس کی تاویلات کریں گے۔ لیکن وہ لوگ مغربی افراد کے ایک جملے سے ہی متاثر ہوجاتے ہیں۔ تو کیا ایسے افرد کو خاموش کرنے کے لیے قمہ زنی کے حق میں مغربی لوگوں کا کوئی قول ہے؟

میرے بھائی! یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ بعض افراد ایسے ہیں جن کے سامنے آپ قرآن کی آیت یا معصوم کی حدیث یا کسی مجتہد کا فتویٰ پیش کرو تو ماننے سے انکار کردیتے ہیں لیکن اگر کہو کہ فلاں مغربی دانشور نے یہ بات کہی تو فوراً مان لیں گے۔

ان افراد کے لیے میں مغربی افراد کے شعائرِ حسینیہ، بالخصوص قمہ زنی کے بارے میں کچھ اقوال پیش کرتا ہوں کہ شاید وہ ہدایت پا جائیں یا قمہ زنی کی تضحیک چھوڑ دیں۔

سر برسی سائکس کہتے ہیں:

"میں نے کئی مرتبہ اپنی آنکھوں سے ان رسومات کو دیکھا ہے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ خواتین کا یہ چیخ چیخ کر رونا اور مردوں کا غم سے نڈھال ہونا دیکھنے والے پر ایک عجیب اثر رکھتا ہے اور اسے مجبور کرتا ہے کہ شمر اور یزید ابنِ معاویہ سے نفرت کرے۔ یہ دردناک منظر ان جذبات کو کرتا ہے جن میں بے انتہا غم اور دکھ ہے۔ اور میں جب تک زندہ ہوں قمہ زنی کے ان مناظر کو نہیں بھلا سکوں گا جو میں نے دیکھیں ہیں۔" (۸۳)

عیسائی دانشور "انتوان بارا" جنھوں نے **الحسین فی الفکر المسیحی** نامی کتاب لکھی ہے کہتے ہیں:

"قمہ زنی کے بارے میں میرا خیال یہ ہے کہ یہ ایک ایسا کام ہے جس میں ایک پیغام چھپا ہے اور وہ پیغام یہ ہے کہ ہم امامِ حسینؑ کی خاطر اپنا خون بھی دے سکتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ انسان کو واقعہ کربلا یاد دلاتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ آج بھی کفر حسینؑ کے سامنے کھڑا ہے اور انسان کے ضمیر کو جگاتا ہے اور ایمان کو تازہ کرتا ہے۔" (۸۴)

اگلا نام "ڈاکٹر بولس جوزف الحلو" کا ہے۔ یہ ایک لبنانی عیسائی دانشور ہیں جن کا تخصص انسانی معاشرے اور ان کی رسومات ہے۔ موصوف لبنان کے کئی جامعات میں لیکچرز دیتے ہیں۔ اور بہت سے علمی اور تعلیمی اداروں میں علمِ لغت کے عالم اور مؤلف کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔ ماسٹرز کرتے ہوئے انھوں نے "سلفی طریقہ اور اس کے اسلامی معاشرے پر اثرات" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا۔ اور آج کل "عیسائیت اور شیعیت کا تحلیلی موازنہ" ان کے لیکچرز کا موضوع ہے اور ڈاکٹریٹ کے مرحلے میں ان کے مضمون کا عنوان "پچھلے اسی سالوں میں جزین کا علاقہ، اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حوالے سے" تھا۔ اور اسی مضمون پر انھیں لبنان کی "الروح القدس" یونیورسٹی سے یہ ڈگری ملی تھی۔

"المنبر" نامی جریدے نے ان کا ایک انٹرویو لیا۔ اس میں ان سے قمہ زنی کے حوالے سے سوال ہوا تو انھوں نے کہا:

"قمہ زنی کا مطلب یہ ہے کہ انسان مکمل بیداری حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو تکلیف پہنچائے۔ اور میرے خیال سے قمہ زنی ایک ایسی رسم ہے جو سب

سے زیادہ جذبات اور احساسات کو اجاگر کرتی ہے۔"

اور ان سے ایک اور سوال کیا گیا جو ان کے شعبے سے متعلق تھا کہ کیا اس رسم کی سی رسمیں دیگر قوموں میں بھی پائی جاتی ہیں؟ جس کے جواب میں انھوں نے کہا:

"جی ہاں! صرف آپ کے ہاں ہی ایسی رسومات نہیں ہیں بلکہ ہم عیسائیوں کے ہاں بھی بعض ایسی رسمیں ہیں جو کافی حد تک اہلِ تشیع کی رسومات سے شباہت رکھتی ہیں۔ اور بعض عیسائی بھی اپنا خون بہاتے ہیں جو قمہ زنی سے شباہت رکھتا ہے۔ بعض عیسائی "غموں کے ہفتے" میں یعنی حضرتِ عیسیٰؑ کے غم میں اپنے آپ کو کوڑوں سے مارتے ہیں۔ بعض مشرقی ممالک میں رہنے والے عیسائی اپنے جسم سے خون بہاتے ہیں اور ان میں کیل ٹھوکتے ہیں تاکہ اس تکلیف کو محسوس کرسکیں جو حضرتِ عیسیٰؑ نے برداشت کی۔ اور جن جگہوں سے خون بہتا ہے وہاں گوشت پھٹنے لگتا ہے اور قمہ زنی میں بھی یہی ہوتا ہے۔ پس یہ نہ سمجھیں کہ آپ ہی حسینؑ کی خاطر قمہ زنی کرتے ہیں۔ کیوں کہ ہم بھی جناب عیسیٰؑ کی خاطر قمہ زنی کرتے ہیں۔ اور عین ممکن ہے کہ لبنان میں بعض عیسائی امامِ حسین علیہ السلام کے لیے بھی قمہ زنی کرتے ہوں۔ کیوں کہ امامِ حسین علیہ السلام کا تمام عیسائیوں میں، بالخصوص لبنان کے عیسائیوں میں بہت بلند مقام ہے۔"

کتاب **الشعائر بین الدین و السیاسه فی الاسلام و المسیحیه** ایک ایسی کتاب ہے جسے عیسائی دانشور "روبیر بندکتی" نے انتھروپولوجی پر لکھا ہے اور "دار مصر المحروسہ" پبلیشرز نے شائع کی ہے۔

اس کتاب کے صفحے ۱۰۹ پر درج ہے کہ:

"واقعۂ کربلا کی یاد میں، جو محافل منعقد ہوتی ہیں انھیں پانچ رسمیں عروج پر پہنچاتی ہیں جو مختلف زمانوں اور حالات میں، ایجاد ہوئیں اور نشو و نما پاتی رہیں۔ اور وہ پانچ

رسمیں مجلسِ عزا، تعزیہ یعنی کہ واقعۂ کربلا کا ٹیبلو بنا کر پیش کرنا، سینہ زنی کا جلوس، زنجیر زنی کا جلوس اور قمہ زنی کے جلوس ہیں۔"

اسی کتاب کے صفحہ ۱۱۷ پر تحریر ہے:

"عرب دنیا کے ماہرینِ اجتماعیات نے عاشور کے دن انجام پائے جانے والے کاموں کی تفسیر کرنے کی کوشش کی اور اسے شیعیت کی نظر سے پرکھنا چاہا۔ "مزاوی" (۱۹۷۹)، "قساطلی" (۱۹۹۷) اور "دونوہیو" (۱۹۹۴-۹۸) تینوں اس نتیجے تک پہنچے کہ تمام شعائرِ حسینیہ بشمول سینہ زنی، زنجیر زنی اور قمہ زنی کے، یہ بتاتے ہیں کہ شیعہ قوم اپنے مقام اور اپنی بلندی کو جانتی ہے اور آمروں کی بالادستی کو مسترد کرتی ہے۔"

اور صفحہ ۱۲۰ پر مصنف قمہ زنی کے نفسیاتی اثر کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"ہم عاشور کے دن کی رسومات کے فلسفے اور امامِ حسین علیہ السلام کا غم منانے والوں کی دانائی کو تب تک نہیں سمجھ سکتے جب تک ہم ان دونوں چیزوں کو شیعہ عقائد کے پیرائے میں نہ دیکھیں۔ ان تمام دینی رسومات کا محور نجات دینے والا درد ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ جو بھی تکلیف اور درد امامِ حسین علیہ السلام نے کربلا میں برداشت کیا اس کا نتیجہ نجات ہے۔"

اور صفحہ ۱۲۰ سے ۱۲۲ تک لکھتا ہے:

"ہمدردی شیعہ اسلام کی خصوصیات میں سے تھی جو بعد میں امامِ حسین علیہ السلام اور ان کی شہادت سے مل گئی۔ پس امامِ حسین علیہ السلام کے ساتھ ہمدردی کی تشریح کرنے کے لیے شیعہ مفکرین نے نجات دینے والے درد کا سہارا لیا۔ اور اس کے بعد یہ

فکر شیعیت کا محور بن گئی اور شیعیت کی خصوصیت شمار ہونے لگی۔ یہ فکر شیعیت کی تاریخ کی ابتدا سے ہی حاوی رہی۔ توابین نے اسی سوچ کے تحت سن ۶۸۴ عیسوی میں یزید کی فوج کے خلاف "عین الوردہ" کی جنگ لڑی تا کہ امامِ حسینؑ کا ساتھ نہ دے کر جو ان سے گناہ ہوا تھا اس کا کفارہ ادا کر دیں۔"

اسی سوچ کو مختارِ ثقفی نے اپنایا اور بنی امیہ کے خلاف شیعوں کو متحد کیا اور اس کے بعد بنی عباس نے بھی اسی سوچ سے فائدہ اٹھایا اور بنی امیہ کا تخت الٹ دیا۔

عاشور کے دن کی رسمیں امامِ حسینؑ کی یاد کو تازہ کر دیتی ہیں اور شیعہ وہی کچھ کرتے ہیں جو امامِ حسینؑ کے ساتھ ہوا۔ شاید اس دعا کا بھی یہی مطلب ہو جو عاشور کے دن مانگی جاتی ہے کہ اے کاش ہم آپ کے ساتھ کربلا میں ہوتے اور کامیابی حاصل کر لیتے۔

سب سے پہلے شیعوں نے ہی اسلام میں یہ سوچ متعارف کرائی کہ خدا بچانے والا ہے اور پھر اس سوچ کو واقعۂ کربلا کے ساتھ جوڑا اور یہ عقیدہ بنالیا کہ قیامت کے دن رسولِ خداؐ اور ائمہؑ شفاعت کریں گے اور خدا نے ابتدا سے ہی ان ہستیوں کو منتخب کر لیا تھا تا کہ ان کی محبت اور شفاعت کے ذریعے انسانیت کو نجات ملے۔

اور واقعۂ کربلا کے بعد اور تاریخ میں شیعیانِ علی پر ظلم کے دوران یہ عقیدے شیعوں کے لیے بہت کارآمد ہے اور نجات دینے والے درد کی سوچ عملی میدان میں شہادت کی صورت میں نظر آنے لگی۔

اس طرح امامِ حسینؑ کی شخصیت، شجاعت، اور ان کی شہادت ان کے درد سے جڑی ہے اور ان کا درد شیعوں کے درد سے اور شیعوں کا درد نجات اور اخروی آسائش سے۔ اور خدا کے ارادے نے بھی اس امید، شہادت اور نجات کی تائید کی۔ کیوں کہ

انسان خدا کی تائید کے بغیر درد کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور اس طرح شہادت نجات کا راستہ بن گئی اور امامِ حسینؑ نجات کی کشتی قرار پائے کیوں کہ انھوں نے شیعوں کی نجات کی خاطر شہادت کو گلے لگایا اور ان کے ارادے اور مصائب نے شہادت کو زندگی بخشی۔

اس طرح شہادت میں سے درد نے اپنا تاریخی کردار حاصل کیا۔

امامِ حسینؑ کی عدالت کی خاطر شہادت اور مصائب کا برداشت کرنا اور قیامت کے روز امامِ حسینؑ کا شفاعت کرنا ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔ اور یہ بات مجالسِ عزا، دعاوں اور زیارتوں میں بھی نظر آتی ہے اور اس کے سبب سے امامِ حسینؑ امتِ اسلامیہ کو نجات دلانے والے اور ان کا دفاع کرنے والے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور اسلام امامِ حسینؑ کی شہادت کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا اسی لیے امامِ حسینؑ کی قدر و قیمت ان کی شہادت اور قربانیاں ہیں۔ یہ فکر بہت سی احادیث میں بھی موجود ہے اور بنی امیہ کے زمانے کے آخری سالوں میں اور بنی عباس کے ابتدائی زمانے میں اس سوچ نے خدائی نجات دینے والے کے عقیدے کو بہت ترقی دی جو کہ شیعہ عقائد کا بنیادی نکتہ ہے۔ اور اس کے بعد یہ عقیدہ مزید آگے بڑھا اور اس میں مختلف پہلوؤں کا اضافہ ہوا۔

امامِ حسینؑ کی قربانی کی ایک اور وجہ اسلام کی وہ حالت تھی جو یزید نے بنا دی تھی۔ امامِ حسینؑ نے اپنے آپ سے عہدِ محکم کر لیا تھا جس سے وہ پیچھے ہٹنے والے نہیں تھے۔ اس زمانے کے حالات بہت نازک تھے جن پر امامِ حسینؑ نے فرمایا:

"میں فتنہ و فساد کے لیے نہیں بلکہ اپنے جد کی امت کی اصلاح کے لیے نکلا ہوں۔ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہتا ہوں اور اپنے جد اور اپنے والد کی

سنت پر عمل پیرا ہونا چاہتا ہوں۔"

یہ قمہ زنی کا حامی عیسائی دانشور مزید یہ بھی بیان کرتا ہے کہ ۱۹۲۸ سے ۱۹۳۲ تک اور پھر ۱۹۳۵ میں اور اس کے بعد پچاس کی دہائی سے ۱۹۶۸ تک اور اس کے بعد صدام کے زمانے میں کس طرح عراق میں شعائرِ حسینی کی روک تھام کی گئی اور انھیں محدود کرنے کی کوشش کی گئی۔ (۸۵)

میرے عزیز! اگر قمہ زنی کے حق میں آیات اور روایات اور فقہا کے فتوے اور ان دانشوروں کی رائے نہ بھی ہوتی تو میرے خیال سے اتنا ہی کافی ہے کہ انسان صدام اور اس کے سے ظالموں کی صف سے نکلنے کے لیے ہی قمہ زنی کو تسلیم کر لے۔

❁❁❁❁

آیت اللہ شیرازی اور ان کے مقلدین

● کہا جاتا ہے کہ مرحوم آیت اللہ محمد شیرازی سب سے زیادہ قمہ زنی کی دعوت دیتے تھے اور ان کے مقلدین سب سے زیادہ اس کام کو انجام دیتے تھے۔ کیا یہ بات درست ہے؟

سب سے زیادہ کا حکم لگانے کے لیے تحقیق اور مشاہدے کی ضرورت ہے اور ایک ایک کر کے پوری دنیا کے قمہ زنی کرنے والوں کے بارے میں معلوم کرنا پڑے گا کہ وہ کس کے مقلد ہیں۔ لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ دیگر مراجع کے مقلدین بھی بہت بڑی تعداد میں قمہ زنی انجام دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض آقائے خامنہ ای کے چاہنے والے بھی قمہ زنی کرنے والوں میں شامل ہیں۔

جو بات آپ نے کہی کہ آیت اللہ محمد شیرازی کے مقلدین سب سے زیادہ قمہ زنی کرتے ہیں، شاید اس نسبت کی وجہ یہ ہو کہ آقائے شیرازی نے قمہ زنی کے دفاع میں سب سے زیادہ اپنا قلم استعمال کیا اور انھوں نے کئی علاقوں میں قمہ زنی کے جلوسوں کی بنیاد رکھی ہے اور وہ اور ان کے چاہنے والے سب سے زیادہ قمہ زنی کرنے والوں کی خدمت کرتے ہیں۔ چاہے وہ کسی کی بھی تقلید کرتے ہوں۔

اب آیت اللہ شیرازی کا تذکرہ ہو ہی گیا ہے تو میں آپ کو ان کا وہ قول سناتا ہوں جو انھوں نے اپنی کتاب الشعائر و القرآن المھجور میں لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

سنت پر عمل پیرا ہونا چاہتا ہوں۔"

یہ قمہ زنی کا حامی عیسائی دانشور مزید یہ بھی بیان کرتا ہے کہ ۱۹۲۸ سے ۱۹۳۲ تک اور پھر ۱۹۳۵ میں اور اس کے بعد پچاس کی دہائی سے ۱۹۶۸ تک اور اس کے بعد صدام کے زمانے میں کس طرح عراق میں شعائرِ حسینی کی روک تھام کی گئی اور انھیں محدود کرنے کی کوشش کی گئی۔ (۸۵)

میرے عزیز! اگر قمہ زنی کے حق میں آیات اور روایات اور فقہا کے فتوے اور ان دانشوروں کی رائے نہ بھی ہوتی تو میرے خیال سے اتنا ہی کافی ہے کہ انسان صدام اور اس کے سے ظالموں کی صف سے نکلنے کے لیے ہی قمہ زنی کو تسلیم کر لے۔

آیت اللہ شیرازی اور ان کے مقلدین

● کہا جاتا ہے کہ مرحوم آیت اللہ محمد شیرازی سب سے زیادہ قمہ زنی کی دعوت دیتے تھے اور ان کے مقلدین سب سے زیادہ اس کام کو انجام دیتے تھے۔ کیا یہ بات درست ہے؟

سب سے زیادہ کا حکم لگانے کے لیے تحقیق اور مشاہدے کی ضرورت ہے اور ایک ایک کر کے پوری دنیا کے قمہ زنی کرنے والوں کے بارے میں معلوم کرنا پڑے گا کہ وہ کس کے مقلد ہیں۔ لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ دیگر مراجع کے مقلدین بھی بہت بڑی تعداد میں قمہ زنی انجام دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض آقائے خامنہ ای کے چاہنے والے بھی قمہ زنی کرنے والوں میں شامل ہیں۔

جو بات آپ نے کہی کہ آیت اللہ محمد شیرازی کے مقلدین سب سے زیادہ قمہ زنی کرتے ہیں، شاید اس نسبت کی وجہ یہ ہو کہ آقائے شیرازی نے قمہ زنی کے دفاع میں سب سے زیادہ اپنا قلم استعمال کیا اور انھوں نے کئی علاقوں میں قمہ زنی کے جلوسوں کی بنیاد رکھی ہے اور وہ اور ان کے چاہنے والے سب سے زیادہ قمہ زنی کرنے والوں کی خدمت کرتے ہیں۔ چاہے وہ کسی کی بھی تقلید کرتے ہوں۔

اب آیت اللہ شیرازی کا تذکرہ ہو ہی گیا ہے تو میں آپ کو ان کا وہ قول سناتا ہوں جو انھوں نے اپنی کتاب الشعائر و القرآن المهجور میں لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"شعائرِ حسینیہ اور مجالسِ عزا کی اہمیت بیان کرنے کے لیے میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں جو دو سال قبل میرے ساتھ قم میں پیش آیا جب میرے پاس ہندوستان کے کچھ شیعہ ملنے آئے۔

یہ تمام افراد ۳۵ سے ۴۵ سال کی عمر کے تھے۔ میں نے ان سے سوال کیا کہ آپ قم کیا کرنے آئے ہیں؟

کہتے ہیں ہم زیارت کے لیے آئے ہیں اور یہاں سے عراق کی زیارات کے لیے جائیں گے۔

میں نے کہا بہت خوب! خدا آپ کی زیارت قبول کرے۔ آپ لوگ مجھ سے ملنے کیوں آئے ہیں؟

کہنے لگے کہ ہم نے ہندوستان میں آپ کا نام سن رکھا ہے۔ اس لیے چاہا کہ قریب سے آپ کی زیارت کرلیں۔

میں نے انھیں خوش آمدید کہا اور ان سے سوال کیا کہ آپ اہلِ تشیع سے ہیں یا اہلسنت سے؟ میرے اس سوال کی وجہ یہ تھی کہ امامِ حسین علیہ السلام کی زیارت اہلسنت کے ہاں بھی رائج ہے۔ میں جب کربلا میں تھا تو بہت سے اہلِ سنت امامِ حسین علیہ السلام کے روضے پر آیا کرتے تھے۔ کیوں کہ جیسا رسولِ اکرمؐ نے فرمایا امامِ حسین علیہ السلام جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور اہلسنت بھی اس بات کو قبول کرتے ہیں۔

کہنے لگے خدا نے چاہا تو ہم شیعہ ہیں۔

میں نے سوال کیا کہ آپ شیعہ گھرانے سے ہی تعلق رکھتے ہیں یا آپ بعد میں شیعہ ہوئے ہیں؟ یا پھر آپ کے والدین میں سے کوئی اہلسنت ہے؟

کہنے لگے ہم شیعہ گھرانے سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ ہم پہلے ہندو اور دیگر مذاہب

کے پیروکار تھے اور بعد میں شیعہ ہوئے۔

میں نے سوال کیا کہ آپ لوگ کیسے شیعہ ہوئے؟

کہنے لگے ہم میں سے بعض بمبئی کے رہنے والے ہیں، بعض فیض آباد سے تعلق رکھتے ہیں، بعض لکھنؤ کے ہیں اور بعض کی رہائش کلکتہ کی ہے۔ لیکن ہم سب کے شیعہ ہونے کی ایک ہی وجہ ہے اور وہ امامِ حسین علیہ السلام ہیں۔

میں پوچھا کہ امامِ حسین علیہ السلام نے کیسے آپ سب کی ہدایت کی؟

کہنے لگے کہ امامِ حسین علیہ السلام سے تعلق رکھنے والی دو چیزوں نے ہمیں متاثر کیا۔ ان میں سے پہلی قمہ زنی تھی۔ ہمارے علاقوں میں اکثر اوقات قمہ زنی کے جلوس میں غیر مسلم لوگ مسلمان اور شیعہ ہو جاتے ہیں۔

میں نے سوال کیا کہ کیسے قمہ زنی سے آپ شیعیت کی طرف آئے؟

کہنے لگے ہم سب پڑھے لکھے افراد ہیں۔ ہم میں ڈاکٹر، انجینئر، وکیل اور ٹیچرز موجود ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ اگر کسی کی ایک انگلی پر زخم آجائے تو اس پر دوا لگانی پڑتی ہے اور کبھی کبھار اس زخم کے بھرنے میں پورا ہفتہ لگ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس زخم کو پانی سے دور رکھنا پڑتا ہے اور کئی چیزوں سے بچانا پڑتا ہے یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو جائے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ قمہ زنی کرنے والے خون میں غلطاں ہو جاتے ہیں اور ان کے سروں پر متعدد زخم آتے ہیں۔ لیکن اس کے بعد وہ لوگ سادے پانی سے نہاتے ہیں اور نماز ظہرین ادا کرتے ہیں اور سینہ زنی جاری رکھتے ہیں اور باقی مجالسِ عزا میں شرکت کرتے ہیں۔ گویا ان کے سروں پر کوئی زخم ہی نہیں تھا۔ کیا یہ کسی معجزے سے کم ہے؟؟؟ یہ ہماری ہدایت کا پہلا سبب ہے۔

اور دوسرا سبب آگ کا ماتم تھا جو پاکستان، ہندوستان اور بعض افریقا کے ممالک

میں رائج ہے۔

وہ کہتے ہیں ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ مرد اور خواتین، چھوٹے اور بڑے یا حسین کی صدا بلند کر کے ان جلتے ہوئے انگاروں پر پا برہنہ چل پڑتے ہیں جن کے قریب جانا بھی مشکل ہوتا ہے اور ان کے پاؤں یا جورابوں کا جلنا انھیں نہیں روکتا۔

پھر وہ کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام سے متعلق ان دو چیزوں نے ہمیں ان کے جد رسولِ خداؐ کے دین کو قبول کرنے پر آمادہ کیا اور اب ہم امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے جا رہے ہیں۔"

اس کتاب میں آیت اللہ شیرازی مزید لکھتے ہیں:

"مرحوم کاشف الغطا فرماتے ہیں کہ میں ساٹھ برس سے نجف میں قمہ زنی کے جلوس دیکھ رہا ہوں اور اس پوری مدت میں کسی ایک شخص کو بھی قمہ زنی سے کوئی نقصان نہیں پہنچا۔"

پھر آیت اللہ شیرازی فرماتے ہیں:

"میں مرحوم کاشف الغطا کی بات میں اضافہ کرتا ہوں کہ میں نے بھی ساٹھ سال کربلا، نجف اور دیگر شہروں میں قمہ زنی کے جلوس دیکھے ہیں اور کسی کا کوئی جسمانی نقصان ہوتے نہیں دیکھا۔ بلکہ بہت سے بیماروں کو امام حسین علیہ السلام کی برکت سے شفایاب ہوتے دیکھا ہے۔ اور نبی اکرمؐ نے بھی سر کے حجامے کا حکم دیا ہے اور اسے "منقذہ" اور "منجیہ" (نجات دینے والا اور بچانے والا) کا نام دیا ہے کیوں کہ یہ امراض سے بچاتا ہے۔ اور یہ چیز قمہ زنی سے حاصل ہو جاتی ہے۔ اور علمِ طب میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بہت سی بیماریاں خون کی گندگی اور

گاڑھے ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں اور سر کا حجامہ خون کو صاف کر دیتا ہے اور قمہ زنی سر کے اسی حصے پر کی جاتی ہے جو حجامہ کا مقام ہوتا ہے۔ پس قمہ زنی کے وقت نبیؐ کے حجامہ کرانے کے حکم کی تعمیل بھی ہو جاتی ہے اور نبی کے نواسے سے اظہارِ محبت بھی ہو جاتا ہے اور جب اس میں امام حسین علیہ السلام کی نظر کرم کا اضافہ ہو جائے تو نتیجے میں سلامتی اور تندرستی عطا ہوتی ہے۔"

● بہت دل فریب واقعہ تھا۔۔۔

شیرازی مکتبِ فکر کے ہاں ایسے بہت سے واقعات موجود ہیں۔ اور ان میں سے کچھ ہی قمہ زنی کی ضرورت کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس خاندان کے خلاف بہت باتیں کی جاتی ہیں اور انھیں بدنام کیا جاتا ہے۔

سید محمد شیرازی کے بھائی سید حسن شیرازی نے اپنی کتاب **الشعائر الحسینیہ** میں جو بات لکھی ہے میں آپ کو سناتا ہوں تاکہ آپ کو اندازہ ہو کہ یہ خاندان اور یہ مکتبِ فکر کتنی مولائی فکر رکھتا ہے۔ سید حسن شیرازی لکھتے ہیں:

"شبِ عاشور جگہ جگہ جوانوں کی ٹولیاں جمع ہوتی ہیں، دیواروں پر سیاہ کپڑے آویزاں ہوتے ہیں اور سرخ رنگ کی روشنیاں ہوتی ہیں۔ یہ جوان اپنے سر کے بال تراشتے ہیں۔ اور دو ٹکڑوں کا سفید کفن پہنتے ہیں۔ اپنی کمر پر تلواریں باندھتے ہیں اور منظم انداز میں جلوس کو تشکیل دیتے ہیں۔ ان جلوسوں میں ڈھول اور قینچیاں اور باجے بھی ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ڈھول اور قینچیاں اور باجے بجا رہے ہوتے ہیں اور دل کی گہرائیوں سے "حسین" اور "حیدر" کی صدائیں بلند کرتے ہیں۔ مکمل طور پر ایک جنگی ماحول بن جاتا ہے اور یہ آوازیں زمین کو لرزا دیتی ہیں اور ہر سننے والے کے رونگٹے کھڑے کر دیتی ہیں۔

یہ جلوس اسی طرح جاری رہتے ہیں اور مقدس مقامات پر پہنچتے ہیں۔ پھر اذانِ فجر کا وقت ہوجاتا ہے جس کے بعد مکمل خاموشی چھا جاتی ہے اور صرف نمازیوں کی آواز سنائی دیتی ہے۔ یہاں تک کہ طلوعِ آفتاب کا وقت ہوجاتا ہے اور ایک مرتبہ پھر یہ جلوس منظم ہوتے ہیں اور اپنے مقررہ مقامات (کربلا میں خیمہ گاہ) سے شروع ہوتے ہیں اور اپنے مقصد کی طرف آگے بڑھنے لگتے ہیں۔ ایک مرتبہ پھر ڈھول، قنچیوں اور باجوں کی صدائیں آنے لگتی ہیں اور فضا "حسین" اور "حیدر" کی آواز سے گونج اٹھتی ہے۔ ماحول پر رعب طاری ہوجاتا ہے، زمین لرزنے لگتی ہے اور سننے والوں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اور اس کے بعد ہر طرف خون آلود تلواریں، زخمی سر، لال کفن اور بہتا ہوا خون دکھائی دیتا ہے اور ڈھول، باجوں، قنچیوں اور "حسین۔۔۔حیدر" کی صداؤں کے ساتھ خواتین کی چیخیں اور مردوں کے گریے بھی سنائی دیتے ہیں۔ پورے شہر پر سوگ اور غم چھا جاتا ہے، خون اور آنسو ایک دوسرے میں مل جاتے ہیں اور ہر دل غمگین ہوجاتا ہے کہ کیوں ہم سید الشہدا کا ساتھ نہ دے سکے۔ پھر دل اپنے آپ کو تسلی دیتا ہے کہ ہم نے امامِ حسینؑ کو درک نہیں کیا مگر ان کی شہادت کا دن ہمیں مل گیا ہے تاکہ اس دن مولاؑ کو پرسہ دے دیں۔ اور پھر اس کے بعد سب لوگ اپنے اپنے دلوں میں ایک آگ لے کر منتشر ہوجاتے ہیں۔ ایسی آگ جسے کوئی ہوا بجھا سکتی اور کوئی پانی اس کی تپش ختم نہیں کرسکتا۔

اور میرا عقیدہ یہ ہے کہ اگر امامِ حسینؑ تشریف لائیں تو ان ہی جلوسوں میں انھیں کچھ ساتھی مل جائیں گے۔ ممکن ہے ان کی تعداد زیادہ نہ ہو لیکن ان افراد سے کم نہیں ہوگی جو ان جلوسوں میں موجود نہیں اور امامؑ کے ساتھی ہیں۔

قمہ زنی کا جلوسِ امامِ حسینؑ کے انقلاب کی یاد کو سب سے بہتر انداز میں تازہ

کرتا ہے۔ کیوں کہ اس جلوس میں ہر وہ چیز ہے جو جنگوں میں ہوا کرتی ہے جیسے کہ ڈھول، قنچیاں، باجے، خون آلود تلواریں، زخمی سر اور لال کفن۔۔۔

قمہ زنی کا جلوس عزاداروں میں جس جذبے کو پیدا کرتا ہے وہ نہ کوئی خطیب کرسکتا ہے اور نہ ہی کوئی اور جلوس۔ یہاں تک کہ واقعۂ کربلا پر بنائے جانے والے ٹیبلوز بھی نہیں۔ اگرچہ یہ ٹیبلوز کافی حد تک ہمدردی کی حس پیدا کردیتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان ٹیبلوز کے بارے میں معلوم ہے کہ یہ حقیقت نہیں بلکہ ایک ڈرامہ ہے۔ لیکن قمہ زنی کے جلوس کی ہر چیز حقیقی ہوتی ہیں۔ حقیقی خون آلود تلواریں، حقیقی زخمی سر، حقیقی لال کفن۔

اور یہ حقیقت سبب بنتی ہے کہ قمہ زنی کے جلوس میں سب سے زیادہ آنسو بہیں اور امامِ حسینؑ کا انقلاب دل میں بہت اچھی طرح جگہ بنائے۔"

● کیا بہترین گفتگو ہے۔

سید شیرازی کے ایک شاگرد، مشہور خطیب، سید حسین الفالی اپنی کتاب **التطبیر حماسه الشیعه فی یوم عاشورا** میں لکھتے ہیں:

"میں نو سال کی عمر سے قمہ زنی کر رہا ہوں اور اس وقت میری عمر ۵۴ ہوچکی ہے۔ میں قمہ زنی کے بارے میں کہتا ہوں:

نَسِیلُ دِمَانَا بِضَرْبِ السُّیُوفِ نُوَاسِی حُسَیناً بِیَومِ الطُّفُوفِ

وَ نُعْلِنُ أنّا عَلَی دَرْبِهِ یَسِیرُ إلَی أنْ نُلَاقِی الحُتُوفَ

ترجمہ: ہم اپنی تلواروں سے اپنا خون بہاتے ہیں تاکہ امامِ حسینؑ کو کربلا کا پرسہ دے سکیں۔ اور یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم جب تک زندہ ہیں امامِ حسینؑ کی راہ پر چلتے رہیں گے۔

پھر سید الفالی اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہتے ہیں:

"اور جس زمانے میں صدام قمہ زنی کی مخالفت کر رہا تھا ہم نے دیکھا کہ سن ۱۹۷۵ میں عراقی ٹلیوژن پر ایک شخص علما کا لباس پہنے کہہ رہا تھا:

قمہ زنی سے خون ضائع ہوتا ہے جب کہ ہمارے فوجیوں کو مختلف جگہوں پر اس کی ضرورت ہے۔ اسی طرح قمہ زنی خواتین اور بچوں کو خوفزدہ کر دیتی ہے اور بلا وجہ کسی کو خوفزدہ کرنا شرعاً حرام ہے۔ ہمارے پاس قمہ زنی پر کوئی شرعی دلیل نہیں اور نہ ہی ائمہؑ میں سے کسی نے یہ کام کیا تھا۔ قمہ زنی ایک بدعت ہے جسے جاہلوں نے ایجاد کیا ہے۔

اس تقریر کے ایک ہفتے کے اندر اندر حکومت کی طرف سے تمام امام باڑوں کو بتا دیا گیا کہ حکومت کی طرف سے قمہ زنی پر پابندی ہے اور جو اس کی خلاف ورزی کرے گا اسے کم سے کم تین ماہ قیدِ با مشقت کی سزا دی جائے گی۔ اس کے باوجود شیعیانِ علی نے یومِ عاشور قمہ زنی انجام دی جس پر حکومت کا بہت سخت ردعمل سامنے آیا۔ یہاں تک کہ بعض افراد کو پھانسی دے دی گئی اور بہت سے افراد کے زخموں میں نمک بھر دیا گیا اور کئی افراد کو قیدی کر لیا گیا۔

ایران میں رضا شاہ پہلوی کے زمانے میں جو صدام کی مانند ایک ظالم اور فاسق شخص تھا ترکی کی مانند لیبرل حکومت کا اعلان کر دیا گیا۔

اور رضا شاہ نے اپنے شیطانی مقاصد تک پہنچنے کے لیے یہ ارادہ کیا کہ شعائرِ حسینیہ کو ختم کرے اور اس کا آغاز اس نے قمہ زنی سے کیا اور دلیل یہ دی کہ یہ ایک وحشیانہ عمل ہے اور اس کے سبب ہمارے مذہب کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔

حوزۂ علمیہ قم کے بانی اور اس وقت کے بڑے مجتہد آیت اللہ شیخ عبدالکریم حائری نے حکومت کے اس موقف کے خلاف ایک فتویٰ دیا جس کا ترجمہ یہ ہے:

"اگر قمہ زنی سے قمہ زنی کرنے والے کو کوئی نقصان نہ پہنچے تو یہ جائز ہے اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ دوسروں کو اس کام سے روکے۔"

قمہ زنی کے مخالفین کے پاس صرف ایک شخصیت ہے جس کی بات ان کے حق میں ہے اور وہ آیت اللہ سید محسن الامین ہیں۔ اور وہ ایک بڑے عالم، جلیل القدر شخص، ایک شاعر، ایک ادیب اور ایک مصنف تھے جن کی مشہور ترین کتاب اعیان الشیعہ ہے۔ لیکن ان سب کے باوجود حوزات علمیہ اور علمائے دین کے ہاں وہ ایک مرجعِ تقلید نہیں مانے جاتے تھے اور فقہ کے حوالے سے ان کی شہرت نہیں تھی۔ وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے قمہ زنی اور دیگر امور کی مخالفت کی اور ان کے زمانے کے فقہا نے ان کے دلائل اور موقف کا جواب دیتے ہوئے اسے رد کر دیا تھا۔

میں ان کے قمہ زنی کے خلاف فتوے کو اخذ کرنے والوں سے کہوں گا کہ یہ لوگ غور و فکر کریں کہ آیت اللہ محسن الامین کی باتوں کا نتیجہ کیا نکلتا ہے اور دیکھیں کہ ان کے دمشق میں موجود پیروکاروں کے عقائد کس سمت کو جا چکے ہیں۔

میں سید الفالی کی بات کا خلاصہ یوں بیان کروں گا کہ:

آج شام کے شیعہ کہاں کھڑے ہیں اور لبنان کے شیعہ جن کی بنیاد سید عبدالحسین شرف الدین (کتاب المراجعات کے مصنف جنھوں نے سید الامین کی مخالفت کرتے ہوئے قمہ زنی کے استحباب کا فتویٰ دیا تھا) نے رکھی تھی کہاں کھڑے ہیں؟

شام کے شیعوں کی کوئی حیثیت اور کوئی کردار ہی نہیں مگر لبنان کے حسینی شیعہ آج کے دور میں اس علاقے کے حالات اور سیاست میں بہت اہم کردار رکھتے ہیں۔

ان دو فتووں کے نتائج کا فرق دیکھیے۔ شام اور لبنان میں دو علما نے دو فتوے دیے اور تقریباً چالیس برس کے بعد دونوں کا اثر نظر آ رہا ہے۔

کیا اس تجربے سے بڑھ کر کوئی قابلِ ادراک دلیل ہو سکتی ہے؟ علمی افراد کہاں ہیں؟ سیاست کو سمجھنے والے کہاں ہیں؟ متمدن افراد کہاں ہیں؟ تاریخ کا تجزیہ کرنے والے کہاں ہیں؟

● معقول باتیں ہیں! جب شیرازی مکتبِ فکر کے دلائل اتنے مضبوط ہیں تو ان پر اتنے اعتراضات کیوں ہوتے ہیں؟

اس سوال کا جواب معلوم کرنے کے لیے آپ میری کتاب التقسیط کا مطالعہ کریں۔

شاید اس کی ایک وجہ یہ ہو کہ شیرازی مکتبِ فکر کے افراد شیعیت کے مسائل کو بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں اور ان کے حل کے لیے بے لوث کوششیں کرتے ہیں اور دوسروں کی تکلیف دہ باتوں پر صبر سے کام لیتے ہیں۔

قمہ زنی کے حوالے سے سید شیرازی اور ان کے مقلدین کی یہ کچھ باتیں ہیں۔ اے کاش ان کی مخالفت کرنے والے ان کی مخالفت کرتے مگر ان سے اور ان کے مقلدین سے دشمنی نہ کرتے اور ان کے خلاف اپنے دلوں میں کینے جمع نہ کرتے۔ کیوں کہ کینہ (جس سے خدا اور رسولؐ نے سختی سے منع کیا ہے) سبب بنتا ہے کہ انسان دوسرے شخص کی بات ہی نہ سنے اور اسلام اور امت کی خاطر وحدت اور تعاون کا راستہ بند کر دے۔

● میں نے شیخ محمد حسن مظفر کی کتاب **نصرت المظلوم** میں پڑھا تھا کہ مرزائے شیرازی جنھوں نے سن ۱۸۹۱ میں انگریز حکومت کے خلاف تنبا کو نوشی کی حرمت کا فتویٰ دیا تھا، اپنے ذاتی مال میں سے جو انھیں شیراز میں میراث کے طور پر ملا تھا قمہ زنی کے جلوسوں کے لیے کفن خرید کر تقسیم کیا

کرتے تھے۔ کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ پوتا اپنے دادا کی روش پر چل رہا ہے؟

اجتہاد، تقلید اور فتوے کے معاملے میں رشتہ داریوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ ہم دلائل کے مطابق چلتے ہیں اور قمہ زنی پر موجود دلائل کی وجہ سے اسے قبول کرتے ہیں۔

شیرازی خاندان نے تاریخ میں یہ ثابت کیا ہے کہ وہ ایمان سے سرشار اور مولائی افراد ہیں اور وہ مذہب کے مسلمہ امور سے پیچھے نہیں ہٹتے اگرچہ سیاسی اختلافات موجود ہوں اور ان کی کردار کشی کی جائے یا ان کے خاندان کے بعض افراد کو شہید کر دیا جائے اور ان کو متمدن لوگوں کا سامنا کرنا پڑے۔

قمہ زنی اور شیرازی خاندان کے مخالفین کو حقائق کا مطالعہ کرنا چاہیے تا کہ وہ دوسروں کی توہین اور دوسروں پر الزام تراشی کے گناہ سے بچ جائیں۔

❁❁❁❁

قمہ زنی اور قمہ زنی کرنے والوں پر مزید الزامات

● قمہ زنی کے مخالفین کہتے ہیں:

"امامِ حسین علیہ السلام ایک فکر، تہذیب اور سیاست کا نام ہے، جذبات، رسومات، چاہت، ماتم، طویریج کے رکھنے اور پیدل زیارت کا نام نہیں۔" اور پھر وہ اپنے آپ کو مہذب اور سیاست کو سمجھنے والے فرد سمجھتے ہیں اور قمہ زنی جیسے کام کرنے والوں کو سادہ اور کم عقل سمجھتے ہیں۔ بلکہ بعض تو قمہ زنی کرنے والوں کو دشمن کا ایجنٹ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تلواریں دشمن بھیجتا ہے۔

آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

آپ کے سوال کے دو حصے ہیں اور میں پہلے دوسرے حصے کا جواب دوں گا کیوں کہ دوسروں پر الزام لگانا بہت گھناؤنا کام ہے اور اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کے قمہ زنی کرنے والوں پر الزام لگانے والے شخص کے ہاتھ سے پرہیز گاری کا دامن چھوٹ چکا ہے۔ اور اس کے بعد بعض سادہ لوگ بغیر تحقیق کے ان الزامات کو مان لیتے ہیں اور ایک جھوٹ لوگوں میں رائج ہو جاتا ہے اور اگلی نسلوں کی فکر اور سمت کو خراب کرتا ہے۔ اور ان سب کی بنیاد ایک جھوٹ ہوتی ہے۔

امامِ رضا علیہ السلام سے ایک محمد نامی راوی کہتا ہے:

مولاؑ مجھے ایک مؤمن کے بارے میں ایک نا مناسب بات پتا چلی ہے۔ وہ خود اس کی تردید کرتا ہے مگر مجھے قابلِ اعتماد افراد نے بتایا ہے۔

مولاؑ فرماتے ہیں:

اپنے بھائی کے معاملے میں اپنی آنکھ اور کان کو بھی جھٹلا دو۔ اور اگر پچاس افراد قسم کھاتے ہوئے بھی اس کی برائی کریں تو ان پچاس کو جھٹلاؤ اور اپنے بھائی کا یقین کرو۔ اور اس کے بارے میں کسی ایسی بات کا یقین نہ کرو جس سے اس کی آبرو ریزی ہوتی ہو اور اس کی عزت جاتی ہو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس آیت کا مصداق بن جاؤ گے جس میں خدا فرماتا ہے:

"جو لوگ مؤمنوں کے بارے میں برائی پھیلانا پسند کرتے ہیں ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ جب کہ خدا جانتا ہے اور تم لوگ نادان ہو۔"(۸۶)

ہمارے معاشرے میں بری خبریں اس طرح پھیلائی جاتی ہیں۔ لیکن ہمیں چاہیے کہ حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے اس کا مقابلہ کریں اور امامِ موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ہشام کو جو وصیت کی تھی اس پر عمل کریں۔ مولاؑ نے فرمایا تھا:

"اے ہشام! اگر تمھارے ہاتھ میں اخروٹ ہو اور لوگ کہیں کہ یہ موتی ہے تو یہ کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا کیوں کہ تم جانتے ہو کہ یہ اخروٹ ہے۔ اور اگر تمھارے ہاتھ میں موتی ہو اور لوگ کہیں کہ یہ اخروٹ ہے تو اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ کیوں کہ تم جانتے ہو کہ یہ موتی ہے۔"(۸۷)

اور آپ کے سوال کے پہلے حصہ کا جواب میں یوں دوں گا کہ یہ بات درست ہے کہ حسینؑ فکر، تہذیب اور سیاست کا نام ہے۔ مگر اس کے ساتھ حسینؑ جذبات، نرمی اور احساس بھی ہے۔ جب تہذیب اور فکر جذبات اور نرمی سے مل جاتے ہیں تو زندگی میں اعتدال آتا ہے۔ کیا امامؑ نے نہیں فرمایا تھا:

"میں ایسا مقتول ہوں جس پر آنسو بہیں گے۔ جب بھی کوئی مؤمن مجھے یاد کرے گا تو گریہ کرے گا۔" (۸۸)

اور وہ تہذیب جس میں نرم دلی اور گریہ نہ ہو سنگ دل بن جاتی ہے اور کمزور قوموں پر بمباری کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔

اور جس سیاست میں انسانیت نہ ہو تو وہ دینی اور انسانی اقدار کو پیروں تلے روندھ کر انسانوں کے سر کاٹتی نظر آتی ہے۔

اور وہ سیاسی کام جس میں امامِ حسین علیہ السلام اور ان کے مقاصد کو نظر انداز کیا جائے وہ ایک نقصان دہ کام ہے۔

کیا امام حسین علیہ السلام کی ولادت کے وقت ان پر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام علی علیہ السلام اور جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے گریہ نہیں کیا؟ کیا ان پر امامِ حسن علیہ السلام اور بی بی زینب سلام اللہ علیہا نے گریہ نہیں کیا؟ کیا تمام انبیا اور صالحین نے ان کی ولادت سے بھی پہلے سے لے کر آج تک ان پر گریہ نہیں کیا؟ کیا یہ سب غیر مہذب اور غیر متمدن افراد تھے؟ ہر گز نہیں۔ یہ لوگ تہذیب کے بانی اور سیاست کے ماہر اور عدالت کے حامی افراد تھے۔

آپ کتب کا مطالعہ کریں تا کہ آپ کو پتہ چلے کہ گذشتہ کچھ مدت کے اسلامی انقلابات اور بیداری کی تحریکیں، تمام کی تمام شعائرِ حسینیہ بالخصوص قمہ زنی ہی سے اپنی روح اور غذا حاصل کرتی رہی ہیں۔

جن مراجع کے ناموں کا ہم نے قمہ زنی کو جائز قرار دینے کے حوالے سے تذکرہ کیا ان میں سے بعض نے اپنے زمانے میں معاشرے میں تبدیلی لانے کے لیے بہت سی کوششیں کی ہیں۔

مثال کے طور پر قمہ زنی کے جواز کا فتویٰ دینے والے آقائے نائینی نے ایک

کتاب لکھی جس کا نام **تنبیہ الامت و تنزیہ الملت** ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے اسلامی حکومت کے قیام پر اور اسلامی سیاسی تعلیمات پر گفتگو کی ہے۔

اسی طرح مجددِ شیرازی نے انگریزوں کے خلاف تنبا کو نوشی کی حرمت کا فتویٰ دے کر ایک تحریک کی قیادت کی۔

ایک اور مثال آیت اللہ محمد تقی شیرازی کی ہے جنھوں نے سن ۱۹۲۰ میں عراق میں موجود برطانوی فوج کے خلاف قیام کی قیادت کی۔

اسی طرح آقائے کاشف الغطا نے بیت المقدس کے حوالے سے ایک بہت مشہور خطبہ دیا۔

اسی طرح سید محمد شیرازی نے ثقافتی، سیاسی اور جہادی حوالے سے بارہ سو سے زائد کتابیں لکھیں اور کئی ہزار درس دیے اور دنیا بھر میں آزادی کے فروغ کے لیے کئی سو مذہبی ادارے اور دینی مدرسے کھولے اور تنظیمیں بنائیں۔

اور امامِ خمینیؒ تو یہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے محرم اور صفر کی وجہ سے ہے۔ اور محرم اور صفر میں تمام شعائرِ حسینیہ شامل ہیں جن میں سے ایک قمہ زنی ہے جو آج بھی ایران کے مختلف علاقوں میں انجام پاتی ہے۔

کیا قمہ زنی صرف روزِ عاشور انجام دی جاتی ہے؟

● بعض لوگ صرف صبحِ عاشور قمہ زنی انجام دیتے ہیں جب کہ دیگر بعض اسے ناکافی سمجھتے ہیں۔ آپ کس کے ساتھ ہیں؟

قمہ زنی میں جو پوشیدہ فلسفہ ہے اس کو دیکھا جائے تو یہ کام فقط صبحِ عاشور انجام دینا چاہیے۔ لیکن اگر کسی کے ذہن میں اس کے کوئی اور اسباب بھی ہوں تو اسے چاہیے اپنے مجتہد سے اس حوالے سے دریافت کرے۔

یہ بات جان لینا ضروری ہے کہ سال بھر میں روزِ عاشور کی ایک خاص اہمیت ہے۔ یہ دن امامِ حسین علیہ السلام اور ان کے مقاصد کے ساتھ ایک خاص تعلق رکھتا ہے۔ وہ مقاصد جن میں حق، معرفت، وفاداری، شجاعت، اخلاق، استقامت، نماز، ہدایت، مظلومیت، دین اور خاندان کے معاملے میں غیرت، محبت، آزادی، نرمی، خوش گفتاری اور دیگر چیزیں شامل ہیں۔ علامہ مجلسی نے بحارالانوار کی جلد ۴۵ میں امالی صدوق سے یہ روایت نقل کی ہے جس میں شیخ صدوق سلسلۂ سند کو امامِ صادق علیہ السلام تک پہنچا کر نقل کرتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ انھوں نے اپنے بابا امامِ باقر علیہ السلام سے سنا اور انھوں نے اپنے بابا امامِ زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا کہ مولاؑ نے فرمایا:

ایک روز حسین ابنِ علی حسن ابنِ علی علیہم السلام کے پاس تشریف لائے۔۔۔ پس امام حسن علیہ السلام نے فرمایا:

"اے حسین علیہ السلام! کوئی دن تمھارے دن جیسا نہیں ہے۔ سب لوگ تمھارے قتل

کے لیے اور تمھارا خون بہانے کے لیے اور تمھاری حرمت پامال کرنے کے لیے اور تمھارے گھر والوں کو قیدی بنانے کے لیے اور تمھاری قیمتی اشیا لوٹنے کے لیے جمع ہو جائیں گے۔ پس اس کے بعد بنی امیہ پر لعنت بھیجنا حلال ہو جائے گا اور آسمان خاک و خون برسائے گا اور ہر شے تم پر گریہ کرے گی۔"

پس ایسے دن میں سزاوار ہے کہ ہم امامِ حسین علیہ السلام، ان کی اولاد اور ان کے اصحاب کے خون کو یاد کرتے ہوئے اپنا خون بہائیں۔ امامِ حسین علیہ السلام کے دن کا کسی بھی دن سے اور کسی بھی زمانے سے کوئی موازنہ نہیں ہے۔ لہٰذا اس دن انجام پانے والی عزاداری اور رسومات بھی ایسی ہونی چاہییں جو کسی اور دن میں انجام نہ پاتی ہوں۔

اور اسی طرح صبحِ عاشور سے ظہرِ عاشور تک قمہ زنی کرنا گویا امامِ حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں پر آنے والی مصیبتوں کا ایک عملی نمونہ ہے۔ کیوں کہ سن ۶۱ ہجری کے عاشور کے دن بھی تلواروں، خون، رعب دار آوازوں، کفن اور آنسوؤں کا دن تھا۔

مزید یہ کہ قمہ زنی کا جلوس ایسا ہونا چاہیے جو لوگوں کے ذہن میں واقعۂ کربلا کی منظر کشی کرے اور اس دردناک دن کی یاد ان کے دلوں میں تازہ کر دے۔ اور ہمیں چاہیے کہ قمہ زنی کے لیے جب تلوار اٹھائیں تو ان تمام حکمتوں اور فلسفوں سے آشنا ہوں اور صرف امامِ حسین علیہ السلام اور ان کے انسانی مقاصد کے بارے میں سوچیں۔

کیوں کہ امامِ حسین علیہ السلام ثار اللہ (جس کا بدلہ لینا باقی ہے) ہیں اور ان کا دن یوم اللہ (خدا کا دن) ہے اور ان کے محب جند اللہ (خدا کے سپاہی) ہیں اور ان کی امت حزب اللہ (خدا کا گروہ) ہے۔

❁❁❁❁

مصلحتوں اور ذاتی رائے کی نفی

● قبلہ! بات بہت طویل ہوگئی اور آپ بھی تھک گئے ہوں گے۔ لیکن محفل کو ختم کرنے سے پہلے ہم مختصراً ایک بات پر آپ کی رائے جاننا چاہتے ہیں۔ اور وہ بات یہ ہے کہ بحرین کی ایک علمی شخصیت قمہ زنی کی مخالفت کرتی ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کرتی ہے کہ یہ کام مصلحت کے خلاف ہے کیوں کہ اس سے ان مراجع کی توہین ہوتی ہے جو اسے حرام سمجھتے ہیں یا مؤمنوں میں تفرقہ پھیلتا ہے۔ لیکن یہی شخصیت طویریج والوں کی رسومات اور عزاداری کی حمایت کرتی ہے جب کہ اکثر قمہ زنی کے مخالفین طویریج کی عزاداری کو بھی دین کی توہین اور تضحیک کا سبب سمجھتے ہیں۔ بلکہ ایک سال تو طویریج والوں کی عزاداری کے دوران تقریباً چالیس افراد کی موت بھی واقع ہو چکی ہے جب کہ قمہ زنی سے آج تک ایک بھی شخص نہیں مرا۔ کیا یہ دو باتیں آپس میں تضاد نہیں رکھتیں؟

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس شخصیت نے اجتہادی ملاک اور معیار کا ادراک ہی نہیں کیا۔

آپ کی بات کے مطابق قمہ زنی کے خلاف مصلحت ہونے کی دو میں سے کوئی ایک وجہ ہے۔ یا یہ کہ اس سے مؤمنین میں انتشار پھیلتا ہے یا پھر یہ کہ اس سے قمہ زنی

کو حرام سمجھنے والے مجتہدین کی توہین ہوتی ہے۔

اور یہ معیار طویریج والوں کی عزاداری میں بھی پایا جاتا ہے جب کہ موصوف طویریج والوں کی حمایت کرتے ہیں۔ ان باتوں سے ہٹ کر قمہ زنی کے مخالفین کی ایک اور دلیل بھی ہے اور وہ یہ کہ قمہ زنی سے دین کی تضحیک ہوتی ہے اور یہ دلیل طویریج والوں کی عزاداری میں قمہ زنی سے زیادہ واضح طور پر نظر آتی ہے۔ کیوں کہ طویریج والوں کا حلیہ، پھر ان کا بھاگنا اور اس کے بعد نرم مٹی پر جانا اور خیموں کو جلانا، اور چالیس افراد کا مر جانا (جو میں نے پہلے نہیں سن رکھا تھا)، یہ سب باتیں طویریج کی عزاداری کو بھی قمہ زنی کی طرح نامناسب اور مصلحت کے خلاف بنا دیتی ہیں۔ پس یہ بحرینی عالم کیوں قمہ زنی کو غلط اور طویریج کی عزاداری کو درست سمجھتے ہیں؟

اور مؤمنین میں تفرقے کی بات پر میں کہوں گا کہ مؤمنین میں اتفاق ہی کہاں ہے جو آپ تفرقہ ڈالنے کی بات کر رہے ہیں؟ یہ قضیہ سالبہ بانتفاع موضوع ہے۔

اور اس بات کا کہ قمہ زنی کرنے سے کسی مرجع کی رائے کی تضعیف ہوگی، جواب یہ ہے کہ فقہی استدلالات میں اس قسم کی باتوں کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ کیونکہ:

۱۔ شرعی ادلہ میں یہ شامل نہیں کہ آپ کی بات سے کسی دوسرے مجتہد کی تضعیف نہ ہو۔

۲۔ مراجعِ تقلید کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے درسِ خارج میں دیگر بزرگان کے نظریات کو رد کرتے ہیں اور ان کے خلاف دلیلیں قائم کرتے ہیں۔ اور اسی دوران وہ یہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ رائے (جسے میں نے رد کیا ہے) کمزوری اور بیماری پر دلالت کر رہی ہے" اور کبھی تو اس جملے کے اختتام پر من باب مزاح یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ "جو اس کے قائل میں موجود تھی۔ تو کیا یہ دوسرے علما کی تضعیف ہے؟ ہرگز نہیں۔

بلکہ یہ فکری آزادی ہے جسے سب قبول کرتے ہیں۔ اگر چہ ہم بعض افراد کے بارے میں اس قسم کے الفاظ کے استعمال کو قابلِ تعریف نہیں سمجھتے۔

۳۔ ہمارے باتقویٰ مجتہدین فتویٰ دیتے ہوئے کسی کا لحاظ نہیں کرتے اور صرف دلیل کی بنیاد پر فتویٰ دیتے ہیں۔ امامِ علی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ:

"خدا کے امر کو صرف وہی قائم کر سکتا ہے جو اپنے کاموں کو اچھا نہ دکھائے اور نہ ہی ہر کام کرتے ہوئے اپنی حاجات کا مطالبہ کرے اور لالچ سے کام نہ لے۔"(۸۹)

۴۔ صحیح بات کرنے سے کسی کی تضعیف نہیں ہوتی۔ جب ایک شخص کے نزدیک دلیل کے ذریعے ایک بات کی سچائی ثابت ہو جائے تو اس کے بعد اسے اس معاملے میں نرمی برتنے کی اجازت نہیں ہے۔ مزید یہ کہ اس میں کوئی تضعیف کا پہلو نہیں پایا جاتا۔ اس کو تضعیف سمجھنا غلط فہمی ہے۔

۵۔ کس بنیاد پر آپ اس مجتہد کا تو احترام کر رہے ہیں جو قمہ زنی کو حرام سمجھتا ہے لیکن اس مجتہد کی رائے کا احترام نہیں کر رہے جو اسے جائز سمجھتا ہے؟

۶۔ مجھے اس بات سے کسی خاص مجتہد کی طرف جھکاؤ کی بو آ رہی ہے جو کہ فتویٰ بیان کرتے ہوئے امانت داری کے خلاف ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ میری غلط فہمی ہو۔

خدایا! ہمیں غلطیوں اور لغزشوں اور ریاکاری سے بچا اور ہمیں مقامِ عمل میں ثابت قدم رکھ۔ جیسا کہ امامِ علی علیہ السلام نے فرمایا:

"ہدایت کے راستے میں ساتھی کم ہونے کے سبب سے مت گھبرانا۔"(۹۰)

● کیا آپ نے التطبیر نامی کتابچے کا مطالعہ کیا ہے؟ جو بحرین میں مؤلف کے نام کے بغیر شائع ہوا ہے؟

جی ہاں! یہ قمہ زنی کے خلاف سب سے کمزور کتاب ہے۔ اور اس کے مؤلف کا ساتھی

میرے پاس آیا اور اس نے مجھے مؤلف کا نام بتایا اور یہ بھی بتایا کہ مؤلف کا کہنا تھا کہ میں محرق کے علاقے سے قمہ زنی کا خاتمہ کر دوں گا خواہ مجھے کسی بھی حد تک جانا پڑے۔ اور شب چہلم اس نے کہا تھا کہ کل اگر میں نے قمہ زنی نہ روکی تو میں اپنا یہ ہاتھ توڑ دوں گا۔

مولف کا ساتھی مجھے کہتا ہے کہ اگلے روز، چہلمِ امامِ حسین علیہ السلام کے دن میں انتظار کرتا رہا کہ دیکھوں میرا ساتھ آج کیا کرتا ہے۔ لیکن قمہ زنی کا جلوس بہترین انداز میں مکمل ہوا اور وہ کہیں نظر نہیں ایا۔ اگلے دن وہ کام پر بھی نہیں آیا۔ اسی طرح دوسرے اور تیسرے دن بھی اس نے چھٹی کی۔ تیسرے دن جب میں نے اسے فون کیا تو اس نے بتایا کہ جس ہاتھ کو میں نے توڑنے کا وعدہ کیا تھا چہلم کی رات میں اسی ہاتھ کے بل گرا اور میرے ہاتھ کی ہڈی تین جگہوں سے ٹوٹ گئی اور اس وقت میرا ہاتھ پلاسٹر میں ہے اور میں نے سوچ لیا ہے کہ اب کبھی قمہ زنی کی مخالفت نہیں کروں گا۔

یہ شخص کہتا ہے پھر میں نے اپنے ساتھی کو یاد دلایا کہ میں نے تمھیں پہلے بھی کہا تھا کہ شعائرِ حسینیہ کے سامنے مت آؤ اور جو جیسے امامِ حسین علیہ السلام سے محبت کا اظہار کر رہا ہے اسے کرنے دو۔

میں نے اس شخص کو کہا کہ اس مؤلف کو میرا اسلام دینا اور اسے بتا دینا کہ اس واقعے کو میں ہر جگہ بیان کروں گا تا کہ جو کوئی بھی ائمہؑ کی باقی ماندہ پاک مٹی سے خلق ہوا ہے وہ ہدایت پا جائے اور ساتھ ہی اس مؤلف کی لکھی ہوئی نادرست باتوں کا کفارہ قرار پائے۔

❁❁❁❁

فتوے کیسے بنتے ہیں اور کیسے تبدیل ہوتے ہیں؟

● قبلہ! آپ کے مطابق خامنہ ای صاحب نے کیوں قمہ زنی کو حرام قرار دیا ہے؟ اور یہ بھی بتا دیں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی مجتہد کسی معاملے میں بعض جدید معلومات کی وجہ سے اپنا فتویٰ تبدیل کر دے؟

ایک ایک کر کے ہر سوال کا جواب عرض کرتا ہوں۔

پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ آقائے خامنہ ای کی کتاب اجوبہ الاستفتاءات کی جلد ۲، صفحہ ۱۲۹، سوال نمبر ۳۸۴-۳۸۵ کے جوابات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خامنہ ای صاحب اسے دین کی بدنامی اور بے حرمتی کا سبب سمجھتے ہیں۔ لہٰذا اسے حرام قرار دیتے ہیں۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ ایسا بالکل ممکن ہے بلکہ مرجعیت کی تاریخ میں کئی مرتبہ ہوا ہے کہ ایک مجتہد کو جب پہلے سے زیادہ محکم دلائل مل جاتے ہیں تو وہ عنوانِ اولیٰ پر ہی اپنا فتویٰ تبدیل کر دیتا ہے۔ اور اگر عنوانِ اولیٰ کی جگہ کسی فعل پر کوئی عنوانِ ثانوی آ جائے تب بھی حکم تبدیل ہو جاتا ہے۔

● کیا یہ بات درست ہے کہ مجتہد فتویٰ دینے کے لیے ان معلومات کا سہارا لیتا ہے جو اس کے خاص افراد اور اس کے قریبی ساتھی اسے دیتے ہیں۔ اور جب اسے نئی معلومات ملتی ہیں تو اس کا فتویٰ تبدیل ہو جاتا ہے؟

یہ بات موضوعات کو سمجھنے کے حوالے سے درست ہے۔ اسی لیے مجتہد کی ذمہ

داری ہے کہ اپنی معلومات کے ذرائع کے بارے میں احتیاط برتے اور مختلف لوگوں کی رائے لے اور تمام پہلوؤں کو زیرِ غور لائے اور پھر فتویٰ دے۔ اسی طرح اس کو یہ حق حاصل ہے کہ جب زمانہ اور ماحول تبدیل ہو جائے یا اسے پتہ چل جائے کہ اس کی سابقہ معلومات درست نہیں تھیں تو وہ اپنا فتویٰ تبدیل کر دے۔ اس کی مثال امام خمینیؒ کا وہ موقف ہے جس کے تحت وہ صدام سے صلح کو حرام سمجھتے تھے اور کامیابی تک جنگ کرنے کو لازم سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ جملہ مشہور ہو گیا کہ صدام سے صلح کفر سے صلح ہے۔ لیکن جب حالات تبدیل ہوئے تو انھیں صدام سے صلح کرنی پڑی۔ جیسے کسی بڑے فائدے کو حاصل کرنے کے لیے انسان کڑوے گھونٹ پی لیا کرتا ہے۔

● میں یہ اقرار کرتا ہوں کہ شرعی اور عقلی دلائل کے تحت اور ان باتوں کے سبب جو آپ نے اس گفتگو میں بیان فرمائیں میں قمہ زنی کے معاملے میں مطمئن ہو گیا ہوں۔ خدا آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ لیکن میرا ایک دوسرا سوال ہے۔ اور وہ یہ کہ قمہ زنی کہ معاملے میں پیدا ہونے والے اختلافات کے بعد کیا اب بھی یہ ایک فائدہ مند شعیرہ ہے یا اب نقصاندہ ہو چکا ہے؟ دوسرے لفظوں میں کیا ایسا نہیں ہے کہ قمہ زنی میں اختلافات کی وجہ سے اس کو انجام دینے والے صرف اپنے ساتھیوں کی حمایت کی خاطر اسے انجام دیتے ہیں اور اس میں خدا کی خوشنودی کا عنصر ختم ہو گیا ہے؟

جی ہاں! اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ قمہ زنی کے مخالفین اور حمایت کرنے والوں میں یہ تعصب پیدا ہو چکا ہے تو آپ کی بات بالکل درست ہے۔ لیکن میں پہلے بھی عرض کر چکا کہ قمہ زنی کی تاریخ بہت پرانی ہے اور یہ واقعۂ عاشور سے جا ملتی ہے۔ لہٰذا قمہ زنی کرنے والوں کے حوالے سے یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ تعصب کی راہ اپنا لیں گے۔ اور اگر وہ یہ راہ اپنا لیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ دینی مجالس اور محافل میں اخلاقیات

پر گفتگو کم ہو چکی ہے اور اس کی جگہ سیاسی امور پر گفتگو ہونے لگی ہے۔

لیکن اس مسئلے کا حل یہ نہیں کہ قمہ زنی کرنے والوں کو اس کام سے روکا جائے۔ کیونکہ وہ کسی صورت اس سے رکنے والے نہیں۔ پس یا تو ان کے ساتھ زور زبردستی سے کام لے کر انھیں روکا جائے گا، یا پھر خاموشی اختیار کر لی جائے گی یا ان سے گفتگو کر کے انھیں منایا جائے گا۔ اور میرے خیال سے آخری طریقہ زیادہ مناسب ہے۔ پس قمہ زنی کے مخالفین کو مہذب افراد کی طرح مذاکرات اور گفتگو کی راہ اپنا کر اس معاملے کو حل کرنا چاہیے۔

اسی طرح قمہ زنی کرنے والوں کو دشمنی اور ریاکاری اور دکھاوے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کیوں کہ یہ کام حرام ہیں اور اگر ان مقاصد کے تحت قمہ زنی کی جائے تو اس پر کوئی اجر وثواب نہیں ملے گا۔

مزید یہ کہ ہمیں اپنے آپ کو دھوکے میں نہیں رکھنا چاہیے۔ بہت سے ایسے کام ہیں جو ہمارے معاشرے میں خدا کے لیے نہیں بلکہ دوسرے مقاصد کے تحت انجام پاتے ہیں۔ اگر اس اعتراض کے تحت قمہ زنی بند کرائی گئی تو پھر وہ سب بھی بند کرانے ہوں گے۔ کوئی شخص یہ قبول نہیں کرتا کہ وہ اپنی تنہائیوں میں اخلاص کے بغیر بہت سے کام انجام دے رہا ہوتا ہے۔

پس اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ ہر شخص اپنے مجتہد کے فتوے پر عمل کرے اور دوسروں کی آزادی کا احترام کرے اور تقوائے الٰہی اپنائے اور آخرت اور حساب و کتاب کو ہمیشہ یاد رکھے۔

۞۞۞۞

آخری سوال

● آخری سوال قبلہ! کیا قمہ زنی کے حامیوں کے لیے یہ ممکن ہے کہ کوئی ایسا درمیانی راستہ ایجاد کریں جس میں قمہ زنی کی خوشبو بھی ہو لیکن ساتھ ساتھ وہ آج کی مہذب دنیا کے قریب بھی ہو؟

میرے خیال سے میری اب تک کی گفتگو سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کی بات ممکن نہیں۔ کیوں کہ قمہ زنی کا جو منطقی فلسفہ اور مہذب دلیل ہے وہ اپنی جگہ واضح ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ اس کی شکل اور اس کے طریقے پر نظرِ ثانی کی جائے اور اسے منظم کیا جائے اور اس میں بعض چیزوں کا اضافہ کیا جائے۔ پس قمہ زنی کی روح امامِ حسین علیہ السلام سے محبت اور ایثار اور ہر حال میں دین کا دفاع ہے۔ یہ محبت کے بالاترین مرتبے کا اظہار ہے۔ اور اگر ہم اس کے فلسفے کو اچھے انداز میں مہذب لوگوں کو بتائیں تو وہ ہماری وفاداری کو سراہیں گے اور اس بات کو پسند کریں گے کہ ہم امامِ حسین علیہ السلام کے ان مصائب پر دکھی ہوتے ہیں جو انھوں نے ہمارے لیے اور انسانیت کے لیے برداشت کیے ہیں۔ پھر وہ قمہ زنی کو اس نظر سے دیکھیں گے اور ہمیں ایسی قوم کے طور پر دیکھیں گے جو باہمی اختلافات کے باوجود ایک دوسرے کی رائے کا احترام کرتی ہے۔

یہی تہذیب ہے۔ تہذیب کا مطلب یہ نہیں کہ زبردستی دوسرے گروہ کی رائے کو دبا دیا جائے۔

اس مقام پر میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں۔ اس سال (۲۰۰۶) کے پانچویں مہینے میں میں سویڈن کے شہر "مالمو" میں تھا۔ وہاں مجھے ایک عراقی جوان ملا جو اپنے سویڈن کے شہری دوست کے ساتھ میرے پاس آیا۔ اس کے دوست نے کچھ سوالات پوچھے اور عراقی جوان ان کا ترجمہ کر رہا تھا۔ ان سوالات میں سے ایک قمہ زنی کے حوالے سے تھا۔ اور جب میں نے اسے قمہ زنی کے فلسفے کے حوالے سے کچھ باتیں بتائیں تو وہ اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہے:

"بہت عظیم کام ہے یہ۔۔۔ واقعاً یہ بہت عظیم کام ہے۔۔۔ آپ لوگ اپنے رہبروں سے کتنی وفاداری دکھاتے ہیں!!! آپ کی قمہ زنی محبت کا عملی نمونہ ہے اور زندگی میں ہر اچھائی کی بنیاد محبت ہے۔"

آپ برطانوی اخبار Daily News کا ۲۳-۰۴-۲۰۰۳ کا شمارہ اور اسی طرح یورپی میگزین National Geographic کے ستمبر ۲۰۰۳ کا شمارہ پڑھیں۔ آپ کو پتہ چل جائے گا کہ بہت سے مہذب اور متمدن لوگ بھی ویسا ہی سوچتے ہیں جیسا ہم سوچتے ہیں۔

اور ہم قمہ زنی کے دفاع میں بات کرنے کی جگہ ان مغربی اور مغرب زدہ افراد پر یہ اعتراض کیوں نہیں کرتے کہ آپ لوگ کیوں اپنے پالتو کتے اور بلیوں پر یا اپنے طوطوں پر یا بے ہودہ شوق پر اتنا پیسہ خرچ کرتے ہیں یا اس پر اپنی توجہات کیوں صرف کرتے ہیں یا بعض اوقات ان کی خاطر اپنا خون کیوں بہاتے ہیں؟ اور بعد میں آپ بڑے فخر سے اپنے کام کی تشہیر بھی کرتے ہیں۔

اسی طرح یہ لوگ مرد سے مرد کی شادی کو آئینی حیثیت دے چکے ہیں اور باقاعدہ گرجہ گھروں میں ایسی شادیاں انجام پاتی ہیں اور ان کی تصاویر شائع ہوتی ہیں اور

ان سب کو تہذیب اور تمدن اور انسانیت اور آزادی کا نام دیا جاتا ہے۔

کیا یہ ایک مضحکہ خیز بات نہیں اور انسانیت سے منافی نہیں؟ لیکن ان لوگوں کو کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہم ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں اور ہم ان کاموں کو بے حیائی اور انسانی اقدار اور فطرت کی خلاف ورزی سمجھتے ہیں۔ لیکن ہم ڈرتے ہیں کہ یہ لوگ قمہ زنی کو برا بھلا کہیں گے۔ پھر اپنی رسموں کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ ہمارے بارے میں برا نہ سوچیں۔

ہم میں خود اعتمادی کا فقدان ہے اور ہمارے عقیدے کمزور ہیں اور ہمیں دوسروں کی بہت پروا ہے۔ اے کاش دوسرے اس توجہ کے مستحق ہوتے۔

آئرش سماجی کارکن (بوبی سنز) جیل میں ساٹھ دن کی بھوک ہڑتال کے بعد مر جائے تو اس سے اظہار ہمدردی کے لیے اور اس کی یاد زندہ رکھنے کے لیے تہران میں ایک سڑک اس کے نام سے منسوب کر دی جاتی ہے لیکن امام حسین علیہ السلام ان کی اولاد اور ان کے ساتھیوں سے ہمدردی کے لیے اور ان کی یاد میں اگر کوئی قمہ زنی کرے تو اسے برا بھلا کہا جاتا ہے۔

ہر مہذب اور غیر مہذب معاشرہ اپنے گم نام سپاہیوں کی بھی تعظیم کرتا ہے۔ ہمارے پاس تو امام حسین علیہ السلام کی شکل میں ایک ایسا سپاہی ہے جس نے اپنی اولاد اور اصحاب کو دین اور انسانیت کے لیے نہایت مظلومانہ انداز میں قربان کر دیا۔ کیا ان کا یہ حق نہیں کہ ایک علامتی زخم اپنے سر پر لگا کر ہم ان کی تعظیم کریں؟ لیکن اگر کوئی یہ کام کرے یا اس کی حمایت کرے تو اسے خوارج سے بھی بدتر سمجھا جاتا ہے۔

اگر ہم چاہیں تو اپنے عقائد کو مہذب معاشرے کے اصولوں کے مطابق بنا سکتے ہیں۔ اور ہم ایک دوسرے کی تحقیر چھوڑ کر غیروں سے اپنا مذاق اڑوانے کا موقع چھین

سکتے ہیں۔

● مشکل کی جڑ کیا ہے؟

مشکل کی جڑ افراط وتفریط ہے۔ ہمیں اگر کوئی چیز پسند نہ آئے تو اس کی ہر اچھائی کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور اگر کوئی چیز پسند آجائے تو اس کی ہر برائی کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ لیکن اسلام کہتا ہے کہ درمیانہ راستہ اپنایا جائے اور عدل، نرمی، روشن خیالی اور انصاف سے کام لیا جائے اور یہ دیکھتے ہوئے کہ کیا کہا جا رہا ہے بہترین بات کا انتخاب کیا جائے اور یہ نہ دیکھا جائے کے کہنے والا کون ہے۔

میں مذکورہ دلائل کی روشنی میں قمہ زنی کی حمایت کرتا ہوں اور یہ سمجھتا ہوں کہ لوگ کسی ایک شخص کی رائے کے غلام نہیں ہوتے اور نہ ہی کسی انسانی کی ملکیت ہیں۔ اور یہ کہ لوگوں کے عقائد پرکھنے کے لیے کسی تفتیشی افسر کی ضرورت نہیں۔

اور آخری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ فرض کر لیتے ہیں کہ قمہ زنی والے یہ کام انجام دے کر حرام کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اس صورتحال میں ان لوگوں پر جو قمہ زنی کو حرام سمجھتے ہیں صرف نہی عن المنکر واجب ہے۔ خدا قرآن میں فرماتا ہے:

”اے ایمان والو! تم پر فرض ہے کہ اپنے کردار کا خیال رکھو۔ جب تم لوگ ہدایت پا جاؤ تو گمراہ افراد تمھیں نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ تم سب خدا کی طرف پلٹو گے پھر خدا تمھیں تمھارے اعمال کے بارے میں بتائے گا۔“(۹۱)

اور نہی عن المنکر اس وقت واجب ہوتا ہے جب اس کی شرائط پوری ہو جائیں جو فقہی کتب میں درج ہیں۔ اور ان شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ جس کام سے روکا جائے اس کا منکر اور گناہ ہونا سب کے نزدیک ثابت ہو۔ لیکن قمہ زنی کو سب مراجع گناہ نہیں سمجھتے۔ اور اگر اسے گناہ تسلیم کر لیا جائے تب بھی نہی عن المنکر کی ایک اور شرط

یہ ہے کہ اس بات کا امکان موجود ہو کہ سامنے والا آپ کی بات مان لے گا۔ اور قمہ زنی کے مورد میں آپ کے روکنے سے قمہ زنی کرنے والے نہیں رکیں گے بلکہ اس کام کو زیادہ انجام دیں گے جیسا کہ یہ بات دیکھی جا چکی ہے۔ پس مناسب یہ ہے کہ اپنی طاقت ان گناہوں سے روکنے کے لیے استعمال کی جائے جو کھلم کھلا انجام پا رہے ہیں اور سب ان کو گناہ کے طور پر تسلیم کرتے ہیں۔

جائیے اور جوان لڑکوں اور لڑکیوں کو نشے سے روکیے، اخلاقی برائیوں سے اور گناہوں سے روکیے۔ ان ہوٹلز میں جن کے نام بھی سب کو معلوم ہیں جو گناہ انجام پاتے ہیں ان سے روکیے۔

یہ شدت پسندی صرف قمہ زنی کرنے والوں کے ساتھ ہی کیوں برتی جاتی ہے؟

ان مہذب لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں برتی جاتی جو یقینی گناہوں میں مبتلا ہیں؟

اور کیا آپ کو قمہ زنی کرنے والوں پر کوئی تسلط حاصل ہے؟

اور اگر آپ قمہ زنی کرنے والوں کی ہدایت کرنا چاہتے ہیں تو کیا وہ آپ کے اس متشدد اور خوفناک رویے سے ہدایت پائیں گے؟

اس بات کو دہراتا ہوں جس کے لیے یہ گفتگو منعقد کی گئی۔ ہمیں آزادی کے اخلاق کو اپنانا پڑے گا تا کہ ہماری مشکلات حل ہوں۔ اب آزادی آگے بڑھے گی اور آمریت ختم ہوگی۔ اور ماتم، منبر اور مسجد کا کام یہ ہے کہ لوگوں کو اس ثقافت سے آراستہ کریں اور جو انھیں اپنے خاندانی، معاشرتی یا جماعتی مفادات میں استعمال کرے لوگوں کو چاہیے کہ اس کے سامنے کھڑے ہو جائیں اس سے پہلے کہ وہ بعض غافل لوگوں کو گمراہ کرے۔

ہمارے لیے لازم ہے کہ امام علی علیہ السلام کی اس حدیث سے تمسک کریں اور اس پر

عمل کریں جس میں مولاؑ نے اپنے شیعوں سے فرمایا:

"اس آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ اے ہمارے شیعو تقویٰ اختیار کرو اور ڈرو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم مؤمن ہوتے ہوئے بھی اس آگ کا ایندھن قرار پاؤ۔ پس اپنے مؤمن بھائیوں پر ظلم کرنے سے اپنے آپ کو روکو اور اس طرح اپنے آپ کو اس آگ سے بچالو۔ اگر ہمارا کوئی مؤمن اپنے اس مؤمن بھائی پر ظلم کرے جو اس کے ساتھ ہماری محبت میں شریک ہے تو خدا اسے جہنم کی آگ میں بھاری بھرکم طوق و زنجیر میں جکڑ دے گا اور اس آگ سے صرف اسے ہماری شفاعت بچاسکتی ہے لیکن ہم اس کی شفاعت نہیں کریں گے مگر یہ کہ پہلے اس مؤمن بھائی کے پاس اس کی سفارش کریں گے جس پر اس نے ظلم کیا تھا۔ اگر اس مؤمن بھائی نے اسے معاف کردیا تو پھر ہم خدا کی بارگاہ میں اس کی شفاعت کریں گے اور اگر اس مؤمن بھائی نے اسے معاف نہ کیا تو یہ جہنم میں ہی رہے گا۔"(۹۲)
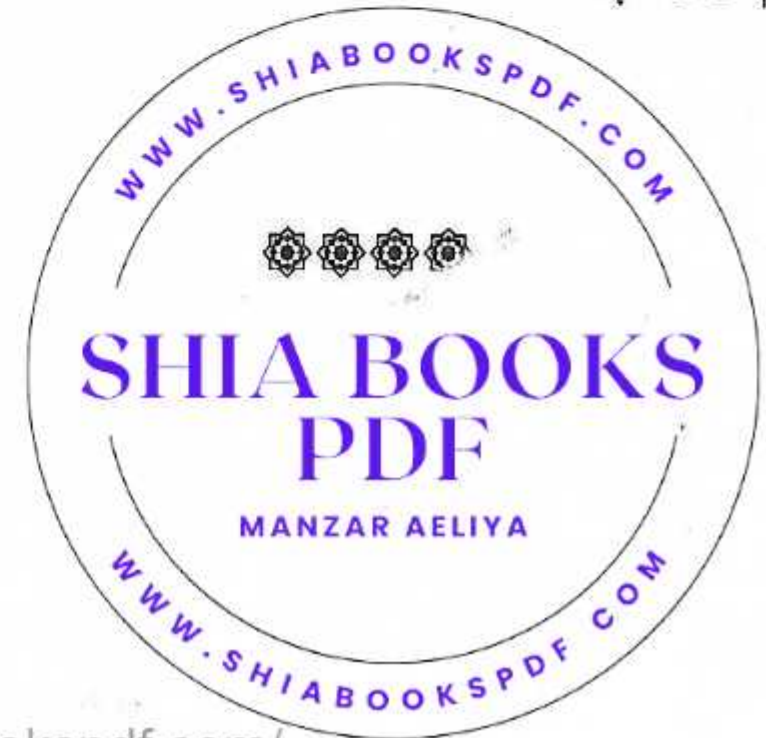
شکریہ اور اختتامی نصیحت

● قبلہ آپ کا بہت شکریہ! آپ نے موضوع کا حق ادا کردیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ قمہ زنی کے حوالے سے جو بھی اعتراضات ہیں ان کا جواب اس گفتگو میں موجود ہے۔ اور ان شاء اللہ یہ ایک مفید کتاب بن کر سامنے آئے گی۔

آپ کا بھی شکریہ کہ آپ نے غور سے میری باتیں سنیں اور ان گفتگو کے ایام میں مجھے برداشت کیا۔ میں چاہتا ہوں کہ اختتام میں دونوں گروہوں کو کچھ نصیحت کروں اور وہ امام علی علیہ السلام کی ایک حدیث ہے جس میں مولاؑ نے فرمایا:

"جنت اسے ملے گی جو اس کی خاطر عمل کرے گا۔"

اسی طرح ایک اور حدیث میں ارشاد ہوا:

"رہائی اخلاص کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔"

یعنی کوئی بھی کام، چاہے وہ اچھا ہی کیوں نہ ہو اگر جنت کے لیے انجام نہ دیا جائے بلکہ کسی اور مقصد کے لیے انجام دیا جائے تو وہ دنیا میں محض تھکاوٹ کا سبب بنے گا اور اس کا کوئی ثمرہ نہیں ہوگا اور آخرت میں بھی اس پر ثواب و جنت اور رہائی نہیں ملے گی۔ عقل مند انسان ہمیشہ اچھے کاموں میں جنت اور نیک مقاصد کو سامنے رکھتا ہے اور ان کاموں کو خدا کی خشنودی کے لیے انجام دیتا ہے چاہے وہ قمہ زنی کا حامی ہو یا اس کا مخالف۔ پس بحث و گفتگو کے بعد دلیل کی مدد سے آپ جو بھی موقف اختیار کریں آپ کا مقصد خدا کی خوشنودی ہونا چاہیے اور آپ کے مقصد میں دشمنی یا ضد کا

عنصر شامل نہیں ہونا چاہیے۔

بہت اچھا ہو اگر ہم مندرجہ ذیل احادیث کی روشنی میں عمل کریں:

□ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

"کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کی طرف اس انداز سے اشارہ کرے کہ اس بھائی کو اذیت پہنچے۔"

"دین کو اپنانے کے بعد سب سے بڑی عقلمندی یہ ہے کہ انسان لوگوں سے محبت کرے اور ہر شخص کے ساتھ چاہے وہ اچھا انسان ہو یا برا انسان، اچھائی کرے۔"

"مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے محفوظ ہوں۔"

"مؤمن وہ ہے جو محبت کرے اور اس سے محبت کی جائے اور جو نہ محبت کرے نہ اس سے محبت کی جائے اس میں کوئی بھلائی نہیں۔"

□ امامِ علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہمارے شیعہ وہ ہیں جو ہماری ولایت کے سبب بخشش کرتے ہیں، ہماری محبت کی وجہ سے محبت کرتے ہیں، ہماری یاد کو زندہ رکھنے کے لیے ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ یہ لوگ جب غضب ناک ہوتے ہیں تو ظلم نہیں کرتے اور جب خوش ہوتے ہیں تو اسراف نہیں کرتے۔ اپنے پڑوسیوں کے لیے باعثِ برکت ہوتے ہیں، اپنے ساتھ ملنے جلنے والو کے لیے باعثِ سلامتی ہوتے ہیں۔"

□ امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہمارے شیعوں کے دل ہر ملاوٹ دھوکے اور مکاری سے پاک ہوتے ہیں۔"

□ امامِ صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"علی کا شیعہ وہ ہے جس کا شکم اور شرمگاہ پاک ہو، اور اس کی کوشش شدید ہو، اور وہ اپنے خالق کے لیے عمل کرے اور اس کے ثواب کی امید رکھے اور اس کے عذاب سے ڈرے۔ جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو تو جان لینا کہ وہ جعفرِ صادق علیہ السلام کے شیعہ ہیں۔"

"ہمارے شیعہ ہدایت والے، تقویٰ والے، اچھائی والے، ایمان والے اور کامیابی والے ہیں۔"

"ہمارے شیعہ تقویٰ رکھنے والے، کوشش کرنے والے، وفادار اور امانت دار ہیں اور زاہد اور عبادت گزار ہیں اور شب و روز ۵۱ رکعات نماز ادا کرتے ہیں۔ رات میں قیام کرتے ہیں اور دن میں روزے رکھتے ہیں اور اپنے اموال کی زکات پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ حج انجام دیتے ہیں اور ہر گناہ سے بچتے ہیں۔"

"ہمارا شیعہ نہیں مگر وہ شخص جو خدا سے ڈرے اور اس کی اطاعت کرے اور ہمارے شیعوں کی علامت، تواضع، خشوع و خضوع، امانت داری اور کثرت سے ذکرِ خدا کرنا ہے۔"

"ہمارے شیعوں کو تین مقامات پر آزماؤ:
وہ نماز کے وقت کی کتنی پابندی کرتے ہیں۔ وہ ہمارے دشمنوں کے سامنے ہماری کتنی رازداری کرتے ہیں۔ وہ اپنے مال سے کتنا اپنے بھائیوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔"

"ہمارے شیعہ ہم میں سے ہیں ہماری خلقت سے بچی ہوئی مٹی سے خلق ہوئے

ہیں۔ وہ ہماری خوشی میں خوش ہوتے ہیں اور ہمارے غم میں غمگین ہوتے ہیں۔"

یہی میری گزارشات تھیں۔ خدا آپ کو دین اور وطن کے جوانوں کو ہمیشہ اچھائی کی طرف دعوت دینے والا رکھے اور ہمیشہ سلامت رکھے۔

خدا نے سچ کہا ہے:

"اور جو پہلے سے اس گھر میں مقیم اور ایمان پر قائم تھے وہ اس سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آیا اور جو کچھ ان مہاجرین کو دے دیا گیا اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی خلش نہیں پاتے۔ اور اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود محتاج ہوں۔ اور جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے بچا لیے گئے ہیں بے شک وہی کامیاب ہیں۔ اور جو ان کے بعد آئے ہیں کہتے ہیں خدایا! ہماری مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے لیے کوئی عداوت نہ رکھ۔ بے شک تو مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔"(۹۳)

خدایا! میری آنکھوں میں نور قرار دے، مجھے دین میں بصیرت عطا فرما، میرے دل کو یقین سے بھر دے، میرے عمل کو اخلاص کے ساتھ قرار دے، مجھے سلامتی عطا کر، میرے رزق میں اضافہ فرما اور مجھے ہمیشہ کے لیے اپنا شکر گزار بندہ بنا دے۔

تجھے تیری رحمت کا واسطہ اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے!
اور تجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی پاک و پاکیزہ آل علیہم السلام کے مقام کا واسطہ۔

❁❁❁❁

خاتمے میں مجتہدین کے فتوے

قمہ زنی کے جواز پر علما کے فتوے اور بیانات

نوٹ ۱: ان فتووں میں سے بعض کا ماخذ انھیں کے ساتھ مذکور ہے اور بعض سید علاء الدین آل بحر العلوم طباطبائی نجفی کے ادارے "دار الدراسات والبحوث الاسلامیہ" کی شائع کردہ کتاب **مراسم عاشوراء فی فتاوی المراجع و العلما** سے حاصل کیے گئے ہیں۔ اور جن کے ساتھ ان کا ماخذ ذکر نہیں کیا گیا وہ سید کاشانی کی فارسی کتاب **عزاداری سنتی** اور سید سجادی کی کتاب **شورِ حسینی** سے لیے گئے ہیں۔

نوٹ ۲: حوزاتِ علمیہ میں یہ بات مشہور ہے کہ اگر ایک فتویٰ صادر ہو جائے تو یہ فتویٰ قابلِ عمل رہتا ہے یہاں تک کہ مجتہد اس موضوع پر کوئی نیا فتویٰ دے۔ اور جو فتوے پیش کیے جائیں گے ان فتووں کے بعد اب تک ان مجتہدین نے کوئی نیا فتویٰ اس موضوع پر نہیں دیا۔ پس اگر کسی دن کوئی مجتہد اپنا فتویٰ تبدیل کرتے ہوئے اس موضوع پر نیا فتویٰ دیدے تو اس کے مقلد کی ذمہ داری جدید فتوے کے حساب سے ہوگی۔

(۱)

مؤسسِ حوزۂ علمیہ قم، شیخ عبدالکریم حائری کا فتویٰ

اگر قمہ زنی سے اس کام کو انجام دینے والے کو کوئی نقصان نہ پہنچے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ قمہ زنی کرنے والوں کو روکے۔

سوال: کیا عاشور کے دن سر پر قمہ کا ماتم کرنا جائز ہے؟

جواب: اگر انسان کو نقصان نہ پہنچائے تو جائز ہے۔

《منتخب المسائل/ شیخِ حائری/ صفحہ ۱۷۶/ اشاعت ۱۳۴۳ ہجری۔》

(۲)

استاد الفقہا، شیخ محمد حسین غروی نائینی کا قمہ زنی اور شعائر حسینیہ کے بارے میں فتویٰ

چہرے اور سینے کو ہاتھ سے اتنا پیٹنا کہ وہ سرخ یا سیاہ ہو جائیں جائز ہے۔ بلکہ پیٹھ اور شانوں پر مذکورہ حد تک زنجیر مارنا بھی جائز ہے۔ بلکہ اگر ہاتھ یا زنجیر کے ماتم سے مختصر سا خون بھی نکل آئے تب بھی جائز ہے۔

جہاں تک رہی بات سر پر قمے کے ماتم کی تو اگر اس سے صرف خون بہے اور اتنی مقدار میں نہ بہے جو جسم کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے اور سر کی ہڈی کو بھی نقصان نہ پہنچے تو یہ بھی جائز ہے۔ اور عام طور پر ماہر افراد جانتے ہیں کہ کس طرح ضرب لگائی جائے تا کہ زیادہ خون نہ بہے۔ لیکن اس صورت میں اگر اتفاقی طور پر اتنا خون بہہ جائے جو

نقصان دہ ہوتا ہے تو یہ کام حرام نہیں ہوگا اور یہ اس کی مانند ہے کہ انسان وضو یا غسل کرے یا روزہ رکھے اور وہ یہ سمجھ رہا ہو کہ یہ امور اس کے لیے نقصان دہ نہیں ہیں مگر بعد میں ان سے کوئی نقصان ہو جائے۔

(۳)

آیت اللہ العظمیٰ سید محمد حجت کا فتویٰ

سوال: عاشور کے دن سر پر قمہ کا ماتم کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر انسان کو نقصان نہ پہنچائے تو جائز ہے۔

《ان کی فقہی کتاب، منتخب الاحکام/ صفحہ ۸۵》

(۴)

آیت اللہ العظمیٰ سید ابوالحسن اصفہانی کا فتویٰ

آیت اللہ محمد رضا طبسی نجفی نقل کرتے ہیں:

میں عاشور کے روز حضرتِ عباس علیہ السلام کے حرم کی کفش داری (جوتے رکھنے کی جگہ) میں سید ابوالحسن اصفہانی کے ساتھ تھا جو وہاں سے نکل رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے سوال کیا کہ کیا قمہ زنی جائز ہے؟ سید ابوالحسن اصفہانی نے فرمایا:

"جی ہاں"

(۵)

آیت اللہ العظمیٰ سید محمد صادق صدر کا فتویٰ

سوال ۵۳۲: عاشور کے دن بعض جلوسوں میں قمہ زنی کے دوران ڈھول بجائے جاتے ہیں۔ قمہ زنی کا کیا حکم ہے؟ اور ڈھول بجانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: بِسْمِہٖ تَعَالٰی۔ بظاہر دونوں کاموں میں کوئی حرج نہیں۔

"اور جو لوگ شعائرِ الٰہی کی تعظیم کرتے ہیں تو یہ دلوں کا تقویٰ ہوتا ہے۔"

﴿مسائل وردود/ جلد ۳﴾

(۶)

آیت اللہ العظمیٰ شیخ مرزا علی غروی کا فتویٰ

سوال ۲۳۸: کیا عزاداری امامِ حسین علیہ السلام میں لوہے اور تلواروں سے سر پیٹنا جائز ہے؟ ہمیں آگاہ کیجیے، خدا آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

جواب: اپنے جسم کو نقصان پہنچانا درست نہیں اور اگر نقصان نہ ہو تو مذکورہ کام جائز بلکہ موردِ ثواب ہیں۔ اور (حقیقت) خدا ہی جانتا ہے۔

﴿فی طریق النجات/ ص ۶﴾

(۷)

آیت اللہ العظمیٰ عبد الاعلیٰ سبزواری کا فتویٰ

سوال: شعائرِ حسینیہ جیسے کہ مجالسِ عزا، سینہ زنی، زنجیر زنی، قمہ زنی، واقعہ کربلا کے ٹیبلوز بنانے اور کالا لباس پہننے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: بِسْمِہٖ تَعَالٰی۔ اگر اس میں کوئی خلاف شریعت یا باعث توہین کام نہ ہو تو یہ مستحب ہیں اور (حقیقت) خدا ہی جانتا ہے۔

(۸)

آیت اللہ العظمیٰ سید ابو القاسم خوئی کا فتویٰ

سوال: اس فرض کے ساتھ جسم کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا، کیا امامِ حسین علیہ السلام کی عزاداری میں قمہ زنی کرنا جائز ہے؟

جواب: سوال میں بیان کیے گئے فرض کے ساتھ خود قمہ زنی میں کوئی اشکال نہیں ہے اور (حقیقت) خدا ہی جانتا ہے۔

سوال: آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ اس جملے سے قمہ زنی کا مباح ہونا سمجھ میں آتا ہے۔ تو کیا اگر اہلبیت علیہم السلام کے ساتھ اظہارِ ہمدردی کے لیے اور شعائر کی تعظیم کی نیت سے یہ کام کیا جائے تو کیا مستحب ہوگا؟

جواب: اگر نیت خالص ہو تو بعید نہیں کہ اہلبیت علیہم السلام سے ہمدردی پر خدا ثواب عطا فرمائے۔

(۹)

آیت اللہ العظمیٰ سید محمد حسینی شیرازی کا فتویٰ

سوال: شعائرِ حسینیہ جیسے مجالسِ عزاء، سینہ زنی، قمہ زنی اور اس قسم کے امور کا کیا حکم ہے؟

جواب: شیعہ قوموں میں رائج تمام طریقوں سے شعائرِ حسینیہ کو قائم کرنا فقہا میں مشہور قول کی بنا پر جائز ہے۔ بلکہ یہ مستحب کام ہے اور کروڑوں افراد ان ہی مجالس اور شعائرِ حسینیہ کے سبب اور امامِ حسین علیہ السلام کی برکت سے جنھیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت کا چراغ اور نجات کی کشتی کا نام دیا، اسلام اور تشیع کو اختیار کرتے ہیں۔

《کتاب روی علی نہضت الامام الحسین/صفحہ ۴۳》

(۱۰)

آیت اللہ سید شہاب الدین مرعشی نجفی کا فتویٰ

سوال: شعائرِ حسینیہ جیسے مجالسِ عزا، اپنے آپ کو پیٹنے، واقعۂ کربلا کے ٹیبلوز بنانے اور کالا لباس پہننے کا کیا حکم ہے؟

جواب: جب تک کوئی حرام کام (جیسے بین بجانا یا خواتین کا مردانہ لباس پہننا اور مردوں کا زنانہ لباس پہننا) انجام نہ پائے امامِ حسین علیہ السلام کی عزاداری کرنا جائز ہے۔ اور سلامتی بہترین اختتام ہے۔

(۱۱)

آیت اللہ العظمیٰ شیخ محمد علی اراکی کا فتویٰ

بِسْمِہٖ تَعَالیٰ۔ اگر قمہ زنی جسم کو نقصان نہ پہنچائے اور موت کا سبب نہ بنے تو جائز ہے۔

(۱۲)

آیت اللہ العظمیٰ سید علی حسینی سیستانی کا فتوی

بِسْمِہٖ تَعَالیٰ۔ جو چیز بھی امامِ حسین علیہ السلام کی عزاداری کا مصداق بنے وہ مستحب ہے۔ اور نیک بزرگان کا جو طریقہ تھا اس سے روگردانی مناسب نہیں۔

《آقائے سیستانی کے قم کے دفتر کی شرعی سوالات کی کمیٹی》

(۱۳)

آیت اللہ العظمیٰ شیخ جواد تبریزی کا فتویٰ

بِسْمِہٖ تَعَالیٰ۔ قمہ زنی بذاتِ خود ایک جائز فعل ہے۔ اگرچہ بے تابی کے عنوان سے اسے مستحب قرار دینے میں اشکال کیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ نقل ہوا ہے کہ جب جنابِ زینب سلام اللہ علیہا نے امامِ حسین علیہ السلام کے سر کو نوکِ نیزہ پر دیکھا تھا تو اپنا سر محمل پر مارا تھا اور اس سے خون جاری ہو گیا تھا۔ اور (حقیقت) خدا ہی جانتا ہے۔

(۱۴)

آیت اللہ العظمیٰ سید محمد حسینی شاہرودی کا فتویٰ

بِسْمِہٖ تَعَالٰی۔ جیسا کہ شیعیت کے بزرگ مراجع آیت اللہ نائینی اور آیت اللہ حائری کا اپنی اپنی فقہی کتابوں میں اور مرحوم والد صاحب کا فتویٰ ہے کہ اگر یہ خوف نہ ہو کہ قمہ زنی سے نقصان ہوگا تو یہ جائز ہے بلکہ اہم ترین شعائرِ دینیہ میں سے ہے۔

《صفر ۱۴۱۰ ہجری/محمد حسینی شاہرودی》

بِسْمِہٖ تَعَالٰی۔ شعائرِ حسینیہ کی تعظیم شرعاً ایک مناسب کام ہے بلکہ بعض اوقات واجب بھی ہو جاتا ہے۔ اور قمہ زنی سے اگر جسم کو نقصان نہ ہو تو یہ جائز ہے۔

《۲۳ محرم ۱۴۲۲/محمد حسینی شاہرودی》

(۱۵)

آیت اللہ العظمیٰ سید صادق حسینی شیرازی کا فتویٰ

سوال: آج کے زمانے میں رائج عزاداری کی رسمیں کیا ائمہ علیہم السلام کے زمانے میں بھی تھیں؟

جواب: جی ہاں! ان رسومات کی بشمول قمہ زنی کے بنیادیں ائمہ علیہم السلام کے زمانے میں موجود تھی۔ بی بی زینب سلام اللہ علیہا نے جب اپنے سامنے مولا حسین علیہ السلام کا خون آلود سر دیکھا تو اپنا سر محمل پر پٹخنے لگیں اور یہی قمہ زنی کی بنیاد ہے۔

سوال: سینے کو پیٹنا اور زنجیر زنی کرنا اور چہرے کو نوچنا کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب: امامِ حسین علیہ السلام کے لیے کیا جائے تو جائز ہے۔

سوال: قمہ زنی کا کیا حکم ہے؟

جواب: مستحب ہے۔

《کتاب استفتاءات فی شعائر الحسینیہ المقدسہ》

(۱۶)

آیت اللہ العظمیٰ شیخ وحید خراسانی کا فتویٰ

بِسْمِہٖ تَعَالٰی۔ قمہ زنی سے اگر جسم کو نقصان نہ پہنچے تو جیسا کہ آقائے حائری نے بھی فرمایا یہ جائز ہے، بلکہ اجر و ثواب کا باعث ہے۔

(۱۷)

آیت اللہ العظمیٰ سید تقی طباطبائی قمی کا فتویٰ

سوال: شعائرِ حسینیہ جیسے مجالس عزا، سینہ زنی، زنجیر زنی، قمہ زنی، واقعۂ کربلا کے ٹیبلوز بنانے اور کالا لباس پہننے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ شعائرِ حسینیہ پر اگر کوئی حرام عنوان صادق نہ آئے تو یہ سب جائز ہیں، بلکہ ان کو انجام دینا بہتر ہے، بلکہ بعض صورتوں میں یہ واجب ہیں۔ اور (حقیقت) خدا ہی جانتا ہے۔

سید طباطبائی یہ بھی کہتے ہیں کہ:

"رائج طریقے کے مطابق سینہ زنی، زنجیر زنی اور قمہ زنی کے جلوس نکالنا نہ صرف جائز ہے بلکہ بہتر بھی ہے اور شعائرِ دین میں سے ہے۔ بلکہ آج کے زمانے میں ایک حد تک واجبِ کفائی ہے۔ اور بعض لوگ وسوسے پیدا کرتے ہیں اور لوگوں کے ذہن میں شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں جو کہ صحیح نہیں اور اس قسم کی باتیں پھیلانا حرام ہے۔"

(۱۸)

آیت اللہ العظمیٰ سید محمد سعید الحکیم کا فتویٰ

سوال: گذشتہ زمانے کے بزرگ علما جیسے آیت اللہ نائینی، آیت اللہ محسن الحکیم اور آیت اللہ خوئی شعائرِ حسینیہ جیسے سینہ زنی، زنجیر زنی اور قمہ زنی کو مستحب سمجھتے تھے۔ کیا آپ کی رائے ان کے موافق ہے؟

جواب: جی ہاں! ہم اپنے جدِ امجد کے فتوے کے موافق ہیں۔ اگر اس سے دین کی ترویج ہوتی ہو اور جسم کو کوئی بڑا نقصان نہ پہنچائے تو یہ کام مستحب ہے۔

آیت اللہ سعید الحکیم یہ بھی فرماتے ہیں کہ:

"سینہ زنی اور قمہ زنی اس لیے انجام دیے جاتے ہیں کہ حق اور مردانِ حق کے ساتھ اظہارِ محبت ہو سکے اور حق کی ترویج ہو اور اس کے ستون محکم ہوں اور غصب شدہ حق پر دکھ کا اظہار ہو۔ لہٰذا ان کاموں کو انجام دینا بہتر ہے۔"

﴿آقائے حکیم کی ویب سائٹ پر موجود سوالات اور جوابات﴾

(۱۹)

آیت اللہ العظمیٰ علامہ نوری کا فتویٰ

شعائرِ حسینیہ شعائرِ الٰہی میں سے عظیم ترین ہیں۔ اور سینہ زنی، زنجیر زنی (اگر جسم کو بڑا نقصان نہ پہنچائے) اور اسی شرط کے ساتھ قمہ زنی، کالا لباس پہننا اور واقعۂ عاشورے کے ٹیبلوز بنانا (اگر اس میں ائمہ علیہم السلام سے کوئی جھوٹی بات منسوب نہ کی جائے اور کوئی دوسرا حرام کام بھی انجام نہ پائے) جائز ہے۔

(۲۰)

آیت اللہ شیخ یعسوب الدین رستگاری کا فتویٰ

بی بی زینب سلام اللہ علیہا نے اسیری کے دوران اپنا سر محمل پر مارا تھا۔ اس کی پیروی کرتے ہوئے قمہ زنی جائز ہے۔ اور جب دشمن اور اس کے کارندے اسلام کو بچانے والوں کو مٹانا چاہتے ہوں تو یہ کام واجب ہے۔ لیکن اس کام کو جاری رکھنے کے لیے تدبیر سے کام لینا ہوگا۔ وَالسَّلَام

﴿محرم الحرام ۱۴۲۲ / یعسوب الدین رستگاری۔﴾

(۲۱)

آیت اللہ العظمیٰ سید محمد صادق حسینی روحانی کا فتویٰ

بِسْمِہٖ تَعَالٰی۔ بے شک شبِ عاشور و روزِ عاشور میں قمہ زنی کرنا شعائرِ دین اور بزرگوں کی سنت ہے۔ اور مجھے بہت افسوس ہے کہ مجھے اس کام کی توفیق حاصل نہیں ہوئی۔ لیکن میں قمہ زنی کرنے والے جوانوں سے محبت کرتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے ان کے ساتھ محشور کرے۔

﴿۲۴ محرم الحرام ۱۴۲۲/محمد صادق حسینی روحانی﴾

(۲۲)

آیت اللہ العظمیٰ محمد تقی مدرسی کا فتویٰ

سوال: قمہ زنی کا کیا حکم ہے؟

جواب: شعائرِ حسینیہ میں سے جس کام سے بھی اسلام کی عظمت ظاہر ہوتی ہو اور امامِ حسین علیہ السلام کی یاد تازہ ہوتی ہو تو وہ اس لحاظ سے مستحب ہے بشرطیکہ جسم کو یا دین کو نقصان نہ پہنچائے۔

سوال: کون سا کام بہتر ہے؟ قمہ زنی یا خون کا عطیہ دینا؟

جواب: خون کا عطیہ ایک اچھا کام ہے اور بعض اوقات سب سے بڑی نیکیوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ اور شرعی حدود کا خیال رکھا جائے تو شعائرِ حسینیہ بھی پسندیدہ کام ہیں۔ لہٰذا اس سوال کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔ کیوں کہ دونوں مختلف نوعیت کی نیکیاں ہیں۔

﴿استفتاءات کا میگزین/ شمارہ ۲۳ / سن ۱۴۲۷ ہجری/ آیت اللہ مدرسی کے کربلا کے دفتر سے شائع شدہ﴾

(۲۳)

آیت اللہ العظمیٰ سید حسین بروجردی کا فتویٰ

سوال: یومِ عاشور میں قمہ زنی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر جسم کو نقصان نہ پہنچائے تو جائز ہے۔

﴿آقائے بروجردی کی توضیح المسائل/متفرقہ مسائل کا باب﴾

(۲۴)

آیت اللہ العظمیٰ محمد حسین غروی اصفہانی کا فتویٰ

عزاداری کے رائج طریقے بشمول قمہ زنی کی حرمت پر کوئی مضبوط دلیل نہیں ہے جب تک ان سے موت واقع نہ ہو یا اس قسم کا کوئی معاملہ نہ ہو۔ پس یہ طریقے عرفا کے طریقے ہیں اور جائز ہیں بلکہ ان کو انجام دینا بہتر ہے۔ اور کیوں نہ امامِ حسین علیہ السلام کی عزاداری میں ایسا ہو جب کہ ماضی، حال اور استقبال میں کلمۂ حق کو بلند رکھنے کا اور قوم کے نظام کو قائم رکھنے کا اور شعائرِ مذہب کو زندہ رکھنے کا واحد راستہ یہی (عزاداری) ہے۔ اور اگر عزاداری نہ ہوتی تو شہدا کربلا کا خون رائیگاں چلا جاتا اور کوئی ان کی تحریک کے بارے میں نہ جان پاتا۔ خدا ہمیں راہ راست کی ہدایت دے اور ہم کو اس پر ثابت قدم رکھے۔ بے شک وہی توفیق دینے والا ہے۔

(۲۵)

آیت اللہ العظمیٰ محمد رضا گلپائگانی کا فتویٰ

سوال : امامِ حسین علیہ السلام کی عزاداری میں مجلس، سینہ زنی، زنجیر زنی اور قمہ زنی کے بارے میں آپ کی کیارائے ہے؟

جواب : بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ امامِ حسین علیہ السلام کی عزاداری مستحب ہے اور قمہ زنی سے اگر کوئی نقصان نہ پہنچے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور (حقیقت) خدا ہی جانتا ہے۔

(۲۶)

آیت اللہ العظمیٰ سید حسین خادمی اصفہانی کا فتویٰ

یہاں تک کہ قمہ زنی بھی اگر وہ لوگ کریں جو اس کا طریقہ جانتے ہیں اور اس سے موت واقع نہ ہو تو جائز ہے۔

(۲۷)

آیت اللہ العظمیٰ سید علی فانی اصفہانی کا فتویٰ

ہماری رائے یہ ہے کہ خدا، رسولؐ اور اہلِ اہلبیت علیہم السلام سے قربت اختیار کرنے کا بہترین طریقہ شعائرِ حسینیہ ہیں۔ کیوں کہ ان کے ذریعے اہلبیت علیہم السلام کے مقصد کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ میں شعائرِ حسینیہ جن میں فضائل اور مصائبِ اہلبیت کا تذکرہ،

امامِ حسین علیہ السلام، ان کے گھر والے اور ان کے ساتھیوں کے حوالے سے مرثیہ خوانی، چہرے کو پیٹنا، زنجیر زنی کرنا، سڑکوں پر جلوس نکالنا، قمہ زنی کرنا، واقعۂ کربلا کے ٹیبلوز بنانا، ڈھول بجانا اور آگ کا ماتم کرنا شامل ہیں، کے فوائد بھی بیان کروں گا۔

(۲۸)

آیت اللہ العظمیٰ سید محمد علی علوی گرگانی کا فتویٰ

دلائل کی روشنی میں یہ بات ثابت ہے کہ اگر جسم کو نقصان نہ پہنچے اور موت واقع نہ ہو تو ہر قسم کی عزاداری (سینہ زنی، زنجیر زنی اور قمہ زنی) جائز ہے۔

《شعبان/ ۱۴۱۴ ہجری》

(۲۹)

آیت اللہ العظمیٰ سید محمد علی ابطحی کا فتویٰ

اگر موت یا ناقابلِ برداشت نقصان کا باعث نہ بنے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور (حقیقت) خدا ہی جانتا ہے اور وہ ہی اچھائیوں کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

(۳۰)

آیت اللہ العظمیٰ شیخ لطف اللہ صافی گلپائگانی کا فتویٰ

سوال : کیا قمہ زنی حرام ہے؟

جواب : اگر اس سے کوئی خاص نقصان نہ پہنچے تو عزاداری میں جائز ہے۔

(۳۱)

آیت اللہ العظمیٰ شیخ بشیر نجفی کا فتویٰ

سوال : بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سب سے پہلے میں قبلہ کی خدمت میں خوش آمدید عرض کرتا ہوں اور "یا حسین" چینل کی انتظامیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا قمہ زنی اور زنجیر زنی جائز ہے؟

جواب : بِسۡمِہٖ تَعَالٰی۔ اگر ماہرین کی رائے کے مطابق قمہ زنی یا زنجیر زنی موت کا سبب بنتی ہو یا اس سے جسم کا کوئی عضو ناکارہ ہو جاتا ہو یا پھر لوگوں کی جہالت کے سبب یہ دین کی بدنامی کا سبب بنے تو ان دو صورتوں میں جائز نہیں ہے۔ لیکن ان دو صورتوں کے علاوہ اگر کوئی شخص امام حسین علیہ السلام کے مصائب لوگوں تک پہنچانے کے لیے اور امام حسین علیہ السلام پر ڈھائے گئے مصائب دنیا کو بتانے کے لیے یہ کام کرے تاکہ اس کے ذریعے امام حسین علیہ السلام کی طرف پکارنے والوں اور ان کے قیام کی روح کو زندہ رکھنے والوں میں شامل ہو تو یہ شخص خدا کی جانب سے اجر و ثواب کا حقدار ہے اور خدا ہی اچھائیوں کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

(۳۲)

آیت اللہ العظمیٰ شیخ تقی بہجت کا فتویٰ

سوال ۱: شیعہ نشین علاقوں میں جو تعزیے برآمد ہوتے ہیں ان کی کیا حدیں ہیں اور ان کا کیا حکم ہے؟

سوال ۲: اگر مخفیانہ طور پر قمہ زنی وغیرہ انجام دی جائے تو کیا یہ امام حسین علیہ السلام کا غم منانے کا مصداق شمار ہوگی؟

جواب : تقیے کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے وہ کام انجام دینا جو معاشرے میں رائج ہیں اور ان سے جسم کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا، جائز ہے اور (حقیقت) خدا ہی جانتا ہے۔

(۳۳)

آیت اللہ العظمیٰ سید محمود شاہرودی کا فتویٰ

ذی الحجہ سن ۱۳۶۶ میں انھوں نے قمہ زنی کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا۔

(۳۴)

مشہور محدث اور علمِ رجال کے ماہر، آیت اللہ سید ضیاء الدین علامہ کا فتویٰ

موصوف کے بارے میں کتاب الذریعه الی تصانیف الشیعه کے مولف آقا بزرگ تہرانی اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

"سید ضیاء علامہ ایک جلیل القدر شخصیت تھے اور حقیقی معنی میں علامہ (بہت علم رکھنے والا) تھے۔"

سید ضیاء الدین قمہ زنی کے بہت بڑے حامیوں میں سے تھے اور صبحِ عاشور خود بھی بہت عجیب انداز میں قمہ زنی انجام دیتے تھے۔ وہ ۸۰ برس کی عمر میں قمہ زنی کرتے تھے اور خون ان کے چہرے پر جاری ہو کر ان کی سفید داڑھی کو سرخ کر دیتا تھا۔ اور وہ سب کو بتانا چاہتے تھے کہ امامِ حسین علیہ السلام کی محبت اور ان سے ہمدردی میں چھوٹا اور بڑا، جوان اور بوڑھا، مجتہد اور غیر مجتہد، سب برابر ہیں۔

سید کے مطابق قمہ زنی واجبِ کفائی اور بعض افراد کے لیے واجبِ عینی تھی۔ اور کہتے تھے کہ میں اپنی ذمہ داری پوری کرنے کے لیے قمہ زنی کرتا ہوں۔ اور سید کی خصوصیات میں سے ایک یہ تھی کہ امامِ حسین علیہ السلام پر بے حد گریہ کرتے تھے۔ اگر ان کے سامنے صرف مولا کا نام بھی لے لیا جاتا تو اتنے آنسو بہاتے کہ رخسار اور داڑھی تر ہو جاتی تھی۔

(۳۵)

قمہ زنی کے بارے میں پوچھے گئے سوال پر رہبرِ معظم آقائے خامنہ ای کا جواب

سوال: زنجیر زنی، قمہ زنی، واقعۂ کربلا کے ٹیبلوز اور ڈھول کے ذریعے عزاداری قائم کرنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: امامِ حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے لیے عزاداری کرنا انتہائی نیک کاموں میں سے ایک ہے اور رائج طریقے پر عزاداری کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر قمہ زنی جسم کو نقصان پہنچائے یا پھر دین کی بدنامی کا سبب بنے تو اس سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ اسی طرح ٹیبلوز میں اگر باطل باتیں پیش کی جائیں یا ان سے جوانوں کے عقائد خراب ہوں تو ان کو بھی ترک کرنا لازم ہے۔ بہر حال بہتر یہ ہے کہ ان کاموں کے بجائے نوحہ خوانی اور مرثیہ خوانی کی جائے اور سینہ زنی اور مجالسِ عزا کا انعقاد کیا جائے۔

نوٹ: میرے عقلمند بہنو اور بھائیو! دیکھیے کہ رہبرِ معظم نے اس شرط کے ساتھ قمہ زنی کو حرام قرار دیا ہے کہ اس سے جسم کو نقصان پہنچے یا دین کی بدنامی ہو۔ پس اگر کوئی شخص سمجھتا ہے کہ قمہ زنی اسے نقصان نہیں پہنچائے گی اور اس کے مرجعِ تقلید کی رائے میں یہ دین کی بدنامی کا سبب نہیں ہے تو وہ قمہ زنی کر سکتا ہے۔ اور قمہ زنی کرنے والے ایسے ہی ہیں اور (حقیقت) خدا ہی جانتا ہے۔

اور جب رہبرِ معظم کو پتہ چلا کہ بعض افراد قمہ زنی کرنے والوں کی توہین کرتے

ہیں تو ان کو روکنے کے لیے مندرجہ ذیل بیان (نمبر ۱-۳۵۵۴) ان کے دفتر سے جاری ہوا:

"ہمارے علم میں آیا ہے کہ بعض افراد قمہ زنی انجام دینے والوں کے ساتھ بحث کرتے ہیں اور ان پر تنقید کرتے ہیں۔ دفتر اعلان کرتا ہے کہ رہبرِ معظم اس رویے سے بالکل بھی راضی نہیں ہیں۔ اور قمہ زنی کے معاملے میں رہبرِ معظم نے لوگوں سے چاہا کہ اس کام کو ترک کر دیں اور لوگوں نے ان کی بات قبول کی جب کہ ان کو یہ کام انجام دینے کی آزادی تھی۔ اور ان شاء اللہ ان افراد کو امامِ حسین علیہ السلام اس کا اجر عطا فرمائیں گے۔ پس کسی شخص کو (جو ممکن ہے دوسرے مقاصد بھی رکھتا ہو) یہ حق نہیں کہ انقلابی مومنین کو مجبور کرے کہ اس طرح عمل کریں جیسے اس شخص کی نگاہ میں ان کی شرعی ذمہ داری ہے۔"

دفتر رہبرِ معظم/محمدی گلپایگانی۔

﴿سید سجادی کی کتاب شورِ حسینی﴾

قمہ زنی غلط یا قمہ زنی درست؟

"الایام" نامی بحرینی جریدے کی خاتون صحافی "لمیس ضیف" کی عالمِ دین "شیخ عبدالعظیم المہتدی البحرانی" کے ساتھ گفتگو۔

ان کے لیے

"جو تمام اقوال کو سن کر بہترین کی پیروی کرتے ہیں۔ یہی وہ افراد ہیں جن کی خدا نے ہدایت کی ہے اور یہی صاحبانِ عقل ہیں۔"

غلط اور درست کے درمیان گفتگو جو "الایام" جریدے نے ۸، ۹ اور ۱۰ محرم سن ۱۴۲۸ (فروری ۲۰۰۷) کو شائع کی۔

یہ گفتگو "لمیس ضیف" نے انجام دی اور اس کی تحریر میں "حسن المدحوب" نے معاونت کی۔

تمہید:

یہ ملاقات اس وعدے کے تحت انجام پا رہی ہے جو میں نے قبلہ عبدالعظیم المہتدی البحرانی سے گذشتہ برس کیا تھا کہ قمہ زنی کے سب سے بڑے حامی اور قمہ زنی کی مخالفت کرنے والی سب سے پہلی صحافی کے درمیان اس موضوع پر گفتگو ہو۔ اور پچھلے سال جب میں نے قمہ زنی کے خلاف ایک کالم شائع کیا تھا تو اس پر میری قبلہ سے ٹیلیفون پر بات ہوئی تھی اور یہ بھی طے پایا تھا کہ کسی مناسب موقع اس موضوع پر دوبدو گفتگو کی جائے۔ اور اب وہ مناسب وقت آ گیا ہے کیوں کہ روزِ عاشور قریب

ہے۔ وہ دن جس میں "حیدر" کی صدائیں گونجتی ہیں اور قمہ زنی کے کفن پوش جلوس برآمد ہوتے ہیں اور شیخ مہتدی کے مطابق ان کی روحانیت اور ہیبت سے اور میرے خیال میں ان کے ڈر اور خوف سے ہر بدن کانپ اٹھتا ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ قمہ زنی کا مسئلہ عام لوگوں میں بھی اور علما میں بھی اختلافی رہا ہے۔ بہت سے علمانے اس کے حرام ہونے کا فتویٰ دیا ہے جب کہ باقیوں نے اس کو جائز قرار دیا ہے اور بعض نے اس کی کافی تاکید کی ہے۔

ہم ان تمام نظریوں کو اس گفتگو میں جمع کریں گے جس میں میں قمہ زنی کے مخالفین کی رائے پیش کروں گی (جس کو قبلہ نے بہت بڑے دل سے قبول کیا ہے) اور اس کے جواب میں قبلہ قمہ زنی کے جواز بلکہ اس کے مستحب ہونے پر دلیلیں پیش کریں گے۔

پس اس ملاقات میں دو ایسے افراد موجود ہیں جن کے نظریات نے ان میں تفریق پیدا کر رکھی ہے مگر اس بات پر ان دونوں کا اتفاق ہے کہ ایک دوسرے کی رائے کا احترام کرنا چاہیے۔

● آپ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ قمہ زنی مستحب ہے لیکن آپ خود یہ کام انجام نہیں دیتے۔ ایسا کیوں؟

مستحب افعال دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کا بعینہ تذکرہ کسی آیت یا روایت میں آیا ہو اور دوسرے وہ جو کسی عمومی عنوان جیسے نیکی یا عمل صالح کے تحت شامل ہوں۔ قمہ زنی کا تعلق دوسری قسم سے ہے۔ اور میں نے خود کبھی یہ عمل اس وجہ سے انجام نہیں دیا کہ میں جس ماحول میں رہتا تھا وہاں میرے لیے یہ سعادت حاصل کرنا ممکن نہیں تھا۔

● یقیناً ماحول سے آپ کی مراد مغربی ممالک ہیں۔ لیکن اب آپ کچھ وقت سے بحرین تشریف لا چکے ہیں۔ اب آپ کیوں یہ کام انجام نہیں دیتے؟

میں اس وقت پارلیمنٹ کا ایک عہدہ دار ہوں اور اس حوالے سے کچھ پروٹوکول ہیں جن کا مجھے خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اور ویسے بھی مستحبات میں مکلف کو یہ اجازت ہوتی ہے کہ وہ انھیں ترک کر دے۔ اور مغربی ممالک میں رہائش کے دوران بعض سیاسی مصروفیات اور پردیس کی مشکلات کے سبب میں اپنے گھر والوں کے لیے بھی وقت نہیں نکال پاتا تھا جو کہ واجب ہے۔

● کیا یہ حیران کن نہیں کہ اکثر مراجع لوگوں کو قمہ زنی کی ترغیب دیتے ہیں مگر خود یہ عمل بجا نہیں لاتے؟

مراجع کی عمر اور ان کے معاشرتی مقام کے بھی کچھ تقاضے ہیں۔ اور بہت سے علما اور مجتہدین قمہ زنی کے جلوسوں کے شروع میں چلتے ہیں تا کہ ان جلوسوں کی تائید ہو۔ اور ان میں سے بعض مختصری قمہ زنی بھی کرتے ہیں لیکن وہ نظر نہیں آتی کیونکہ خون کی مقدار کم ہوتی ہے اور وہ ان کے عمامے کے نیچے ہوتا ہے جس کے ذریعے عام طور پر علما پہچانے جاتے ہیں۔ اور میں نے اپنی کتاب میں بھی لکھا تھا کہ امامِ خمینیؒ نے کافی عرصے تک لوگوں کو جنگ اور جہاد پر جانے کا حکم دیا مگر خود ایک گھنٹے کے لیے بھی میدانِ جنگ میں نہ گئے۔ پس یہ کوئی ٹھوس اعتراض نہیں ہے کیوں کہ ہر انسان کو اپنے معاشرے میں مقام کا بھی خیال رکھنا ہوتا ہے۔

● قمہ زنی کے بہت سے نقصانات ہیں جو سب کو معلوم ہیں۔ ان کے مقابلے میں اس کے فوائد کیا ہیں؟ اور کس طرح سے قمہ زنی امامِ حسین علیہ السلام کے واقعے کو فائدہ پہنچاتی ہے؟

عموی طور پر شعائرِ حسینیہ اس لیے وجود میں آئے تا کہ لوگ امامِ حسین علیہ السلام کی طرف مائل ہوں۔ پس کوئی شعیرہ جتنا زیادہ انسان کی ذات سے قریب ہوگا اور جتنا زیادہ جذبات کو اجاگر کرے گا اتنا ہی زیادہ امامِ حسین علیہ السلام کے معاملے میں مفید ہوگا۔ اور جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب میں بھی بیان کیا کہ ماہرینِ نفسیات کے مطابق قمہ زنی اس کام کو انجام دینے والوں پر بھی گہرا اثر دکھاتی ہے اور اسے دیکھنے والوں پر بھی تاثیر رکھتی ہے۔

● بے شک ایسا ہے! خوفناک مناظر انسان کے ذہن پر نقش ہو جاتے ہیں۔ اور خوفناک، جنسی اور خونی مناظر کے بارے میں ماہرینِ نفسیات یہی کہتے ہیں۔ اور خون کو دیکھنے سے وہ منظر انسان کے حافظے میں ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کا امامِ حسین علیہ السلام کے معاملے سے کیا لینا دینا؟

ہماری تاریخ میں خون کی ایک حرمت اور تقدس رہی ہے۔ اور خون کے حوالے سے دو باتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ ظلم اور دشمنی کے تحت کسی کا خون بہانا جیسا کہ دھماکوں اور دہشتگردی کے واقعات میں ہوتا ہے خوفناک مناظر کے مصداق میں شمار ہوتا ہے۔ دوسری یہ کہ حق کا ساتھ دینے کے لیے علامتی طور پر اپنے خون کے چند قطرے گرانا کہ امامِ حسین علیہ السلام کے خون کی یاد تازہ ہو سکے۔ پھر تاریخ میں مقدس عہد ناموں پر وفاداری کا وعدہ لینے کے لیے خون سے مہر لگائی جاتی تھی۔ پس قمہ زنی کرنے والا امامِ حسین علیہ السلام سی مقدس شخصیت کے ساتھ عہد نامے پر وفاداری کا اعلان کرنے کے لیے اپنی پیشانی کے خون سے مہر لگاتا ہے۔ اور جو شخص امامِ حسین علیہ السلام کے معاملے کے تقدس کو درک کر لے وہ اس مختصر سے خون کو دیکھ کر خوفزدہ نہیں ہوگا۔ بلکہ جب وہ اس کام کے فلسفے کو جان لے گا تو یہ خون دیکھ کر اس کے ذہن میں وہ خون آئے گا جو

امامِ حسین علیہ السلام نے حق کی خاطر بہایا اور ظالموں نے اس خون کو ناحق بہایا اور اس کے ذریعے وہ بلند عرفانی مقامات تک پہنچ جائے گا۔ اور ہر سال یہ کام عاشور کے دن صبح کے وقت تکرار کیا جاتا ہے تا کہ اس مصیبت کی یاد زندہ رہے جس پر کائنات نے خون کا گریہ کیا۔

● یہ بات ان افراد کے بارے میں درست ہو سکتی ہے جو امامِ حسین علیہ السلام کے واقعے سے واقف ہیں۔ یہ لوگ خون دیکھ کر اس واقعے کو یاد کر سکتے ہیں۔ لیکن جو دیگر غیر شیعہ افراد ہیں ان کے بارے میں ایسا نہیں ہے۔ جب کہ ان شعائر کا مقصد ان لوگوں کو آگاہی دینا ہے جو دین سے ناواقف ہیں۔ اور اس میں ہم ناکام ہو گئے ہیں۔ اور اس بات کی دلیل یہ ہے کہ ہم صدیوں سے امامِ حسین علیہ السلام کا غم منا رہے ہیں مگر کوئی ہماری طرف مائل نہیں ہو رہا، بلکہ دوسروں میں ہماری نسبت نفرت پیدا ہو رہی ہے۔

یہ آپ کا دعویٰ ہے جس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیوں کہ تحقیقات اور مشاہدے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے مذہب کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے اور یہ شعائر لوگوں میں مقبولیت پا رہے ہیں۔ امامِ حسین علیہ السلام کے قیام اور شعائرِ حسینیہ کے بارے میں گاندھی، انگریز مصنف ولیم لوفتس، اڈوارڈ ڈیرون، مشرقی ممالک پر تحقیق کرنے والا جرمن دانشور ماروین اور ان جیسے دیگر افراد نے جو باتیں کی ہیں آپ ان کا مطالعہ کریں۔ آپ کو کہیں نفرت نظر نہیں آئے گی۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ ہم دوسروں کو اہلبیت علیہم السلام کے مذہب کی طرف مائل کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں۔ آپ CIA اور دیگر اداروں نے جو شیعوں کی روک تھام کے حوالے سے رپورٹس شائع کی ہیں ان کا مطالعہ کریں۔ اور جو لوگ قمہ زنی کو اظہارِ عشق کا ایک طریقہ سمجھتے ہیں وہ اس

کا بہت احترام کرتے ہیں۔ کیوں کہ جب کوئی شخص کسی انسان یا کسی واقعے سے محبت کرنے لگتا ہے تو وہ اس انسان یا اس واقعے کی خاطر تکلیفیں برداشت کرنے کی ہمت بھی اپنے اندر پیدا کر لیتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کی خاطر اپنی جان بھی دینے کو تیار ہو جاتا ہے۔ اور یہ انسان اس شخص یا واقعے سے محبت کے اظہار کے لیے ہر قسم کی مصیبت کو خوشی سے گلے لگا لیتا ہے۔

بحرین کے ایک مشہور نوحہ خوان جو قمہ زنی کے معاملے میں میرے ہم خیال ہیں مجھے بتا رہے تھے کہ میں جورڈن سے تعلق رکھنے والے ایک اہلِ سنت فلم پروڈیوسر کے ساتھ بیٹھا تھا۔ وہ اس سال محرم میں بحرین آیا تھا اور اس نے قمہ زنی کے جلوس بھی دیکھے تھے۔ مجھے ڈر تھا کہ وہ ان پر تنقید کرے گا مگر میں حیران ہوا جب اس نے کہا:

"یہ قمہ زنی دکھا رہی ہے کہ یہ لوگ اپنے دل کی گہرائیوں سے اس واقعے پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور یہ بتا رہی ہے کہ ان لوگوں کی روح اور ذاتِ امام حسین علیہ السلام کی ذات میں فنا ہو چکی ہے۔ اور میں ایک پروڈیوسر کی حیثیت سے یہ سمجھتا ہوں کہ اس خون کو دنیا کے سامنے اس انداز میں پیش کیا جا سکتا ہے کہ لوگ بغیر کسی نفرت کے یہ دیکھیں کہ واقعۂ کربلا سے شروع ہونے والے انسانی اقدار آہستہ آہستہ آج اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ یہ لوگ اپنے آپ کو امامِ حسین علیہ السلام میں فنا کر چکے ہیں۔"

بنیادی طور پر اگر انسان کسی چیز کو مثبت نگاہ سے دیکھے تو وہ چیز اسے اچھی نظر آئے گی اور اگر انسان کسی چیز کو منفی نگاہ سے دیکھے تو وہ چیز اسے بری نظر آئے گی۔ اور یہ قانون ہر چیز کے لیے ہے۔ نماز کے لیے، حج کے لیے، یہاں تک کہ اسلام کے لیے۔ اگر کوئی اس کی طرف منفی نگاہ سے دیکھے گا تو اس کی منفی تفسیر کرے گا اور اگر اس

کی جانب مثبت نظر سے دیکھے گا تو اس کی اچھی تفسیر کرے گا۔ کیا ایسے لوگ نہیں ہیں جو کہتے ہیں کہ پتھروں سے بنے گھر کے طواف کا کیا فائدہ ہے؟ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ صحرائے مزدلفہ میں وقت گزارنے سے کیا حاصل ہو گا؟ اور مشعر میں رات کیوں گزاری جائے؟ اگر محض مادی نگاہ سے دیکھا جائے تو ان سب کا کوئی مقصد نہیں۔ اور مغربی اور مغرب زدہ افراد کی یہی نگاہ ہوتی ہے۔ بلکہ اگر آپ اس دن کو دیکھیں جس میں حجاج قربانی کرتے ہیں اور خون آلود ہو جاتے ہیں، یا جب سب حاجی اپنے سر کے بال منڈواتے ہیں۔ یہ سب باتیں مغربی عقلوں میں نہیں آتیں اور جو لوگ مغربی ثقافت کے تحت زندگی گزارنا چاہتے ہیں وہ یہ سب نہیں سمجھ سکتے۔ لیکن ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ان تمام امور کا خدا نے حکم دیا ہے۔ اگرچہ ہمیں ان کے عقلی دلائل اور حکمتیں سمجھ نہ بھی آئیں۔ کیوں کہ ہماری عقل ان احکام کی گہرائیوں تک نہیں جا سکتی۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم ان تمام احکام کو جو ہماری عقل سے بالاتر ہیں منسوخ کر دیں؟ دینی معاملات میں ہمیں اندھی تقلید کرنی ہوتی۔ اور خدا کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا ہوتا ہے۔ کیوں کہ اسلام کا مطلب خدا کے سامنے تسلیم ہو جانا ہے اور تسلیم ہو جانے کا مطلب اس کی عبادت اور بندگی بجا لانا ہے۔ اور دینی معاملات کی عقلی وجہ تلاش کرنا اور گفتگو کرنا اچھی بات ہے۔ لیکن اگر ہم اس کی وجہ تک نہ پہنچ سکیں تو یہ درست نہیں کہ اس چیز کا انکار کر دیں جو اصالت الاباحت میں شامل ہے اور دین میں اس کی گنجائش ہے۔

"انسان کو اپنی غذا کے بارے میں متوجہ ہونا چاہیے یعنی اپنے علم کے بارے میں وہ دیکھے کہ اسے کہاں سے حاصل کر رہا ہے۔ اور میرے خیال سے اگر مسلمان ایک دوسرے کی رائے کا احترام کریں اور اختلافِ رائے کو خوشی سے اپنا لیں تو بہت سے

لوگ اسلام کی طرف مائل ہونے لگیں گے۔ دوسرے لوگ مسلمانوں کے اس رویے کی وجہ سے اسلام سے دور ہوتے ہیں جو مسلمانوں نے باہمی اختلافات میں اپنا رکھا ہے۔ اور قمہ زنی ان اختلافات میں سے ایک ہے۔ اگر ہم اسے ختم کر بھی دیں تو باقی اختلافات میں کیا کریں گے؟ کیا ایک دو چیزوں کو ختم کرنے سے تمام اختلافات ختم ہو جائیں گے؟ قمہ زنی دوسرے لوگوں کو دینِ اسلام سے دور نہیں کرتی، بلکہ ہمارا نا مناسب رویہ انھیں اسلام سے دور کرتا ہے۔

● میں آپ کی بات پر ایک تعلیقہ لگانا چاہتی ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ بے شک بعض دیگر مذاہب کے افراد ہمارے حج اور نماز کو بھی تسلیم نہیں کرتے اور اس کو بے کار سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ ان امور کو استعمال کر کے ہمیں دنیا میں دہشتگرد قوم ظاہر نہیں کر سکتے۔ جب کہ قمہ زنی کے معاملے کو ہر سال BBC اور دیگر بین الاقوامی چینلز دکھا کر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مسلمان فطری طور پر ایک خونی اور دہشتگرد قوم ہے۔ مگر دوسری عبادات میں یہ منفی عنصر نہیں پایا جاتا بلکہ ان میں ایک قسم کا سکون اور اطمینان دکھائی دیتا ہے۔

آپ نے مغرب کی بات کی تھی تو میں نے جواباً کہا تھا کہ وہ حج کو بھی معقول نہیں سمجھتے تو کیا اسے بھی منسوخ کر دیں؟ اب آپ کہہ رہی ہیں کہ غیروں میں ہم سے نفرت پیدا ہوتی ہے تو میں عرض کروں گا کہ بہت سے ایسے کام ہیں جنھیں قمہ زنی کے مخالفین تسلیم کرتے ہیں لیکن ان سے بھی غیروں میں ہمارے لیے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ تو کیا وہ تمام کام چھوڑ دیں؟ میری بہن! استعماری طاقتوں کا ایک خاص طریقۂ کار ہے جو ہمیں سمجھنا چاہیے۔ وہ لوگ جب دیکھتے ہیں کہ کسی کام سے ہماری معنویات کو طاقت ملتی تو وہ لوگ ایک تضحیک کا ماحول پیدا کر دیتے ہیں تا کہ ہم یا تو اس

کام سے نفرت کرنے لگیں اور اسے ترک کر دیں، یا پھر ہمارے درمیان دو گروہ بن جائیں اور ہر گروہ دوسرے کے خلاف ہو جائے۔ اور ان دونوں صورتوں میں فائدہ استعماری طاقتوں کا ہی ہوتا ہے۔ اور اپنے اس مقصد تک پہنچنے کے لیے استعماری طاقتیں ماہرینِ نفسیات کی مدد لیتی ہیں تا کہ وہ آج قمہ زنی کے فلسفے اور اس کی منطق پر تحلیلی گفتگو کریں، اور کل حج کے ساتھ یہ کام انجام پائے، اور پرسوں جہاد اس کا شکار ہو، اور پھر دیگر احکامِ شریعت کو اس طریقے پر چل کر ختم کر دیا جائے۔ وہ لوگ ایک خاص کام کو ہدف کے طور پر معین کرتے ہیں جو ان کے مفادات کے خلاف ہو۔ آپ حجاب کی مثال لے لیجیے۔ وہ یہاں سے بات کی ابتدا کرتے ہیں کہ حجاب پسماندگی کی نشانی ہے اور پھر مؤمنہ خواتین سے کہتے ہیں کہ حجاب کی وجہ سے انھیں نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اور ان کے ذہن میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ تمدن اور تہذیب کا تقاضا یہ ہے کہ وہ زینت کے ساتھ ہوں۔ استعماری طاقتوں کے اس خاص طریقے کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ ان کے ہاں بعض ایسے ادارے ہیں جو انتہائی دقیق اور علمی انداز میں یہ منصوبہ بندیاں کرتے ہیں اور اپنے ان منصوبوں میں چینلز، خبر رساں اداروں، اخبارات اور مگزینز کو آلۂ کار کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ لیکن ہم علما کو اس پروپیگنڈے کے دھوکے میں نہیں آنا چاہیے۔ ہمارے اپنے مذہبی معیارات اور دلائل ہیں۔ اور جو کام ہمارے مذہب میں ثابت ہو جائے ہم اس پر عمل کرتے رہیں گے۔ چاہے ساری دنیا مذاق اڑاتی رہے۔ کیونکہ صرف صحیح بات ہی صحیح ہوتی ہے چاہے اس کے خلاف ہزاروں باتیں کرنے والے ہوں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ مذاق اڑانا اور تضحیک کرنا ہی وہ حربہ تھا جو مشرکینِ مکہ نے رسولِ اکرم ﷺ کے خلاف اپنا رکھا تھا۔ وہ لوگ رسول اللہؐ کا مذاق اڑایا کرتے تھے تا کہ رسول کارِ رسالت کو ترک کر دیں مگر اللہ کے

نبیؐ نے فرمایا:

"خدا کی قسم! اگر میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ دو تب بھی میں کارِ رسالت کو ترک نہیں کروں گا۔"

پس جب کسی کام کے درست ہونے پر یقینی دلائل موجود ہوں تو عقلمند شخص اس کی مخالفت کرنے والوں کی نہیں سنتا۔ خاص طور پر اگر یہ کام خدا اور روزِ قیامت سے مربوط ہو۔

● یہ عجیب بات ہے کہ آپ قمہ زنی کو واجب کاموں کے ساتھ ایک ہی صف میں قرار دے رہے ہیں۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ ہم شیعہ قوم صرف اس بات کو مانتے ہیں جو یا قرآن میں نازل ہوئی ہو یا چہاردہ معصومین علیہم السلام سے ہم تک پہنچی ہو۔ اور جو ضعیف روایت یہ بیان کرتی ہے کہ جنابِ زینب سلام اللہ علیہا نے اپنا سر محمل پر پٹخا تھا، کیا وہ شرعی دلیل بن سکتی ہے؟ کیا جنابِ زینب سلام اللہ علیہا بھی معصومین میں شامل ہوگئی ہیں اور ان کی تعداد ۱۴ سے ۱۵ ہوگئی ہے؟

میری بہن! میں قمہ زنی کو واجب امور کی صف میں قرار نہیں دے رہا۔ بلکہ میں عمومی طور پر استعماری طاقتوں کی چال اور ان کا طریقہ بیان کر رہا ہوں جس میں وہ قمہ زنی جو کہ مستحب ہے اور واجب کاموں میں کوئی تفریق نہیں کرتے۔ وہ ہر معاملے میں اسی روش کو اپناتے ہیں۔ جہاں تک جنابِ زینب سلام اللہ علیہا کا تعلق ہے تو یہ بات واضح کر دوں کہ ہمارے ہاں عصمت کے مختلف درجے ہوا کرتے ہیں اور جنابِ زینب سلام اللہ علیہا عصمت کے بلند درجات پر فائز ہیں۔ اسی وجہ سے میدانِ کربلا میں وہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ان کی نائب قرار پائیں تھیں۔ اور یہ بھی ضروری نہیں کہ احکامِ شریعت ہم بلا واسطہ معصومینؑ سے حاصل کریں، بلکہ ایسا بھی ممکن ہے کہ کوئی

شرعی حکم ہم تک اس شخص کے ذریعے پہنچے جو امامِ معصومؑ کا نہایت قریبی ہو۔ ہمارے مراجعِ کرام معصوم نہیں ہیں لیکن عمومی طور پر ان کا امامِ زمانہ (عج) سے ایک تعلق ہے (اور وہ یہ کہ امام (عج) نے انھیں اپنا نائبِ عام قرار دیا ہے) اور جو نوابِ اربعہ تھے وہ تو بلا واسطہ امامِ زمانہ (عج) سے رابطے میں تھے۔ پس ان افراد سے کوئی حکمِ شریعت حاصل کرنا ایسا ہی ہے جیسے آپ نے امام سے وہ حکم حاصل کیا ہو۔ اور یہ روایت ضعیف بھی نہیں ہے۔ ہاں جو افراد اپنی کمزور رائے کو ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ اسے ضعیف قرار دیتے ہیں جو کہ علمی خیانت ہے۔ ورنہ یہ روایت صحیح مصادر میں بھی موجود ہے جو ہم نے اپنی کتاب میں درج کیے ہیں۔

● جنابِ زینب سلام اللہ علیہا کے اس واقعے کے علاوہ کیا قمہ زنی کے جواز پر کوئی اور دلیل ہے؟

جی ہاں! واقعۂ کربلا کے وقت بعض افراد ابنِ زیاد کی قید میں تھے۔ اور جب واقعۂ کربلا کے بعد ابنِ زیاد کی حکومت ختم ہوئی تو یہ افراد رہا ہوئے اور سلیمان ابنِ صردِ خزاعی کی سربراہی میں پانچ ہزار افراد کا لشکر کوفے سے شام کی طرف روانہ ہوا تاکہ امامِ حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لے۔ راستے میں یہ لوگ کربلا گئے تاکہ امامِ حسین علیہ السلام سے تجدیدِ بیعت کریں اور یہ پہلا گروہ تھا جس نے امام حسین علیہ السلام کی قبر کے پاس قمہ زنی انجام دی اور اپنی پیشانی کے خون سے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ بیعت نامے پر مہر لگائی۔ ان میں سے بعض نے اپنے سر پر تلواریں ماریں اور بعض نے پتھر مار مار کر اپنا سر خون آلود کیا اور امامِ حسین علیہ السلام سے وعدہ کیا اور اپنا وعدہ نبھایا۔

● کیا ان افراد کا شرعی حوالے سے اتنا بلند مقام تھا کہ ہم اس کام میں ان کی تقلید کریں؟

اچھے کاموں کو تکرار کرنا اور ان میں تقلید کرنا ہر زمانے میں درست ہے۔ اکثر امور میں ہمارا طریقۂ کار دوسری قوموں سے لیا گیا ہے اور ہم ان کی تقلید کرتے ہیں۔ اور ان میں بعض اچھے کام بھی ہیں اور یہ کام شرعاً بھی جائز ہیں۔ کیوں کہ شریعت میں ہر چیز جائز شمار ہوتی ہے جب تک اس کے حرام ہونے کا علم نہ ہو جائے۔ بعض افراد تو مشرق اور مغرب کی تقلید میں بعض نا مناسب امور بھی اپنا لیتے ہیں۔ ان کی کیوں سرزنش نہیں کی جاتی جس طرح قمہ زنی کی جاتی ہے؟

کیا وہ تمام کام جن کو قمہ زنی کے مخالفین درست سمجھتے ہیں معصومین علیہم السلام کے زمانے میں انجام پاتے تھے؟ ان لوگوں کے لیے اگر ممکن ہوا تو یہ زنجیر زنی کو بھی بند کروانے کی کوشش کریں گے اور پھر سینہ زنی اور واقعۂ کربلا کے ٹیبلوز بھی ان کی دلیل کے مطابق بند ہو جائیں گے۔ یہی لوگ ان کروڑوں افراد کا مذاق اڑاتے ہیں جو ائمہ کی زیارت کے لیے پیدل سفر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پیدل زیارت پر جانا پرانے زمانے کا طریقہ ہے اور آج جب کہ ٹیکنالوجی ترقی کر چکی ہے گاڑیوں پر سفر کرنا چاہیے۔ یہ نہیں جانتے کے یہ پیدل سفر کرنا امامِ معصومؑ سے اظہارِ محبت ہے اور اس میں کائنات کے لیے ایک پیغام ہے۔ ایک واقعے کو تھامے رکھنے اور اس میں فنا ہو جانے کا پیغام۔ ائمہ علیہم السلام خدا سے اپنی محبت کے اظہار کے لیے پیدل حج کرنے جایا کرتے تھے جب کہ سواری کے لیے گھوڑے، اونٹ اور خچر موجود ہوا کرتے تھے۔ پس ائمہ علیہم السلام خدا کی راہ پر چلتے تھے اور ہم خدا، اس کے رسولؐ اور صاحبانِ امر کے درمیان جنھیں خدا نے ہر آلودگی سے پاک کیا ہے تفریق نہیں کرتے۔ ہم ائمہ علیہم السلام کو دنیا کے بڑے لوگوں کی مانند نہیں سمجھتے۔ ہمارے ائمہ علیہم السلام تمام تر انسانوں سے برتر اور صرف خدا اور اس کے رسولؐ سے کم تر ہیں۔ یہ بات ہے جسے ہم مانتے ہیں اور جدید فکر رکھنے

والے افراد سے کہتے ہیں کہ ہمارے عقائدی معاملات میں مداخلت نہ کریں اور لال لکیریں پار نہ کریں۔

● علمِ فقہ کا ایک قانون ہے جس کے تحت فوائد حاصل کرنے سے بہتر یہ ہے کہ نقصانات سے بچا جائے۔ اس قائدے کے تحت اگر قمہ زنی کو مستحب مان بھی لیا جائے تو کیا اسے ترک کرنا بہتر نہیں؟ کیوں کہ اس کے فوائد کے مقابلے میں اس کے نقصانات کہیں زیادہ ہیں۔

میرے خیال سے قمہ زنی میں کوئی نقصان نہیں، سوائے اس شور شرابے کے جو گذشتہ ۱۵ سالوں سے چل رہا ہے اور اس سے قبل یہ شور شرابہ نہیں تھا جب کہ قمہ زنی صدیوں سے ایک شعیرے کو طور پر انجام پا رہی ہے۔ پس ہمیں چاہیے کہ اس شور شرابے کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے ماضی پر قائم رہیں اگر وہ اب تک ہمیں یاد ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ ماضی اب تک ہمیں یاد ہے۔ اور ہمیں یہ بھی چاہیے کہ جن لوگوں کے ذہن اس شور شرابے سے مشوش ہو گئے ہیں ان کو صحیح طریقے سے اس کا جواب دیں اور ہم اپنے مکتوبات میں اور قمہ زنی پر لکھی گئی کتاب میں یہی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم نے اپنی کتاب میں وہ تمام نقصانات بیان کیے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ قمہ زنی سے پیدا ہوتے ہیں اور پھر تفصیلاً سب کا جواب دیا۔ ہم نے ایڈز کی بیماری کا تذکرہ کیا۔ مذہب کی تضحیک کا مسئلہ بیان کیا۔ مذہب کی توہین کے حوالے سے گفتگو کی اور مغرب کی باتوں کی طرف ہمارے جھکاؤ پر بات کی۔ اور ان تمام باتوں کا موجودہ زمانے کے حالات کے مطابق، منطقی انداز میں آیات اور روایات سے جواب دیا۔ اور میرے خیال سے منصف مزاج شخص قمہ زنی کے خلاف کی جانے والی باتیں سن کر رک نہیں جائے گا، بلکہ اس یک طرفہ ماحول سے گزر کے

دلیل کی طرف بڑھے گا۔ اور بغیر کسی تعصب کے اس بات کو اپنا لے گا جس پر دلیل قائم ہو۔

● جب ہم قمہ زنی کے نقصانات کی بات کرتے ہیں تو یہ کوئی فرضی باتیں نہیں ہوا کرتیں۔ بلکہ بہت سے ایسے قابلِ ادراک نقصانات ہیں جن کی وجہ سے لوگ اس کام کو ترک کر رہے ہیں۔

کیا آپ ان میں سے بعض نقصانات بیان کر سکتی ہیں؟

● آپ کہتے ہیں کہ قمہ زنی مذہب کی توہین کا سبب نہیں بنتی جب کہ میرے خیال سے یہ سو فیصد مذہب کی توہین کا سبب بنتی ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم دونوں مختلف زاویوں سے قمہ زنی کو دیکھتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ جس زاویے اور پہلو سے آپ دیکھتی ہیں وہ درست نہ ہو۔ ہم نے اپنے دلائل پیش کر رکھے ہیں اور دوسرے نظریے کے دلائل پر اعتراضات اٹھائے ہیں۔ اور آخر میں ثابت کیا ہے کہ اس کام سے فائدے ہوتے ہیں۔ اور اس پر دلیل یہ ہے کہ ہر سال قمہ زنی کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ قمہ زنی کے جلوس میں شریک افراد ۱۰۰۰ سے ۲۰۰۰ اور اب ۱۰۰۰۰ تک بڑھ چکے ہیں۔ اور یہ کام ایک ملک سے دوسرے ملک میں پھیلتا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ کچھ مدعت قبل میں ڈنمارک میں تھا۔ وہاں کے دارالحکومت "کوپنہاجن" میں بھی قمہ زنی کی تیاری ہو رہی تھی جس سے پتا چلتا ہے کہ اس سے نفرت نہیں پھیلتی بلکہ لوگ اس کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ اور بعض ڈنمارک کے شیعہ بھی قمہ زنی کرتے ہیں۔ اسی طرح لنڈن میں بھی قمہ زنی کے جلوس برآمد ہوتے ہیں۔ اور شام، عراق، پاکستان، افغانستان، ہندوستان، کویت اور سعودیہ عرب کے بعض مشرقی علاقوں میں بھی قمہ زنی کی جاتی ہے۔ یہ ان لوگوں کا

ایمان ہے اور ہر انسان کو آزادی ہے۔ پھر کیوں بعض لوگ دوسروں کے عقیدے کی وجہ سے ان کی مذمت کرتے ہیں؟ قمہ زنی کرنے والے اس واقعے کو اس پیرائے میں دیکھتے ہیں کہ یہ شہیدِ کربلاؑ کے ساتھ ہمدردی ہے، مظلومِ کربلا کے ساتھ اپنے آپ کو ملانا ہے اور جن لوگوں نے امامِ حسین علیہ السلام کے ساتھ اپنی جانیں قربان کیں ان کے درد کو محسوس کرنا ہے۔ اور محبوب کی تکلیف میں تکلیف محسوس کرنا ہر قوم کے ہاں ایک فطری عمل شمار ہوتا ہے۔ خاص کر عیسائیوں کے ہاں جب وہ حضرتِ عیسیٰؑ کے غم کے دن نکلتے ہیں اور حضرتِ عیسیٰؑ نے ان کی خاطر جو تکلیفیں برداشت کی تھیں اس میں اظہارِ ہمدردی کرتے ہیں اور اس طرح حضرتِ عیسیٰؑ سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اس قسم کی سوچ ہر قوم میں موجود ہے۔ یہودی بھی ہولوکاسٹ کے واقعے کے دفاع میں جاں فشانی کرنے کو تیار ہوتے ہیں جب کہ اس واقعے کا سچا ہونا معلوم نہیں۔ اور اس کام سے ان کا مقصد یہ ہے کہ دنیا والوں کی ہمدردیاں سمیٹیں اور اپنے لوگوں کو اپنے باطل دین سے جوڑے رکھیں۔ اور مسلمانوں میں بھی ایسے افراد ہیں جنھوں نے جمال عبدالناصر، فنکارہ ام کلثوم اور فنکار عبدالحلیم حافظ کی موت کے غم میں خودکشی کی۔ تو ان سب کی مذمت کیوں نہیں کی جاتی؟

اور یہ بات بھی جان لینی چاہیے کہ جو منصف مزاج مغربی افراد ہیں وہ جب ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو قمہ زنی کرتے دیکھتے ہیں تو سوال کرتے ہیں کہ اس شدید محبت کی کیا وجہ ہے جس میں یہ لوگ اپنے سروں کو زخمی کر رہے ہیں؟ اور پھر امامِ حسین علیہ السلام اور واقعۂ کربلا کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ کیا یہ قمہ زنی کا چھوٹا فائدہ ہے؟

● قمہ زنی کرنے والوں کا زیادہ ہونا اس کام کے درست ہونے پر دلالت

نہیں کرتا۔ اور مسلمان تعداد کے زیادہ ہونے کو اچھا نہیں سمجھتے اور قرآن میں
بھی زیادہ تعداد کی کئی بار مذمت ہوئی ہے اور ارشاد ہوا ہے:

"اور ان میں سے زیادہ تر نہیں سمجھتے"، "اور ان میں سے زیادہ تر نہیں
جانتے"۔ ہم دلیل کی بات کرتے ہیں اور خدا نے ناحق کے خون بہانے سے
منع کیا ہے۔ اور یہ خون جو سڑکوں پر بہایا جاتا ہے یہ بغیر کسی مقصد کے ضائع
ہوتا ہے۔ بحرین کے بلکہ عرب ممالک کے بلڈ بینکوں اس خون کی زیادہ
ضرورت ہے۔ حال ہی میں کویت میں خون جمع کرنے کے لیے ایک ٹیم
تشکیل دی گئی ہے، کیوں کہ ان کے بلڈ بینک میں خون کی کمی ہے اور فلسطین کا
بھی یہی حال ہے۔ اس پر آپ کیا کہتے ہیں؟

خون بہانے سے مراد قتل ہوتا ہے اور قمہ زنی کرنے والا ایک معمولی سا زخم لگاتا
ہے جو کہ اس کی رگوں تک بھی نہیں پہنچتا۔ اور جو خون عطیہ کیا جاتا ہے وہ رگوں میں
موجود خون ہوتا ہے جب کہ قمہ زنی کرنے والا شخص اپنی جلد کے پیچھے موجود خون کو
بہاتا ہے۔ پس اگر قمہ زنی انجام دینے والا شخص چاہے تو دونوں کاموں کو جمع کر سکتا
ہے۔ اپنی رگوں سے خون کا عطیہ دے اور اپنی جلد کے نیچے موجود خون کو قمہ زنی میں
بہادے۔ خون عطیہ کرنا ایک انسانی فعل ہے جب کے قمہ زنی میں خون بہانا ایک
ایسا فعل ہے جو یاد دلاتا ہے کہ اس امت میں ایک پاکیزہ ترین شخصیت کا خون بہایا گیا
جسے بھولا نہیں جا سکتا۔ اور دونوں کاموں کو جمع کرنا کوئی مشکل بات نہیں اور بہت سے
قمہ زنی کرنے والے ایسا کرتے بھی ہیں۔ میں نے خود کبھی قمہ زنی نہیں کی مگر خون کا
عطیہ دیا ہے اور لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بھی خون کا عطیہ دیں۔ خون کا عطیہ
دینے کے پیچھے ایک انسانی فلسفہ ہے جب کہ قمہ زنی کے پیچھے حسینی فلسفہ ہے۔ قمہ زنی

شعائرِ حسینیہ میں سے ہے جب کہ خون کا عطیہ ایسا نہیں ہے۔ پس یہ دونوں دو جدا
افعال ہیں اور ایک کو دوسرے کا مقام نہیں دیا جا سکتا۔ مزید یہ کہ اگر آپ خون کا عطیہ
کریں تو ممکن ہے کہ ہسپتال میں وہ کسی مجرم کو دے دیا جائے جس سے وہ مجرم دوبارہ
طاقت پا کر اپنے جرائم کو جاری رکھے۔ جب کہ قمہ زنی کا خون صرف شعائر کی تعظیم
میں صرف ہوتا ہے جس کے بارے میں خدا نے فرمایا:

"اور جو بھی شعائرِ الٰہی کی تعظیم کرتا ہے تو یہ دلوں کا تقویٰ ہوتا ہے۔"

اور اس سے انسان کی صحت میں بھی اضافہ ہوتا ہے کیوں کہ یہ حجامہ کا کردار ادا
کرتی ہے اور ساتھ ساتھ اس میں محبت اور عشق کا بھی ایک پہلو ہے۔

اور اس مورد میں اکثریت یا اقلیت سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس وقت کائنات
میں سب سے زیادہ تعداد میں بدھ مذہب کے پیروکار ہیں۔ پھر عیسائی ہیں، اس کے
بعد سنی مسلمان، اور پھر شیعہ جو قمہ زنی نہیں کرتے اور اس کے بعد قمہ زنی کرنے والے
شیعہ۔ تو حق کس گروہ کے ساتھ ہے؟ اکثریت والے یا اقلیت والے؟

ہم وہ کہتے ہیں جو ہمارے مولا امامِ علی علیہ السلام نے کہا:

"حق کے راستے پر چلنے والوں کی کمی دیکھ کر پریشان مت ہونا۔"

پس اہم چیز وہ اطمینان ہے جو حق کی راہ پر حاصل ہوتا ہے۔

"اللہ کا نام لو اور پھر ان لوگوں کی پروانہ کرو۔"

● فلپائن اور بعض مشرقی ایشیا کے ممالک میں بعض عیسائی ایک خاص
موقعے پر اپنے آپ کو سولی پر چڑھا کر اپنی ٹانگوں میں کیل ٹھوک دیتے ہیں تا
کہ حضرتِ عیسیٰؑ کے قریب ہو سکیں۔ اور ہندوستان میں اپنے خداؤں سے
قریب ہونے کے لیے بعض لوگ بھوک برداشت کرتے ہیں اور اپنے آپ کو

مختلف تکلیفیں دیتے ہیں۔ کیا آپ کے خیال سے جسم کو تکلیف پہنچانے سے انسان خدا کے قریب ہو سکتا ہے؟ اور کیا ان کاموں پر اجر و ثواب ملے گا؟

کلی طور پر جی ہاں! (شیخ مہندی یہ بات مانتے ہیں) اور کچھ روایات سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ جسم کو تکلیف میں رکھنے سے انسان کی روح کی طاقت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور اس کے برعکس جسم کو آسائشوں اور لذتوں میں رکھنے سے روح کی نرمی ختم ہو جاتی ہے۔ اور اسلام میں روزے کی سی عبادت اس نظریے کی تائید کرتی ہے۔

یہ ایک کلی بات تھی۔ لیکن خاص طور پر امامِ حسین علیہ السلام کی بات کی جائے تو اگر کوئی ان کی خاطر بھوک برداشت کرے لیکن ان کے مقاصد سے ناواقف ہو تو یہ اسے فائدہ نہیں پہنچائے گی لیکن اگر ان مقاصد کی طرف متوجہ ہو اور یہ بھوک برداشت کرے تو یہ مفید ہوگی۔ قمہ زنی، خون کا رنگ، زخم، کفن پہننا، یہ ساری چیزیں قمہ زنی کرنے والے کو امامِ حسین علیہ السلام کے غم سے جوڑ دیتی ہیں اور یہ پیغام دیتی ہیں کہ انسان امامِ حسین علیہ السلام کے مقاصد اور اقدار سے پیچھے نہ ہٹے اور یہ بہت اچھی چیز ہے۔ پس جو شخص امامِ حسین علیہ السلام کی خاطر تکلیف برداشت کر رہا ہے آگے جا کر وہ ہر معاملے میں امامِ حسین علیہ السلام کے مقاصد کا دفاع کرے گا کیوں کہ یہ شخص امامِ حسین علیہ السلام کی جانب بڑھا ہے اور اس نے معمولی زخم اور سینہ زنی اور اپنے آپ کو تکلیف پہنچانے کے ذریعے امامِ حسین علیہ السلام سے اپنا عشق ثابت کیا ہے۔ اور جیسا کہ آپ جانتی ہیں امامِ حسین علیہ السلام کے معاملے پر تاریخ میں بہت خطرناک دور بھی آئے ہیں۔ اگر حسینی جوان بزدل اور آرام طلب ہوتے تو یہ معاملہ صدیوں پہلے کا ختم ہو چکا ہوتا۔

گریے، سینہ زنی، درد برداشت کرنے اور صبر نے اس معاملے کو یہاں تک پہنچایا ہے۔ اس ذمے داری کو اٹھانے کی قیمت شیعہ چکاتے رہے ہیں اور چکاتے رہیں

گے۔ اور اے کاش! دیگر مسلمان بھی نبیؐ کی خاطر ان کے نواسے کے حوالے سے اس کام میں شیعوں کا ساتھ دیتے۔ اور اگر غور کیا جائے تو یہ اسلام اور امت کا معاملہ ہے اور اس بات پر عمل کرنے کا سب سے چھوٹا ذریعہ ہے:

"کہہ دیجیے کہ میں تم سے اجرِ رسالت میں صرف اپنے رشتہ داروں سے محبت مانگتا ہوں۔"

مجھے ذاکرِ اہلبیت سید لیث موسوی نے بتایا کہ سن ۱۴۲۰ ہجری میں انھوں نے لبنان میں ایک ٹی وی چینل پر دیکھا کہ جنوبی کوریا میں دسیوں عیسائی جمع ہوئے تاکہ وہ تمام تکلیفیں برداشت کریں جو حضرتِ عیسیٰؑ نے برداشت کیں اور اپنے آپ کو سولی پر چڑھا دیں یہاں تک کہ ان کی موت واقع ہو جائے۔ پس وہ سولی پر لیٹے اور ان کے ہاتھوں اور پیروں میں کیل ٹھوکے گئے اور ان کی سولی کو بلند کیا گیا جب کہ اس سے خون جاری تھا۔ پھر اس کے بعد چینل نے عیسائیوں کے گزشتہ پاپ، یوحنا، سے بات کی اور اس کام کے بارے میں اس کی رائے دریافت کی تو پاپ نے کہا کہ یہ محبت ہے جس کے تحت محب اپنے محبوب کی تکلیفیں برداشت کرتا ہے اور ہمیں اس کا احترام کرنا چاہیے۔ پاپ نے یہ نہیں کہا کہ یہ ایک وحشیانہ فعل ہے جس کے سبب سے ہمارے مذہب کا چہرہ خراب ہوتا ہے اور تضحیک ہوتی ہے اور لوگ ہمیں خونی کہتے ہیں۔ لیکن ہم لوگ غیروں کے سامنے ایسی ہی باتیں کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے لڑنا شروع ہو جاتے ہیں اور قمہ زنی کرنے والوں کو برا بھلا کہتے ہیں تاکہ غیروں کو اپنی تہذیب اور آزادی دکھا سکیں۔ یہ متمدن افراد اور یہ ڈیموکریسی کتنی اچھی ہے!!!

● میں معذرت چاہتی ہوں۔ کیا خون نجس نہیں ہوتا؟ پھر کیوں مسلمان اپنے آپ کو اس سے نجس کریں؟

انسان کی زندگی میں بہت سی ایسی نجاسات ہوتی ہیں جو پانی سے پاک ہو جاتی ہیں۔ (شیخ مہتدی کا کہنا ہے) اور یہ نجاسات صرف چند گھنٹوں کے لیے رہتی ہیں اور قمہ زنی کرنے والے اس نجاست سے ایک بہت اہم بات کی خاطر خود کو آلودہ کرتے ہیں اور وہ امامِ حسینؑ سے خاص محبت ہے جس کے بارے میں کربلا میں امامؑ کے صحابی عابس شاکری نے کہا تھا:

"حسین کی محبت نے مجھے دیوانہ کر دیا ہے۔"

اور یہ جنونی محبت انسان کو اس مرحلے تک پہنچا دیتی ہے جس میں وہ بغیر خوف کے اپنے آپ کو زخمی کر دیتا ہے۔ اور ہمیں یہ جان لینا چاہیے کہ امامِ حسینؑ کا واقعہ انسانی تصور سے بالاتر ہے کیوں کہ انسان یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کے نبیؐ کے نواسے کو اس طرح قتل کیا جائے اور ان کے پاکیزہ سر کو نیزے پر بلند کیا جائے اور ایک شہر سے دوسرے شہر لے جایا جائے اور اس کے گھر کی خواتین اور بچوں کو قیدی بنایا جائے۔ نہایت افسوس ہے کہ ایسا واقعہ اسلامی تاریخ میں پیش آیا اور امامِ حسینؑ نے اسلامی امت کو اسلام پر واپس لانے کے لیے اور آزادی، انسانیت اور کرامت کو زندہ کرنے کے لیے یہ عظیم قیمت ادا کی۔ اور یہ ہم پر فرض ہے کہ ہر طریقے سے اس واقعے کو اجاگر کریں۔ اور میرے مطابق اس پیرائے میں قمہ زنی بہت اہم کردار رکھتی ہے۔ اور اس سب کے ساتھ اگر کچھ گھنٹوں کے لیے جسم عارضی طور پر نجس ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ انسان ہسپتال میں علاج کی خاطر یا خوبصورتی حاصل کرنے کے لیے جو آپریشنز انجام دیتا ہے اس میں بھی تو نجاست، گندگی اور تکلیف برداشت کرتا ہی ہے۔

● امامِ حسینؑ کے واقعے کے بارے میں کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ لیکن ان کی یاد منانے کے بعض طریقوں پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ طریقے مفید

نہیں۔ اور ان میں سے پہلا طریقہ قمہ زنی ہے۔ اور یہ صحت کے لیے بھی نقصان دہ ہے۔ کیوں کہ جو خون زمین پر گرتا ہے تو اس سے جو بدبو اٹھتی ہے وہ اپنے ساتھ جراثیم لیے گھومتی ہے۔ اور خاص طور پر مختلف بیماریوں کے جراثیموں سے آلودہ خون بہت زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ ہم زیادہ صاف ستھرے اور مناسب ماحول میں قمہ زنی انجام دیں۔ اس کا حل یہ نہیں کہ وہ رسم ہی ختم کر دی جائے جس کو کروڑوں شیعہ عشق کے ساتھ انجام دیتے ہیں اور جس پر شرعی اور عقلی دلائل موجود ہیں جن کے سبب سے ان کی رائے کا احترام لازم ہے۔ اور ڈیموکریسی اور آزادی اظہارِ رائے کا جسے قمہ زنی کے مخالفین مانتے ہیں یہی اصول ہے۔ اس مسئلے کو یوں حل کیا جانا چاہیے کہ مختلف ادارے جیسے بلدیاتی حکومت اور ہسپتالوں کو منظم کیا جائے تا کہ قمہ زنی کے فوراً بعد سڑکوں کی صفائی کا کام شروع ہو جائے اور تمام وسائل کو استعمال کیا جائے تا کہ قمہ زنی کرنے والوں کو اس حوالے سے تمام احتیاطی تدابیر کی آگہی دی جائے۔

میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں۔ ہم ہر سال حج کے وقت بہت سی مشکلات کا سامنا کرتے ہیں جن سے کئی لوگوں کی جانیں بھی چلی جاتی ہیں۔ لیکن سعودی حکومت ان مسائل کے حل کے لیے بعض اقدامات اٹھاتی ہے۔ جیسے کہ قربان گاہ کی اور بال منڈوانے کی جگہ کی فوری صفائی اور شیطانوں کو پتھر مارنے کے لیے نظم و ضبط کا قیام۔ قمہ زنی کے جلوسوں میں بھی اسی قسم کہ اقدامات کی ضرورت ہے۔ اور یہ درست نہیں ہوگا کہ قمہ زنی کو ہی ختم کر دیا جائے۔ اور الحمد للہ اس حوالے سے کوششیں شروع ہو چکی ہیں اور بڑھتی جائیں گی۔ جو مؤمنین قمہ زنی کے جلوس قائم کرنا چاہتے ہیں انھیں چاہیے کہ لوگوں کو ان باتوں کی اور صحت سے تعلق رکھنے والی باتوں کی اور قمہ زنی کے

درست طریقے کی تعلیم بھی دیں۔ کیونکہ کسی بھی اجتماعی عمل کی ترقی کے لیے اس کا منظم ہونا بے حد ضروری ہے۔

ہم اپنے علاقے میں یوں جلوس برآمد کرتے ہیں:

۱۔ سورۂ فجر کی تلاوت کرتے ہیں، کیوں کہ اس کی آخری آیات امامِ حسین علیہ السلام کے بارے میں ہیں۔

۲۔ روزِ عاشور زیارتِ عاشورا اور چہلم کے دن زیارتِ اربعین کی تلاوت کرتے ہیں۔

۳۔ اجتماعی طور پر دو رکعت نمازِ زیارت بجالاتے ہیں۔

۴۔ آدھے گھنٹے سے کم مصائب کا تذکرہ کرتے ہیں۔

۵۔ آہستہ آہستہ سر پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں:

يَا فَاطِمَه قُوْمِيْ اِلَى الطُّفُوْفِ   هٰذَا حُسَيْنٌ طُعْمَةُ السُّيُوْفِ

ترجمہ: اے فاطمہ کربلا میں تشریف لائیے کہ حسین علیہ السلام تلواروں کا شکار ہونے والا ہے۔

۶۔ اس سے کچھ راتیں قبل ایک کتابچہ تقسیم کرتے ہیں جس میں صحت کے حوالے سے کچھ باتیں درج ہوتی ہیں اور کچھ اخلاقی نکات اور قمہ زنی کا مقصد تحریر کیا گیا ہوتا ہے۔

۷۔ قمہ زنی اور امامِ حسین علیہ السلام سے محبت کرنے والوں کا ایک گروہ قمہ زنی کے فوراً بعد سڑکوں کی صفائی کر دیتا ہے۔

● آپ نے اپنی کتاب میں طبی حوالے سے قمہ زنی پر جو اعتراضات ہوتے ہیں وہ بیان کیے۔ اور ان کا جواب دیا کہ ایک عراقی شخص نے کہا کہ اس نے

۶۰ برس تک قمہ زنی ہوتے دیکھی مگر کوئی ایک شخص بھی اس کی وجہ سے بیمار نہیں ہوا۔ اور اس قسم کے دیگر واقعات نقل کیے۔ یقیناً وہ شخص صدام سے پہلے کے زمانے کی بات کر رہا تھا۔ یعنی اس کے اس مشاہدے کی ابتدا ۹۰ برس پہلے ہوئی تھی۔ کیا آپ نہیں سمجھتے کہ اس زمانے کی بیماریاں آج کے زمانے سے مختلف تھیں؟

جب سے قمہ زنی انجام پا رہی ہے تب سے آج تک قمہ زنی کے مخالفین کوئی ایک واقعہ بھی نہیں دکھا سکے جس میں قمہ زنی کرنے والے کو وہ امراض لاحق ہوئے ہوں جن کا وہ دعویٰ کرتے ہیں۔ اور ہم نے بھی کوئی قمہ زنی کرنے والا ایسا نہیں پایا جس کو ایڈز یا ایسا کوئی مرض لگ گیا ہو۔

آپ ان لوگوں سے کہیں کہ کوئی ایک ایسی مثال لے آئیں جس کے بارے میں طبی لحاظ سے یہ ثابت ہو چکا ہو کہ اس کی موت قمہ زنی کی وجہ سے ہی ہوئی ہے یا پھر قمہ زنی کے سبب ہی وہ ایڈز کا شکار ہوا ہے۔ اور ہم اس بات کو بھی تسلیم نہیں کرتے کہ قمہ زنی سے کوئی بیماری پیدا ہو سکتی ہے۔ اور اس پر دلیل یہی ہے کہ کوئی ایسی مثال ہمیں نہیں ملتی جس میں قمہ زنی سے کسی کو کوئی بیماری لاحق ہوئی ہو۔ اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہوتا تو یہ لوگ اس کا خوب پرچار کرتے۔ اور میں تو کہتا ہوں کہ بات اس کے برعکس ہے اور میں نے اپنی کتاب میں کئی احادیث پیش کی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قمہ زنی سے بہت سی بیماریاں جیسے خون کا گاڑھا ہونا اور مغز سے تعلق رکھنے والے بعض مسائل ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اس عمل سے جسم کا شوگر لیول کم ہو جاتا ہے۔ میں ایک فیملی کو جانتا ہوں جو "جد حفص" کے علاقے کے رہائشی ہیں۔ ان کی بیٹی خون کی ایک بیماری میں مبتلا تھی اور ایک مدت سے علاج کروا رہی تھی مگر فائدہ نہیں ہو رہا تھا۔

گذشتہ برس اس نے گھر میں قمہ زنی انجام دی اور اس کے سر سے خون بہنا شروع ہو گیا جو رک ہی نہیں رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے سر پر خاکِ شفا ڈالی گئی اور یہ خون بہنا ہو گیا۔ اس کے بعد جب وہ ڈاکٹر کے پاس گئی اور ٹیسٹ ہوئے تو اس کی حالت میں کافی بہتری پائی گئی۔ ڈاکٹر نے کہا لگتا ہے میرا علاج اثر دکھا رہا ہے تو جواباً اس لڑکی نے کہا کہ یہ امامِ حسینؑ کا علاج ہے۔ ڈاکٹر نے حیرت کا اظہار کیا لیکن جب اسے تمام واقعہ بتایا گیا تو وہ مزید حیران ہوا۔ اور اس لڑکی نے اس سال بھی قمہ زنی کی ہے اور اس کے خون کی بیماری مکمل طور پر ختم ہو چکی ہے۔ اسی طرح "حمد" شہر کے رہنے والے ایک جوان کو میں جانتا ہوں جو خود کو آقائے خامنہ ای کا مقلد کہتا تھا اور جس کو یہ مرض تھا کہ اس کی دائیں آنکھ میں درد شروع ہوتا تھا اور وہ اس کے پورے سر میں پھیل جاتا تھا اور اتنا شدید درد ہوتا تھا کہ یہ جوان سمجھتا تھا اس کی موت کا وقت آ گیا ہے۔ ایک سال اس نے قمہ زنی انجام دی تو اسے اس مرض سے شفا مل گئی۔ اور اس خاندان کے ایک فرد نے جو کینسر کے مرض میں مبتلا تھا قمہ زنی انجام دی اور خدا نے اسے شفا دی اور وہ اب تک زندہ اور سلامت ہے جب کہ ایک خاتون بھی اس کے ساتھ کینسر کی مریضہ تھی جو علاج کرانے جورڈن چلی گئی مگر اس کا انتقال ہو گیا۔ اسی طرح میری بہن کے نواسے کے چہرے پر بہت دانے ہو گئے تھے جو قمہ زنی سے ٹھیک ہو گئے۔ میرے پاس قمہ زنی کے حوالے سے ایسے بہت سے واقعات ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قمہ زنی سر کے حجامے کی مانند ہے جس کے بارے میں نبی اکرمؐ نے بہت سی احادیث ارشاد فرمائی ہیں اور اسے منقذہ (بچانے والا) کا نام دیا ہے۔ اور اس حجامے کے ساتھ امامِ حسینؑ کی برکات کا بھی اضافہ ہو گیا ہے جو خدا نے انھیں عطا فرمائی ہیں۔ اب جو چاہتا ہے ان کرامتوں پر ایمان لے آئے اور جو نہیں

چاہتا وہ اپنے آپ کو ان سے محروم کر لے، مگر اس کو یہ اجازت نہیں کہ ان باتوں پر ایمان لانے والوں اور عمل کرنے والوں کی سرزنش کرے۔ قمہ زنی کے اور بھی بہت سے فوائد ہم نے اپنی کتاب میں بیان کیے ہیں جن سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اس کام میں کوئی نقصان نہیں۔ اور شور شرابہ کرنے والے مخالفین کے دو گروہ ہیں: ایک وہ جو اپنے ناپاک مقاصد کے حصول کے لیے کہ شیعہ قوم سے ایک مثبت رسم کو چھین لے اور اس کام کے لیے وہ مغربی میڈیا کے ذریعے ماحول پیدا کر رہا ہے۔ اور دوسرا وہ نیک افراد کا گروہ جو پہلے گروہ کی بات مان لیتا ہے اور قمہ زنی کے دلائل کے بارے میں تحقیق نہیں کرتا۔ اور ان کو آزادی کے ساتھ اپنی رائے بیان کرنے کا حق نہیں دیتا بلکہ ان کو برا بھلا کہنے لگتا ہے۔ اور یہ گروہ آزادی کے نام پر تمام حدیں پار کر جاتا ہے۔ اور ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ان کو سیدھا راستہ دکھا سکیں۔ چاہے ان کے ساتھ چلنا بھی پڑے۔

● قبلہ، ایڈز کے سے امراض ۴-۵ سال بعد اپنا اثر دکھانا شروع کرتے ہیں۔ لہٰذا اس مرض اور قمہ زنی کے درمیان تعلق ثابت کرنا مشکل ہے۔ یہ فوڈ پوائزننگ جیسا مرض نہیں کہ جب آپ خراب کھانا کھائیں تو اسی دن اس کے آثار ظاہر ہو جائیں اور بعینہ معلوم ہو جائے کہ اس مرض کا سبب کونسی غذا تھی۔ کیا آپ کے خیال میں قمہ زنی اور ایڈز کے درمیان تعلق ثابت کرنا جس کا آپ مطالبہ کرتے ہیں ایک غیر ممکن بات نہیں؟

ہم اگر آپ کی بات تسلیم کر لیں تب بھی میں یہ کہوں گا کہ قمہ زنی کرنے والا شخص اس بات کو جانتا ہے اور اس ممکنہ نقصان کو برداشت کرنے کے لیے آمادہ ہے۔ پس یہ اس کا ذاتی فعل ہے اور جب تک اس سے دوسروں کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا کوئی اسے

نہیں روک سکتا۔ کیا گاڑیوں کی ریس میں شرکت کرنے والے یا بعض کھیلوں مثلاً بلند مقامات سے خود کو نیچے پھینکنے والے خود کو ممکنہ موت یا چوٹ میں نہیں ڈالتے؟ بہت سے بچے اس قسم کے کھیل سیکھتے ہیں اور پھر اس کے بعد خود کو اذیتیں پہنچاتے ہیں۔ لیکن قمہ زنی کے مخالفین میں سے کوئی بھی ان کی مذمت نہیں کرتا۔ مزید یہ کہ ایڈز کی سی بیماریوں کی اس سے زیادہ بڑی وجوہات موجود ہیں۔ جیسے وہ ہوٹلز جہاں بدکاریاں ہوتی ہیں اور اس قسم کی جگہیں۔ لیکن جس طرح قمہ زنی کے خلاف شور شرابہ ہوتا ہے ان جگہوں کے خلاف نہیں ہوتا۔ جب کہ قمہ زنی سے اس بیماری میں پڑنے کا صرف امکان ہوتا ہے اور کہ بدکاری سے یہ بیماری یقیناً پھیلتی ہے۔ اور پھر قمہ زنی کرنے والا جو بھی نقصان اپنی ذات کے لیے قبول کرتا ہے وہ ایک ایسے مقدس مقصد کے لیے ہوتا ہے جس پر وہ ایمان رکھتا ہے۔ تو کیا آزادی رائے کا یہ تقاضا نہیں کہ اسے اس کی مرضی کرنے دی جائے؟ قمہ زنی کرنے والا اس عمل کو اس لیے بجالاتا ہے تا کہ وہ اپنے آپ کو اس واقعے سے ملا دے جس کی خاطر وہ اپنی جان بھی دینے کو تیار ہے۔ اس کے لیے علامتی طور پر اپنے خون کے چند قطرے گرانا بہت آسان ہے۔ ہم اس سے یہ حق نہیں چھین سکتے۔ ہم آزادی اور ڈیموکریسی کے دور میں ہیں اور آج کے زمانے میں ہر کوئی اپنی مذہبی رسومات آزادی سے ادا کر سکتا ہے اور کسی دوسرے کو اس پر اعتراض کا حق نہیں۔ پھر کیوں ہماری اس رسم پر اعتراض کیا جاتا ہے جو ہمیں امامِ حسین علیہ السلام سے جوڑ کے رکھتی ہے۔ وہ حسین علیہ السلام جس کے بارے میں نبیؐ نے فرمایا:

"حسین کے خون کے سبب مؤمنوں کے دل میں ایسی آگ بھڑکی ہے جو کبھی سرد نہ ہوگی۔"

یہ باتیں قمہ زنی کرنے والوں کے دل میں یہ شک پیدا کرتی ہیں کہ شعائرِ

حسینیہ کی اس مخالفت کے پیچھے کوئی پوشیدہ ہاتھ ہے جس کے آلۂ انجانے میں بعض علما بھی بن گئے ہیں۔

● قبلہ! دونوں باتوں میں فرق یہ ہے کہ جو بدکاری کا مرتکب ہوتا ہے اس کے اردگرد والے اسے یہ بات بتا رہے ہوتے ہیں کہ اس کام کے کیا منفی نتائج اور نقصانات ہیں اور وہ اس بات کو جانتے ہوئے اپنے آپ کو اس خطرے میں ڈالتا ہے۔ جب کہ قمہ زنی کرنے والے کو علما یہ یقین دہانی کرا رہے ہوتے ہیں کہ اس کام کا کوئی نقصان نہیں ہے۔

اب میرا سوال یہ ہے کہ اگر فوری طور پر یا کئی سال بعد قمہ زنی سے کسی کی موت واقع ہو جائے تو کیا آپ اسے شہید قرار دیں گے؟

اسلام میں شہید اسے کہتے ہیں جس کی موت میدانِ جنگ میں واقع ہو۔ اور اس قسم کی دوسری وجوہات کی بنا پر جس کی موت واقع ہو اسے شہید کا ثواب ملتا ہے۔ بلکہ احادیث میں تو یہ آیا ہے کہ جو شخص زیارتِ امامِ حسین علیہ السلام کی راہ میں قتل کر دیا جائے تو اس کا ثواب خدا کے ذمہ پر ہے اور خدا اسے شہیدوں کا ثواب دے گا۔ اور زیارت شعائرِ دینیہ میں سے ہے۔ پس اس معیار کو اپنایا جائے تو یہ حکم زیارت کے علاوہ دیگر شعائر پر بھی آئے گا۔ اور جو بھی مرتا ہے اس کی روح خدا کی بارگاہ میں جاتی ہے۔ پس کیا خوب ہو کہ انسان کسی دنیوی معاملے میں نہیں بلکہ حسین کی راہ میں اپنی جان دے جس نے خدا کی راہ میں اپنی جان دی تھی۔

اور عالمِ ربانی شیخ دمستانی کا بھی یہی کہنا ہے جو تیرہویں صدی کے عالم دین تھے۔ موصوف اپنے مشہور قصیدے "احرم الحجاج۔۔۔" (حاجیوں نے احرام باندھ لیا) میں ایک جگہ کہتے ہیں:

وَقَلِیْلٌ تُتْلَفُ الْاَرْوَاحُ فِیْ رُزْءِ الْحُسَیْنِ

ترجمہ: اور حسین کی مصیبت میں لوگوں کا جان دے دینا بھی کم ہے۔

اگر یہ عالم ہمارے زمانے میں ہوتے تو چند قطرے بہانے میں بخل سے کام لینے والوں کی مخالفت کرتے۔ بلکہ اپنے تمام تر علم اور مذہبی غیرت کے ساتھ قمہ زنی کے مخالفین کو جواب دیتے۔ کہاں جان دینا اور کہاں چند قطرے بہانا!؟؟ امامِ حسین علیہ السلام ہر قیمتی چیز سے زیادہ قدر و قیمت رکھتے ہیں۔ اے مولا حسین علیہ السلام ۔۔۔ میری جان آپ پر قربان!

● بے شک! لیکن کیا یہ شخص خودکشی کا مرتکب نہیں ہو رہا اور اسے گناہ نہیں ملے گا؟

جی نہیں! کیوں کہ اگر اس بات کو معیار بنا لیا جائے تو کسی انسان کو نہ جہاز کا سفر کرنا چاہیے، کیوں کہ بہت دفعہ جہاز گر جاتے ہیں۔ اور نہ ہی گاڑی پر سوار ہونا چاہیے کیوں کہ اگر آپ احتیاط سے گاڑی چلائیں تب بھی ممکن ہے کوئی نشے کی حالت میں تیز رفتار گاڑی چلاتا ہوا آئے اور اس شخص کی گاڑی کو ٹکر مار دے اور اس کی موت واقع ہو جائے۔ نہ ہی کسی کو فٹبال کھیلنا چاہیے کیوں کہ اس کھیل میں کئی کھلاڑیوں کی ہڈیاں ٹوٹ چکی ہیں۔

میری بہن! خطرے کے احتمال دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک عقلائی احتمال ہوتا ہے جس کو لوگ مدِ نظر رکھتے ہیں۔ اور غیر عقلائی احتمال ہوتا ہے جسے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اور قمہ زنی میں کسی نقصان کے بارے میں کوئی عقلائی احتمال نہیں پایا جاتا کیوں کہ ایک طویل مدت سے مؤمنین قمہ زنی انجام دے رہے ہیں اور ان کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اور اگر ان ہزاروں قمہ زنی کرنے والوں میں کسی ایک کا خدا کی خوشنودی

کے لیے کوئی نقصان ہو بھی گیا تو وہ اسے مبارک ہو۔ کیوں کہ اس کا عقیدہ یہ ہے کہ اس نے یہ کام ایک مقدس واقعے کی یاد کو زندہ رکھنے کے لیے کیا ہے اور دنیا والوں کو یہ بتانے کے لیے کیا ہے کہ وہ امامِ حسین علیہ السلام سے اتنی محبت کرتا ہے کہ ان کی خاطر ہر تکلیف برداشت کر سکتا ہے۔ اور ایسے عمل پر خدا کے حکم سے ثواب ملتا ہے۔ اور امامِ حسین علیہ السلام اور ان کی زیارت کی خاطر قربانیاں دینے کے بارے میں متعدد روایات وارد ہوئی ہیں۔ اور امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد امامِ زین العابدین علیہ السلام کا کثرت سے گریہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس دردناک واقعے کی یاد کو زندہ رکھنے کے لیے اپنے آپ کو نقصان پہنچانا جائز ہے۔ امامِ سجاد علیہ السلام کو اس بات سے بہت روکا گیا لیکن امامؑ نے اپنے گریے اور غم کو کم نہ کیا یہاں تک کہ تاریخ نویسوں نے انھیں ان پانچ شخصیات میں قرار دیا جنھوں نے سب سے زیادہ گریہ کیا تھا۔ اور وہ پانچ شخصیات حضرتِ آدمؑ، حضرتِ نوحؑ، حضرتِ یعقوبؑ، جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا اور امامِ زین العابدین علیہ السلام ہیں۔ پس جو لوگ ہمارے اس شدت سے غم منانے اور اپنے جسم کو تکلیف دینے پر اعتراض کرتے ہیں ہم ان سے کہیں گے کہ ہم اپنے مولا امامِ زین العابدین علیہ السلام کی روش پر چل رہے ہیں۔ اگر ہم پر اعتراض کرنا ہے تو پہلے مولاؑ پر اعتراض کرو۔ اور جس آیت میں خود کو ہلاکت میں ڈالنے سے روکا گیا ہے اگر آپ اس کی تفسیر کا مطالعہ کریں تو آپ کو پتا چل جائے گا کہ وہ آیت ان کنجوس افراد کی مذمت میں نازل ہوئی ہے جو اپنا مال راہِ خدا میں صرف کرنے سے ہاتھ روک لیتے ہیں اور اس سے معاشرہ ہلاکت میں پڑ جاتا ہے۔ پس اس آیت کو اپنی مرضی سے ہر ہلاکت کے بارے میں قرار نہیں دیا جا سکتا اور اگر کوئی ایسا کرے گا تو اس حدیث کا مصداق ٹھہرے گا جس میں ارشاد ہوا:

"جو بھی اپنی مرضی سے قرآن کی تفسیر کرے گا اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔"

● کیا کسی قریبی انسان کی موت پر اپنے آپ کو زخمی کرنا ایرانیوں کی رسم نہیں؟ وہ لوگ اپنے قریبی افراد کے غم میں اپنے بازو اور جسم کو زخمی کرتے ہیں یہاں تک کہ خون جاری ہوجائے۔

امامِ حسین علیہ السلام کے علاوہ کسی اور کے غم میں جسم کو زخمی کرنا جائز نہیں ہے۔ امام حسین علیہ السلام کے مصائب بہت بڑے ہیں اور کسی اور کے مصائب کے ساتھ قابل قیاس نہیں، جیسا کہ امامِ حسن علیہ السلام نے امامِ حسین علیہ السلام سے فرمایا تھا:

"اے حسین کوئی دن تمھارے (قتل کے) دن جیسا نہیں ہوسکتا۔"

یہ پہلی بات۔

دوسری بات یہ کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ رسم سلیمان ابنِ صردِ خزاعی کی سربراہی میں عرب قوم نے شروع کی تھی۔ یہ عشق کی بات ہے جسے عاشقوں کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

اور انسان کو اچھا کام اپنا لینا چاہیے، چاہے ایرانیوں سے سرزد ہو، ہندوستان کے لوگوں سے یا عرب قوم سے۔ اسلام مختلف قوموں میں تفریق نہیں کرتا بلکہ کہنا ہے کہ اچھی بات چاہے مشرک بھی کہے لے لو۔ اگر کوئی اچھی بات امریکا سے آئے تو وہ بھی اپنا لینی چاہیے، اگر روس کوئی اچھی چیز بنائے تو اسے قبول کر لینا چاہیے۔ رسولؐ کے زمانے میں چین ترقی کی راہ پر گامزن تھا اس وجہ سے رسولؐ نے فرمایا:

"علم حاصل کرو اگرچہ تمھیں چین جانا پڑے۔" پس وہ کام اہم ہے جو انجام پا رہا ہے۔ یہ اہم نہیں کے یہ کام کہاں سے آیا ہے۔ جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔ اور عجیب بات ہے کہ بعض لوگ اپنی تہذیب، چال چلن، لباس اور فیشن مغربی اور

مشرقی ممالک سے لیتے ہیں مگر جب قمہ زنی کی بات آتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ ترک قوم کی رسم ہے یا آرتھوڈکس کا طریقہ ہے یا صفوی حکومت کا رائج کردہ کام ہے۔ میں ایسے بحرینی صحافیوں کو جانتا ہوں جو قمہ زنی کی اور قمہ زنی کرنے والوں کی مذمت کرتے ہیں لیکن خود بہت بڑے بڑے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور ایسے الفاظ سے ڈیموکریسی کی باتیں کرتے ہیں جن کا خلاصہ دوسروں کی تضحیک اور دوسروں پر تہمتیں ہیں۔

● قمہ زنی کرنے والے اس فعل کے حق میں بہت سے علما کے اقوال پیش کرتے ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ اگر یہ کام جسم کو نقصان نہ پہنچائے اور دین کی توہین کا سبب نہ بنے تو جائز ہے۔ اور قمہ زنی کے مخالفین بھی یہی بات کرتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ اس کام سے دین کی توہین ہوتی ہے اور مذہب کا ایک وحشیانہ چہرہ سامنے آتا ہے۔

بات مفروضے کی نہیں بلکہ حقیقت اور خارجی مصداق کی ہے۔ (شیخ مہتدی فرماتے ہیں) پس اگر قمہ زنی کرنے والے افراد سمجھتے ہیں کہ یہ کام انھیں نقصان پہنچائے گا تو ان کے لیے قمہ زنی حرام ہے۔ اور اس بات پر کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف اس بات میں ہے کہ کیا حقیقتاً قمہ زنی ان کو نقصان پہنچاتی ہے یا یہ صرف ایک مفروضہ اور پروپیگنڈا ہے؟! اور کیا حقیقتاً قمہ زنی دین کی توہین کا سبب بنتی ہے یا یہ صرف ایک مغالطہ ہے اور یہ بات اس لیے کی جاتی ہے تا کہ ان افراد کو اپنی دلیل بیان کرنے کا موقع نہ ملے جو کہتے ہیں کہ قمہ زنی ایک مفید عمل ہے۔ پس جس زاویے سے مجتہد اس معاملے کو دیکھے گا اس حساب سے فتویٰ آئے گا۔ اور عام طور پر مجتہدین جدید پیش آنے والے مسائل میں اپنے قریبی افراد کی بات پر بھروسہ کرتے ہوئے فتویٰ

دیتے ہیں۔ اور یہ عین ممکن ہے کہ اگر وہ خود ذاتی طور پر اس مسئلے کو پرکھیں تو قمہ زنی کے بارے میں ان کی رائے وہی ہو جو ہماری رائے ہے۔ اور میں نے قمہ زنی کے معاملے میں جو نظریہ اپنا رکھا ہے وہ نظریہ اس وجہ سے ہے کہ میں جانتا ہوں کہ مجتہد کے قریبی افراد کا اس کے فتوے میں کیا کردار ہوتا ہے اور یہ بھی جانتا ہوں کے مجتہد کے سامنے اگر دوسری رائے رکھنے والے افراد اپنا دعویٰ ثابت کر دیں تو مجتہد کا فتویٰ تبدیل ہو سکتا ہے۔ اور یہ ہمارا حق ہے کہ قمہ زنی کے بارے میں یہ ثابت کریں کہ اس سے نہ جسم کو نقصان پہنچتا ہے اور نہ ہی دین کی توہین ہوتی ہے۔ اور حوزاتِ علمیہ نے ہماری تربیت اسی انداز میں کی ہے کہ ہم آزادی اور شجاعت کے ساتھ اپنی رائے پیش کریں اور اس پر دلیل قائم کریں۔

● **آپ نے اقرار کیا کہ اکثر افراد سمجھتے ہیں کہ قمہ زنی نقصان پہنچاتی ہے۔ تو پھر اس کام پر آپ اتنا اصرار کیوں کرتے ہیں جب کہ اس کے بارے میں اتنے شکوک و شبہات بھی موجود ہیں؟ کیا آپ کی رائے کے مطابق ایک مستحب عمل اتنی اہمیت رکھتا ہے کہ اس کی خاطر اتنی تگ و دو کی جائے جب کہ بہت سے دیگر مستحبات ہیں جن پر معاشرے میں عمل نہیں ہوتا؟**

اگر کسی عمل میں اتنے فوائد ہوں جو ہم نے بیان کیے، تو وہ اتنا اہم بن جاتا ہے کہ اس کے لیے یہ ساری تگ و دو کی جائے۔ اور یہ عین ممکن ہے کہ کسی ایسی بات کے بارے میں جس کے غلط ہونے کا لوگوں کو یقین ہو اگر تھوڑا تامل اور غور و فکر کیا جائے تو اس کے بارے میں رائے عامہ تبدیل ہو جائے۔ اور جب قمہ زنی کے حامی اپنی بات پر دلیل رکھتے ہیں تو کیوں اس کو ایک معقول بات ثابت کرنے کی کوشش نہ کی جائے؟ خاص طعر پر جب اس کام کے مخالفین قمہ زنی کرنے والوں پر الزامات لگانے میں

تمام حدیں پار کردیں اور یہ ہم پر لازم ہو جائے کہ اس کام کے دفاع میں دلائل پیش کر کے اس کے مخالفین کو ان کی شرعی اور اخلاقی حدود یاد دلائی جائیں۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ اپنے مؤمن بھائیوں کو سیدھی راہ دکھائیں۔ اور اکثر لوگوں کا یہ سمجھنا کہ قمہ زنی سے نقصان ہوتا ہے، کوئی شرعی دلیل نہیں۔ خاص طور پر جب ان کے مقابل میں موجود کم تعداد کے دلائل ان کے گمان کو جڑ سے اکھاڑ دیں اور ان کی دلیل کے مقدمات کو باطل کر دیں۔

● **کس عمر سے قمہ زنی کرنا جائز ہے؟**

شرعی طور پر بالغ ہونے کی عمر سے، جو کہ مشہور فقہا کے مطابق لڑکوں کے لیے ۱۵ اور لڑکیوں کے لیے ۹ سال ہے۔

● **آپ کی ان بچوں کے بارے میں کیا رائے ہے جن کو قمہ زنی کے لیے لایا جاتا ہے جب کہ ان کی عمر ۸۔۹ سال ہوتی ہے؟**

اگر یہ کام ان بچوں کے والد کے زیرِ سرپرستی انجام پائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیوں کہ قمہ زنی سے ان کے دل طاقتور ہوتے ہیں اور آج کے زمانے کی مشکلات اور مسائل کا سامنا کرنے کے لیے ان میں شجاعت پیدا ہوتی ہے۔

● **قبلہ! آپ کو نہیں لگتا کہ آپ قمہ زنی سے تعلق رکھنے والی ہر چیز کو بہت مثبت نگاہ سے دیکھتے ہیں؟ اور آپ نے اپنی کتاب میں ایک یا دو مغربی افراد کے قول کو نقل کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مغرب کے لوگ قمہ زنی کو پسند کرتے ہیں جب کہ اگر آپ میڈیا اور انٹرنیٹ پر دیکھیں تو مغربی لوگ قمہ زنی کے دروازے سے ہی ہم پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ بلکہ میرے خیال سے تو دو چیزیں ہمارے مذہب کے خلاف دشمنوں کا سب سے بڑا ہتھیار**

ہیں۔ایک قمہ زنی اور دوسرا متعہ۔

اگر کسی چیز پر دلیل موجود ہو تو اسے مثبت نگاہ سے ہی دیکھنا چاہیے۔اور مثبت نگاہ سے دیکھنا میرا حق ہے جیسا کہ دوسروں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس کی مخالفت کریں، لیکن الزامات اور دوسروں کی توہین کے ذریعے نہیں بلکہ دلیل اور برہان کے ذریعے۔

اور مہتدی یہ بار بار کہتا ہے:

ہمیں اس سے فرق نہیں پڑتا کہ ہم پر تنقید کرنے والا شیعہ ہے یا سنی ہے یا غیر مسلم۔اگر اس کی بات منطق اور دلیل کے ساتھ ہے تو ہم اسے قبول کریں گے۔لیکن اگر وہ بغیر دلیل کے محض اپنے آپ کو خوش کرنے کے لیے اور ہماری توہین کرنے کے لیے تنقید کر رہا ہے تو یہ تنقید قبول نہیں کی جائے گی۔ ہمارے پاس قمہ زنی کے حق میں دلائل ہیں۔اور ہم اپنے مخالفین سے کہتے ہیں کہ اگر آپ کے پاس کوئی دلیل ہے تو پیش کیجیے۔اور میں یہ بات اپنی کتاب لکھنے سے قبل بھی کرتا تھا لیکن جب جواب میں میں نے بزدلی سے بھرے ہوئے بیانات سنے اور کوئی دلیل نہیں پائی تو میں نے یہ کتاب لکھی۔جس شخص کو اپنے عقیدے کا یقین ہو وہ اس کے دفاع میں دلائل پیش کرتا ہے مگر ہمارے وہ بھائی جو قمہ زنی کے خلاف ہیں کوئی دلیل پیش کیے بغیر ہم پر حملے کرتے ہیں۔اور جب میں ان کی باتوں میں موجود مغالطے لوگوں کو بتاتا ہوں تو وہ مجھے برا بھلا کہتے ہیں اور مجھے بدنام کرنے لگتے ہیں۔افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ ان کے تقویٰ کا معیار ہے۔جہاں تک رہی بات میڈیا اور انٹرنیٹ کی تو وہ یہودیوں اور فاسقوں کے ہاتھ میں ہے اور قرآن فرماتا ہے:

"اگر کوئی فاسق تمھارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کرو تا کہ تم کسی جہالت کے مرتکب نہ ہو جاؤ اور تمھیں پچھتانا پڑے۔"

اور ہمارے مذہب کی بنیادی باتوں پر اعتراضات کوئی نئی چیز نہیں اور ہمارے علما اور فقہا نے ان تمام اعتراضات کے جوابات پیش کیے ہیں اور جو صاف دل اور سننے والا کان رکھتا ہے وہ مطمئن ہو جائے گا۔اگر ہم ان اعتراضات کے سامنے ہتھیار ڈال دیتے تو آج ہمارا وجود ہی نہ ہوتا۔

● آپ نے اپنی کتاب میں ایک جگہ لکھا ہے کہ قمہ زنی سے جسم کانپ اٹھتے ہیں اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس بات کو آپ نے مثبت انداز میں پیش کیا ہے۔کیا لوگوں کو ڈرانا اور خوفزدہ کرنا اچھا کام ہے؟ اور کیا یہ امامِ حسینؑ کے معاملے میں مفید ہے؟

اگر جسم معنوی ہیبت کے سبب کانپ اٹھیں تو یہ اچھی بات ہے۔اور اگر بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ قمہ زنی ایک خوف ناک اور خونی کام ہے اور اسلام کے چہرے کو خراب کرتا ہے تو ان کو دکھاؤ کہ کس طرح عراق میں لوگوں کے سر کاٹ کر ان کے جسم پر رکھے جا رہے ہیں۔قمہ زنی کرنے والے اس کے برعکس ہیں۔وہ صلح پسند لوگ ہیں جو خونی لوگوں سے کہتے ہیں ہم امامِ حسینؑ کی خاطر ہر قربانی دے سکتے ہیں۔اور یہی امامِ حسینؑ کے واقعے کی خدمت ہے اور ان الفاظ کا ترجمہ ہے جو زیارتِ امامِ حسینؑ میں پڑھے جاتے ہیں:

"اے کاش! ہم آپ کے ساتھ ہوتے تو اس عظیم کامیابی کو حاصل کر لیتے۔"

میں یہ نہیں کہتا کہ جو قمہ زنی کے مناظر دیکھ کر خوفزدہ ہو جاتا ہے اسے ماہر نفسیات کے پاس علاج کروانا چاہیے۔بلکہ میں اسے کہوں گا کہ وہ قمہ زنی کے جلوس کے وقت اپنے گھر میں رہے۔اور خدا کی زمین پر خدا کے بندوں کو اپنی رسومات ادا کرنے دے۔کیا یہ شخص خوفناک فلمیں اور عراق کی خبریں بھی نہیں سنتا؟ آج کے پر آشوب

زمانے میں ایسے نازک مزاج افراد کے لیے زندگی گزارنا مشکل ہے۔

● کہا یہ جاتا ہے کہ نوے کی دہائی میں شیرازی خاندان قمہ زنی کی مخالفت کرتا تھا مگر جب آقائے خامنہ ای نے اس کے خلاف فتویٰ دیا تو شیرازی خاندان نے اپنی رائے خامنہ ای صاحب کی مخالفت کرنے کے لیے تبدیل کی۔کیا یہ بات درست ہے؟

یقیناً یہ بات جھوٹ ہے۔قمہ زنی صدیوں سے شیرازی خاندان کے مجتہدین کے فتوے کے مطابق اور دیگر مراجع کے فتوے کے مطابق ایک جائز عمل تھا یہاں تک کہ خامنہ ای صاحب نے عنوانِ ثانوی کے تحت اسے حرام قرار دیا۔اس کے بعد اس موضوع پر شور شرابہ شروع ہوا کیوں کہ حکومتِ وقت کی آواز دیگر آوازوں سے زیادہ طاقتور تھی۔پس قمہ زنی کو حرام قرار دینے سے پہلے یہ معاملہ معمول کے مطابق چل رہا تھا اور اس حکم کے بعد یہ ایک تنازعے کی شکل اختیار کر گیا جس کی عمر فقط ۱۵ برس ہے۔ اور میرے خیال میں آیت اللہ خامنہ ائی کے مقلدین کے لیے اس کام کے حرام ہونے میں کوئی حرج نہیں۔لیکن مشکل اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ایک خاص گروہ جس کا طریقہ ہی شعائر اور ولایت سے مربوط چیزوں کو مشکوک بنانا ہے، اس فتوے کو دیگر افراد پر لاگو کرنے کی کوشش کرنے لگتا ہے جس کی وجہ سے قوم میں انتشار پھیلتا ہے۔ یہ گروہ جو انقلابِ ایران سے پہلے بھی اپنے کرتوتوں کے حوالے سے معروف تھا شیرازی خاندان سے دشمنی کی وجہ سے ہر اس رائے کو جو خامنہ ای صاحب کے خلاف ہوتی شیرازی خاندان سے منسوب کر دیتا ہے۔ جب کہ اور بھی بہت سے مراجع ہیں جو خامنہ ای صاحب کے ساتھ اختلافِ رائے رکھتے ہیں اور آپس میں بھی ایک دوسرے سے اختلاف کرتے ہیں اور اس سب کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں اجتہاد کا

دروازہ کھلا ہے۔اس گروہ سے کسی دن حساب لینا چاہیے کہ کیوں وہ لوگ اختلافات کو بڑھاوا دیتے ہیں اور سید شیرازی اور ان کے پیروکاروں سے اتنا کینہ رکھتے ہیں؟ ان میں سے بعض تو شیرازی مکتبِ فکر کو دین سے ہی خارج سمجھتے ہیں۔ میں نے التسقيط... معصية كبيرة وظاهرة خطيرة کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں اس فتنے کے بارے میں لکھا ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ یہ گروہ کس انداز میں اپنی سیاست کے ذریعے کسی بھی قیمت کے عوض عوام الناس پر اثر انداز ہوتا ہے۔

● آپ کو نہیں لگتا کہ قمہ زنی ایک غیر ضروری فعل ہوتے ہوئے بھی بحرین کے شیعوں کو تقسیم کر رہا ہے اور ہمیں ہمیشہ کے لیے اسے چھوڑ دینا چاہیے؟

صرف قمہ زنی نہیں بلکہ بہت سے امور اس کی وجہ ہیں۔ سیاست نے شیعوں کو تقسیم کر رکھا ہے۔اسی طرح اہلِ سنت کو بہت سی باتوں نے تقسیم کیا ہوا ہے۔آج کے زمانے میں اتحاد سے مراد اس لفظ کا حقیقی مطلب نہیں کہ کہا جائے قمہ زنی اسے نقصان پہنچا رہی ہے۔اتحاد تو الیکشنز سے بھی ختم ہو جاتا ہے، اتحاد اس بات سے بھی ٹوٹ جاتا ہے کہ ایک گروہ ایران کا حامی ہے اور ایک مخالف۔اس قسم کی تقسیمات امتِ مسلمہ میں بے انتہا ہیں۔آج کے زمانے میں فلسطین سنی مجاہدین کا میدان ہے۔اور اکثر مسلمان اپنی جہالت اور استعماری طاقتوں کی سازش کے سبب تفرقے کا شکار ہیں۔ پس مسلمانوں کے اختلاف کی وجہ یہ دو باتیں ہیں اور قمہ زنی اس کی ذمہ دار نہیں۔

● جو قمہ زنی کی مخالفت میں لڑتا ہے وہ اسے حرام سمجھتے ہوئے لڑتا ہے جب کہ آپ اسے مستحب سمجھتے ہوئے اس کے دفاع میں لڑتے ہیں۔ دونوں فکروں میں بہت فرق ہے۔

پہلی بات تو یہ کہ ہمارے درمیان کوئی لڑائی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ

حوزاتِ علمیہ میں اظہارِ رائے کی آزادی ہے۔ آقائے خامنہ ای اور دیگر مراجع
آزادی سے فتویٰ دے سکتے ہیں لیکن انھیں اس بات کی اجازت نہیں کہ کسی دوسرے
مجتہد یا اس کے مقلدین پر اپنا فتویٰ مسلط کریں۔ آقائے خامنہ ای کے بعض مقلدین
یہ غلطی کرتے ہیں کہ جس طرح اپنے لیے قمہ زنی کو حرام سمجھتے ہیں اسی طرح دوسروں
کے لیے بھی سمجھتے ہیں۔ اصل مشکل یہ ہے۔ اور یہ مشکل ایک اور مشکل سے جنم لیتی
ہے جو ہمارے معاشرے میں رائج ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم دوسروں کی آزادی کا
احترام کرنا نہیں جانتے اور دوسری رائے رکھنے والوں کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے
آداب سے ناواقف ہیں۔ اگر ہمارے معاشرے میں یہ غلط طریقہ رائج نہ ہوتا تو قمہ
زنی کو حرام سمجھنے والا بھی اور اسے جائز سمجھنے والا بھی اپنے فریق کی رائے کا احترام کرتا۔
میں یورپ میں رہا ہوں اور وہاں میں نے دیکھا ہے کہ متضاد باتوں پر یقین رکھنے
والے ایک ساتھ رہتے ہیں۔ بلکہ لبنان میں بھی آپ کو نظر آئے گا کہ ایک پردہ دار
خاتون اور ایک بے پردہ خاتون بغیر کسی جھگڑے کے ایک ساتھ چل رہی ہیں۔ لیکن
جو رویہ ہم نے بحرین میں اپنا رکھا ہے یہ آمریت اور ڈکٹیٹرشپ ہے اور دوسروں پر
اپنی رائے مسلط کرنا ہے۔ یہ ہمارے اختلافات اور تنازعات کی وجہ ہے اور اس کا
علاج وہ طریقہ ہے جو دوسروں نے اپنا رکھا ہے۔ اس وجہ سے ایسی کتابوں اور باتوں
کی تشہیر جو آزادی کو فروغ دیتی ہیں بہت ضروری ہے۔ میری گزارش ہے کہ دوسرے
بھی میرا ساتھ دیں تاکہ ہم آزادی کی تہذیب کو اجاگر کریں۔ اور قمہ زنی پر میرا
نکتۂ نظر اس مذہبی آمریت کی نفی میں ایک قدم ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں میں
آزادی اظہارِ رائے کی ثقافت واپس آجائے۔

● ایمان داری سے بتایئے۔ کہ کیا آپ قمہ زنی کرنے والے جوانوں میں

امامِ حسینؑ اور ان کے مقاصد کی نسبت وہ محبت اور عشق محسوس کرتے ہیں
جس کی آپ بات کر رہے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو ان افراد کی معمول کی زندگی
میں اس محبت کا اثر کیوں نظر نہیں آتا اور یہ افراد کیوں دینداری کے اعلیٰ
مرتبے تک نہیں پہنچتے؟ اور میں جوانوں کا تذکرہ کر رہی ہوں کیوں کہ قمہ زنی
کے جلوسوں میں شریک افراد میں سے اکثر کی عمر ۱۶ سے ۲۵ برس ہوتی ہے۔

ہر انسان کے اپنے عقیدے ہوتے ہیں جو اس کے دل میں موجود امامِ حسینؑ
کی محبت کی ترجمانی کرتے ہیں۔ بعض افراد سینہ زنی پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ بعض قمہ زنی
پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ بعض کا عقیدہ ہے کہ صرف ماتمی سنگت میں شامل ہو جانا کافی
ہے۔ بعض کربلا کے حوالے سے بنائے گئے ٹیبلوز کو دیکھتے ہیں اور بعض شیعہ چینلز
دیکھنے کے قائل ہیں۔ میں کسی انسان کے دل کا حال نہیں جانتا لیکن یہ بات درست
ہے کہ جس طرح تمام سینہ زنی کرنے والے افراد دیندار نہیں ہوتے اسی طرح تمام قمہ
زنی کرنے والے بھی اس عمل کو امامِ حسینؑ کی محبت میں انجام نہیں دیتے۔ بلکہ بعض
لوگ دکھاوے کے لیے یا دوسروں کو اپنی جانب مجذوب کرنے کے لیے یہ کام انجام
دیتے ہیں۔ جیسا کہ بعض لوگ خلوص نیت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور بعض ریاکاری
کی خاطر۔ میں سمجھتا ہوں انسان کو اچھے عمل کی ابتدا کر دینی چاہیے، اس کے بعد آہستہ
آہستہ بہتری، اچھائی اور دینداری کے موقعے پیدا ہوتے رہیں گے۔ اور اگر ہم بے
دین افراد کو عزاداری میں شرکت سے روکیں گے تو وہ شیطان کا شکار ہو جائیں گے۔ کیا
ہم کسی کو ہدایت کے مراکز میں آنے سے روک سکتے ہیں؟ اگر وہ اس بار ہدایت نہیں
پاتے تو ممکن ہے اگلی بار ہدایت پا جائیں۔ اور میری بہن! یہ بات بھی یاد رکھیے کہ
قمہ زنی کرنے والے صرف جوان ہی نہیں ہوتے، بلکہ ان میں بزرگ افراد بھی شامل

ہیں۔ اور یہ بات واضح ہے کہ قمہ زنی کی مخالفت کرنے والا کبھی یہ نہیں دیکھے گا کہ قمہ زنی کرنے والوں میں کتنے دین دار افراد موجود ہیں بلکہ غیر منصف تنقید کرنے والا اپنے اعتراض کو بڑھا چڑھا کر مبالغے کے ساتھ پیش کرے گا تا کہ اس کی باتوں کا اثر قبول کرنے والے افراد کے لیے غور وفکر اور تحقیق کی گنجائش ہی نہ رہے۔ اور ہمیں چاہیے کہ اپنے اطراف میں موجود جوانوں کی تربیت پر توجہ دیں، چاہے وہ جوان قمہ زنی کرتے ہوں یا نہ کرتے ہوں۔ اور امامِ حسینؑ کے ایام سب کے لیے ہدایت کا ایک موقع ہیں۔ اور یہ درست نہیں کہ ہم ان دنوں کو حرام کاموں میں گزار دیں۔ خاص طور پر قمہ زنی کے جائز ہونے یا نہ ہونے پر بحث کرنے میں یہ دن ضائع نہیں کرنے چاہییں۔ پس ہر شخص اپنی مرضی کے طریقۂ کار کو منتخب کر لے اور دوسروں کے انتخاب کردہ طریقے پر اعتراض نہ کرے۔ اور ہم سب کو ان بڑے گناہوں کی فکر کرنی چاہیے جن میں آج کے جوان لڑکے اور لڑکیاں مبتلا ہیں۔ وہ گناہ جن کی برائی بھی زیادہ ہے اور جن میں کوئی اختلافِ رائے بھی نہیں۔ لیکن قمہ زنی کے بارے میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کے حرام ہونے کا امکان ہے۔ اور عقل حکم دیتی ہے کہ زیادہ اہمیت والے کام کو فوقیت دینی چاہیے اور یقیناً حرام کاموں کی مخالفت زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ میں محترم قارئین کے آزاد ذہنوں میں یہی بات ڈالنا چاہ رہا ہوں لیکن بعض متعصب افراد مجھ پر طرح طرح کے الزامات لگاتے ہیں۔

● کیا اکثریت ان لوگوں کی نہیں؟

اکثریت اس شعیرے کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اور اس کے مقصد کو دیکھتے ہوئے انجام دیتی ہے۔ یہ میرا خیال ہے اور (حقیقت) خدا ہی جانتا ہے۔ اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ اکثر افراد غیر دیندار ہیں اور بہت کم افراد تقوے کے ساتھ قمہ زنی

کرتے ہیں تو یہی بات حاجیوں کے حوالے سے بھی ہے۔ بعض حاجی ایسے ہوتے ہیں جو افعالِ حج سے واقف ہوتے ہیں اور اپنے دل سے ان پر ایمان رکھتے ہیں جب کہ اکثریت حج کی قدر و منزلت سے نابلد ہوتے ہیں۔ یہاں تک امامِ زین العابدینؑ نے فرمایا:

"شور شرابہ کرنے والے بہت زیادہ ہیں مگر حج کرنے والے بہت کم ہیں۔"

● کیا آپ کے خیال سے عاشورے کی مجالس اور واقعۂ کربلا کی یاد کو زندہ رکھنے کے طریقوں پر نظرِ ثانی کرنی چاہیے یا وہی طریقے جاری رکھنے چاہییں کہ جن پر ہم صدیوں سے چلتے آرہے ہیں؟

کیا آپ کے خیال سے گریہ وزاری اور ماتم جیسے طریقے جو ہم نے اپنے بزرگوں سے حاصل کیے ہیں نئی نسلوں کے لیے کارآمد ہوں گے؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم اس قیام کی اہمیت کو باقی رکھتے ہوئے اس کی یاد کو زندہ رکھنے کے لیے کچھ ایسے طریقے ایجاد کریں جو آج کی دنیا کے ساتھ زیادہ سازگار ہوں؟

کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں ان قدامت پسند علما میں سے ہوں جو اپنے بزرگوں سے حاصل کیے گئے طریقوں پر آنکھیں بند کر کے چل رہے ہیں۔ میری کتابیں اور میری سیاسی اور جہادی زندگی اس بات پر گواہ ہے۔ میں ہمیشہ جدت اور تبدیلی کے ساتھ ہوتا ہوں لیکن ہمارے دین کی یقینی باتوں اور ہماری مولائی بنیادوں اور اہلبیتؑ سے محبت میں کوئی تبدیلی نہیں آسکتی۔ وہ اہلبیتؑ جنھیں خدا نے ایسا مقام دیا ہے جو کسی کو نہیں دیا اور یہ بات کتابوں میں موجود ہے۔ پس تبدیلی اور جدت میں کوئی حرج نہیں کہ گفتگو اور باہمی رضامندی کے ساتھ ہم اپنی پرانی رسموں کو جدید رسموں سے بدل سکتے ہیں مگر اپنے مذہب کے مسلمات کا خیال رکھتے ہوئے۔ ایسا

نہیں ہوسکتا کہ اس تبدیلی میں ایک گروہ اپنی رائے دوسروں پر مسلط کر دے۔ اور تبدیلی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک گروہ جس رسم کو خوشی سے انجام دیتا ہے اسے زبردستی بند کرادیا جائے کیوں کہ دوسرا گروہ اسے حالات کے تقاضوں کے مطابق نہیں سمجھتا۔ پس اس تبدیلی میں جدید اور قدیم رسموں کو ایک نظم کے ساتھ آگے بڑھنا ہوگا۔ پس اس تبدیلی میں کوئی حرج نہیں ہے اور ہمیں ایک رسم کو دوسری رسم کا نعم البدل قرار نہیں دینا چاہیے۔ بلکہ ہر انسان کو آزادی ہے کہ اپنی مرضی کے طریقے کو اپنا لے۔ ہمیں اس مرتبے پر آنا چاہیے کہ ہر کوئی دوسروں کے عقائد اور نظریات کا احترام کرے۔ جس طرح امامِ علی علیہ السلام نے جب لوگوں کا نمازِ تراویح کی طرف رجحان دیکھا تو اس کی مخالفت چھوڑ دی۔ کیا ہم اپنے معاشرے میں اس عظیم اخلاق تک پہنچ گئے ہیں اور اس طرح کا نرم رویہ رکھتے ہیں؟ اگر ہمارے ملک میں علما کی ایک کمیٹی ہوتی تو ہر کوئی ایک مناسب معاشرتی صورتِ حال پیدا کرنے کی کوشش کرتا۔ لیکن اگر کوئی ایک گروہ، چاہے وہ اکثریت میں ہی ہو، معاشرے پر اپنی رائے مسلط کرنے کی کوشش کرے تو اسے ہم قبول نہیں کریں گے اور یہ کامیاب بھی نہیں ہوگی، کیوں کہ ہمارے مخالفین کی نظر میں بھی یہ آمریت کی ایک مثال ہے۔

جہاں تک آہ و گریہ اور سینہ زنی کی بات ہے تو ہمیں اسی کا حکم ہے۔ خود رسولِ خدا نے امامِ حسین علیہ السلام کی ولادت کے وقت ان پر گریہ کیا۔ اسی طرح جناب فاطمہ اور مولا علی نے واقعۂ کربلا سے پہلے امامِ حسین علیہ السلام پر گریہ کیا۔ اور امامِ حسین علیہ السلام کے بعد کے ائمہ نے ہمیں یہ حکم دیا کہ امامِ حسین علیہ السلام کی یاد میں گریہ و زاری کریں تاکہ ہمارے جذبات کا اظہار ہو اور امامِ حسین علیہ السلام کے قیام کے مقاصد اور اہداف اجاگر ہوں اور عقل و جذبات ایک دوسرے سے جڑ جائیں۔ اور اس معاملے میں نہ اکیلی عقل فائدہ

مند ہے اور نہ خالی جذبات مفید ہیں۔ امامِ حسین علیہ السلام کے واقعے کی گہرائیوں تک عقل کی رسائی نہیں ہے۔ اس کو درک کرنے کے لیے انسان کا خداشناس ہونا لازمی ہے۔

میں مجالس اور آلات اور رسموں میں نظرِ ثانی کے حق میں ہوں۔ لیکن اس نظرِ ثانی میں دوسروں کی رائے کا بھی احترام کرنا چاہیے۔ کم سے کم دوسروں کی رائے پر بھی گفتگو ہونی چاہیے۔ چاہے اسے قبول کیا جائے یا قبول نہ کیا جائے۔ اسی وجہ سے میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ مجھ سے گفتگو کر رہی ہیں اور قمہ زنی کی مخالفت میں آپ کی رائے کا میں احترام کرتا ہوں۔ اس اختلاف کا میں استقبال کرتا ہوں جو ہم میں برداشت کے مادے کو بڑھائے اور ہمیں آزادی اظہارِ رائے کا ذائقہ چکھائے۔ لیکن ایسا گھٹیا اختلاف جس میں قمہ زنی کو امریکا کی سازش کہا جائے اور قمہ زنی کرنے والوں کو ایجنٹ قرار دیا جائے اور انھیں عراق میں موجود دہشت گردوں سے شباہت دی جائے تو اسے ہم کسی صورت تسلیم نہیں کرتے اور ہم ایسی باتیں کرنے والوں کو ادب سکھا کر رہیں گے۔ اور قمہ زنی اتنا معمولی موضوع نہیں کہ اسے ان افراد کو ادب سکھانے کے برابر قرار دیا جائے جو اپنے سیاسی اور مادی مقاصد کی خاطر اخلاقیات اور آزادی اور اقدار کو بھلا دیتے ہیں اور صرف اپنی نہیں بلکہ دین کی بدنامی کا سبب بنتے ہیں۔ کیوں کہ یہ افراد دین کے نام پر یہ ظلم کر رہے ہیں اور حقائق کو مسخ کر رہے ہیں تاکہ اپنے مخالفین کو پنجا دکھا سکیں اور مؤمنین میں دشمنیاں پیدا کر سکیں۔

● شعائرِ حسینیہ میں بعض ایسی قدیمی رسمیں ہیں جو آج کے زمانے کے ساتھ سازگار نہیں اور انھیں ترک کر دینا چاہیے۔

کوئی مثال دیجیے۔

● جیسے زنجیر زنی، آگ کا ماتم اور واقعۂ کربلا کے ٹیبلوز بنانا۔

قمہ زنی کی بھی مثال دے دیں۔

● اس کے بارے میں ہم نے بات کر چکے۔ اب اس کا فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں۔

شاباش! ان باقی مثالوں کا فیصلہ بھی قارئین پر چھوڑتے ہیں تا کہ وہ ایک دوسرے کی رائے کا احترام کرتے ہوئے اپنی راہ کا انتخاب کرلیں۔ کیا آزادی سب کا حق نہیں؟ یا یہ صرف کہنے کی بات ہے اور آپ صحافی لوگوں میں مقبولیت حاصل کرنے کے لیے ایسا لکھتے ہیں؟

زنجیر زنی، آگ کا ماتم اور واقعۂ کربلا کے ٹیبلوز بنانا بھی اسی سوچ سے نکلتے ہیں جس سے قمہ زنی نکلتی ہے اور وہ عشق ہے۔

کیا لوگ عاشقوں کے حق میں صفائی پیش کرتے ہوئے نہیں کہتے کہ یہ عاشق ہے، اس کا اختیار اس کے ہاتھ میں نہیں؟ پھر ہم ان کے حق میں کیوں صفائی پیش نہ کریں جو آسمانی افراد اور اقدار کے عاشق ہیں؟ عاشقانِ حسین اپنا سینہ پیٹتے ہیں تا کہ ان تیروں کو یاد کریں جو امامِ حسینؑ کے سینے میں پیوست ہوئے اور پیٹھ پر زنجیر مارتے ہیں تا کے ان زنجیروں کی یاد منائیں جو قید کے زمانے میں امامِ زین العابدینؑ کی پیٹھ پر ماری گئیں۔ اور اپنے سر اور پیشانی کو زخمی کرتے ہیں اور خون بہاتے ہیں تا کہ اس واقعے کی یاد منائیں جس میں امامِ حسینؑ کا خون بہایا گیا اور آگ پر چلتے ہیں تا کہ وہ وقت ان کے ذہن میں رہے جب عصر عاشور خیموں کو جلا دیا گیا اور سیدانیاں اور خاندانِ امامت کے بچے ننگے پیر کربلا کی زمین پر بھاگ رہے تھے جو سورج اور دشمن کی آگ کے سبب تپ رہی تھی۔ اور سائنس نے ثابت کیا ہے کہ کسی چیز کو محسوس کر کے اس کی یاد منانا کسی چیز کو سن کر یا دیکھ کر اس کی یاد منانے سے

زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔ اور قرآن میں خدا فرماتا ہے:

"پس انھیں یاد دہانی کرا دیجیے۔ کیوں کہ یاد دہانی سے مؤمنین کا فائدہ ہوتا ہے۔"

اے کاش! ہم مؤمن ہو جائیں یا پھر دوسروں کے ایمان کا احترام کریں، کیوں کہ ایک انسان کا دوسرے انسان پر کم ترین حق یہی ہے۔ ہم عربوں کے تلوار کے رقص کا احترام کرتے ہیں اور بڑے بڑے لوگ اور سر براہانِ مملکت اس رقص میں عربوں کا ساتھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے اجداد کی یاد منا رہے ہیں تو کیا اس رقص پر ہنسنا درست ہے؟ اور اگر ہم ہنسیں گے تو کیا وہ لوگ اس کی پروا کریں گے؟ اب دیکھنا ہے کی آپ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔

● اگر کوئی قمہ زنی کو مان بھی لے تو کیا آگ کے ماتم کو مانے گا؟ یہ بہت مشکل کام ہے۔

یہی کافی ہے کہ آگ ان کے پیروں کو نہیں جلاتی جس طرح قمہ زنی کے زخم بہت جلد بھر جاتے ہیں۔ پس اعتراض کرنے کے بجائے اس معجزے پر غور کرنا چاہیے تا کہ ہمارا اہلبیتؑ اور ان کے خدا سے تعلق پر ایمان میں اضافہ ہو۔ کیا خدا نے نہیں کہا:

"اور ہم نے کہا کہ اے آگ! ابراہیمؑ کے لیے سرد اور باعثِ سلامتی بن جا۔"

● ٹیبلوز کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

ٹیبلوز اور ان میں موجود لوگوں کے لباس اور گھوڑوں کو دیکھ کر عزاداروں کے ذہن میں وہ تاریخی واقعہ تازہ ہو جاتا ہے اور جن اقدار کے لیے وہ واقعہ پیش آیا تھا وہ ان کے دلوں میں زندہ رہتے ہیں۔ جیسا کہ جدید زمانے کے ٹیبلوز اور ڈراموں اور فلموں

میں ہوتا ہے۔ اور ان سب سے حسینی عاشقوں کے ذہن میں واقعہ کربلا کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ اور اگر ہمارے بڑوں نے یہ تمام طریقے نہ اپنائے ہوتے تو یہ واقعہ ہم تک نہ پہنچتا۔ بلکہ میں کہوں گا کہ اگر حسین علیہ السلام کے دیوانے یہ راہ نہ اپناتے اور امامِ حسین علیہ السلام کی محبت میں خود کو فنا نہ کرتے تو ہم اس واقعے سے اتنی بھی واقفیت نہ رکھتے جتنی قمہ زنی کے مخالفین رکھتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ ہمیں ان سب رسموں کی ضرورت ہے اور ہر شخص امامِ حسین علیہ السلام سے اپنے عشق کا اظہار کرنے کے لیے ان میں سے اس کا انتخاب کرتا ہے جس پر اس کا عقیدہ ہوتا ہے۔ ہاں ہمیں ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہنا چاہیے تا کہ ان رسومات کی غلطیاں دور ہو سکیں اور اس قسم کے ٹیبلوز بنائے جائیں جن میں تضحیک آمیز باتیں نہ ہوں اور جن کی تاثیر زیادہ ہو۔ اور ہمارا یہ نصیحت کرنا اچھائیوں میں ایک دوسرے کی مدد کرنا شمار ہوگا۔

میرے خیال سے میں نے بہت واضح انداز میں اپنی رائے بیان کر دی ہے اور شدت پسند افراد کو یہ حق حاصل ہے کہ میری مخالفت کریں اور مجھے برا بھلا کہیں۔

● **کیوں؟**

کیوں کہ یہ لوگ اس قوم سے ہیں جسے صدیوں سے آزادی نہیں ملی اور انھوں نے شدت پسندی کو اپنا دین بنالیا ہے۔

● **قمہ زنی کے بارے میں آپ کوئی آخری بات کرنا چاہیں گے؟**

جس طرح گفتگو کے شروع میں مہتدی صاحب کے چہرے پر مسکراہٹ تھی اسی طرح مسکراتے ہوئے کہنے لگے:

عام حالات میں ایک چھوٹا سا زخم بھرنے میں کئی ہفتے لگ جاتے ہیں لیکن ہر سال ایک ہی جگہ پر قمہ زنی سے پڑنے والا زخم ایک دن میں یا اگر گہرا ہو تو دو دنوں

میں بھر جاتا ہے۔ قمہ زنی کی بگّ عظیم اور مظلوم عبادت کے مخالفین اور اس کا مذاق اڑانے والے اس معجزے کے بارے میں کیا کہیں گے؟ قمہ زنی بھی امامِ حسین علیہ السلام کی طرح مظلوم ہے۔

اگر اور کوئی دلیل نہ ہو تب بھی یہی حقیقت قمہ زنی کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔ اگر کوئی بلیڈ سے اپنی پشت پر حجامہ کرائے تو اس کے زخم بھی چند دن بعد ٹھیک ہوتے ہیں۔ لیکن قمہ زنی سے آنے والے زخم نہایت تیزی سے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اس حقیقت کے بارے میں غور و فکر کرنے سے انصاف رکھنے والے افراد کو قمہ زنی پر کیے جانے والے ہر اعتراض کا جواب مل جائے گا۔ یہ ان عاشقوں کے زخموں کے بارے میں غور و فکر ہے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور کہتے ہیں:

إِنَّا جُنُودُكَ يَا حُسَيْنُ وَ هٰذِهٖ — أَسْيَافُنَا وَ دِمَاؤُنَا الْحَمْرَاءُ
إِنْ فَاتَنَا يَوْمَ الطُّفُوفِ فَهٰذِهٖ — أَرْوَاحُنَا لَكَ الْحُسَيْنِ فِدَاءُ

ترجمہ: اے حسین! ہم آپ کے سپاہی ہیں اور ہماری تلواریں اور خون آپ کے لیے حاضر ہے۔ ہم روزِ عاشورا حاضر نہیں ہو سکے لیکن آج بھی ہماری جانیں آپ پر قربان ہیں۔

● **بہت شکریہ قبلہ!**

آپ کا بھی شکریہ کہ آپ نے وہ وعدہ نبھایا جو گزشتہ سال کیا تھا۔ اور اے کاش! قمہ زنی کے تمام مخالفین میں یہ ہمت ہو کہ وہ بات کریں اور دوسروں کے دلائل سنیں۔ اور آپ میں یہ ہمت موجود ہے جب کہ بعض علما میں بھی یہ ہمت نہیں ہے اور وہ میرے پیٹھ پیچھے مجھے برا بھلا کہتے ہیں۔ آزادی اور گفتگو وہ دو نعمتیں ہیں جو مشرقی لوگوں کے پاس موجود نہیں اور ان کی خاطر امامِ حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا۔ میری

آرزو ہے کہ میں بھی مولاؑ کے نقشِ قدم پر چلوں۔ اور اگر آزادی اور گفتگو کی نعمت پلٹانے کے لیے میری جان بھی چلی جائے تو یہ گھاٹے کا سودا نہیں ہے۔

آپ کا ایک اور بار شکریہ! اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ تمام نظریات کو منظرِ عام پر لانے میں اپنا کردار ادا کریں گی تا کہ ہر کوئی آزادی کے ساتھ اپنی پسندیدہ رائے کا انتخاب کر لے۔ اور یہی صحافیوں کی ذمہ داری ہے جسے افسوس کے ساتھ اکثر صحافی نظر انداز کر دیتے ہیں۔

حاشیے

۱) سورۂ طٰہٰ، آیت، ۴۷

۲) سورۂ زمر، آیت، ۱۸

۳) نہج البلاغہ، خطبہ نمبر، ۱۹۲

۴) نہج البلاغہ، کلمہ نمبر، ۱۴

۵) سورۂ جمعہ، آیت، ۲۔۳

۶) تاریخِ کامل (ج ۸، ص ۵۴۹)

۷) سورۂ مؤمنون، آیت، ۵۳

۸) بحارالانوار، ج ۱۷، ص ۳۵۲

۹) المحجہ البیضاء، بیروت کی اشاعت

۱۰) سورۂ حج، آیت، ۴۶

۱۱) سورۂ الانفال، آیت، ۴۶

۱۲) الانتصار/ العاملی/ ج ۹/ ص ۴۵۰

۱۳) صحیفہ النور، ج ۸، ص ۶۹

۱۴) سورۂ رعد، آیت، ۱۱

۱۵) سورۂ صف، آیت ۲، ۔۳

۱۶) بحارالانوار، ج ۶۲، ص ۱۱۲

۱۷) مکارم الاخلاق اور وسائل الشیعہ کی دسویں جلد میں حجامے کے بارے میں احادیث موجود ہیں۔

۱۸) وسائل الشیعہ، الحر العاملی، ج ۱۰، ص ۱۱۲، ح ۲۲۱۲۰

۱۹) مستدرک الوسائل، ج ۱۳، باب ۱۱، ص ۸۶

۲۰) وسائل الشیعہ، الحر العاملی، ج ۱۲، ص ۲۰۷، ح ۱۶۱۰۰

۲۱) وسائل الشیعہ، ج ۲۷، ص ۶۱

۲۲) سورۂ المؤمنون، آیت، ۶۰

۲۳) بریکٹ میں موجود بات مولف کی جانب سے ہیں۔

۲۴) سورۂ نور، آیت، ۳۶

۲۵) الاختصاص، ص ۲۴۱

۲۶) سورۂ آل عمران، آیت، ۳۱

۲۷) سورۂ الحشر، آیت، ۹

۲۸) بحارالانوار (۲۷/ ۹۳)

۲۹) سورۂ الحج، آیت، ۳۲

۳۰) علامہ شیخ علی شاہرودی نے "مستدرک سفینۃ البحار، ج ۵، ص ۴۱۶" میں "شعر" کے مادہ میں لکھا ہے۔

۳۱) سورۂ طلاق، آیت، ۲-۳

۳۲) سورۂ الاحزاب، آیت، ۷۲

۳۳) المنتخب، طریحی، ص ۲۰۳

۳۴) صحیح الترمزی، ج ۲، ص ۳۰۷

۳۵) وسائل الشیعہ، ج ۱۵، ص ۵۸۳

۳۶) بحارالانوار، ج ۴۵، ص ۱۴۷

۳۷) فروع الکافی، ج ۵، باب فضل جہاد، ح ۱

۳۸) الخصائص الحسینیہ، تیسرا باب، چیخ کر رونے کے بارے میں اور الکامل الزیارات، ص ۸۴ اور بحارالانوار، ج ۴۵، ص ۲۱۹

۳۹) کامل الزیارات، ص ۲۵۷

۴۰) ردالھجوم، شیخ محمد جمیل عاملی، ص ۲۹۶

۴۱) سورۃ البقرۃ، آیت، ۱۹۵

۴۲) تفسیر المیزان، ج ۳، ص ۷۵

۴۳) میزان الحکم، ج ۷، ص ۳۹۳

۴۴) بحارالانوار، ج ۷۲، ص ۹۹

۴۵) سورۃ المائدۃ، آیت، ۱۰۵

۴۶) غرر الحکم، ح ۲۳۱۷

۴۷) سورۃ الشوریٰ، آیت، ۲۳

۴۸) مقتلِ حسین، ج ۱، ص ۱۶۳

۴۹) سورۂ الشوریٰ، آیت، ۲۳

۵۰) سورۂ روم، آیت، ۷

۵۱) بحارالانوار، ج ۷۱، ص ۲۱۵

۵۲) سورۂ حجرات، آیت، ۱۱

۵۳) صحیفۂ نور، ج ۱۸، ص ۷۸

۵۴) فتاویٰ علما الدین حول الشعر الحسینیہ، ص ۱۲۵

۵۵) سورۂ یٰس، آیت، ۳۰

۵۶) سورۂ الانبیا، آیت، ۳۶

۵۷) سورۂ بقرۃ، آیت، ۱۲۰

۵۸) بحار الانوار، علامہ مجلسی، ج ۹۷، ص ۱۲۱

۵۹) سورۂ فصلت، آیت، ۳۰

۶۰) سورۂ عمران، آیت، ۱۷۳-۱۷۴-۱۷۶

۶۱) تفسیر العیاشی، ج ۲، ص ۱۸۸

۶۲) کامل الزیارات، ص ۳۶۴

۶۳) کامل الزیارات، ص ۳۴۳

۶۴) کامل الزیارات، ص ۳۶۴

۶۵) امالی الصدوق، ص ۷۸ اور بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۸۴

۶۶) سورۂ المؤمنون، آیت، ۵۲

۶۷) مجمع الزوائد، ج ۱، ص ۸۸، باب "فیمن حبھم ایمان"

۶۸) اقبال، سید ابن طاووس، ج ۳، ص ۳۴۱، فصل ۵۳

۶۹) سورۂ الزمر، آیت ۱۷-۱۸

۷۰) اقبال الاعمال، سید ابن طاوس، ج ۳، ص ۲۸ اور مسند الامام الرضا علیہ السلام، شیخ عزیز اللہ عطاری، ج ۲، ص ۲۸۵

۷۱) بحار الانوار، علامہ مجلسی، ج ۹۸، ص ۲۳۸

۷۲) کتاب الانتصار، ج ۹، ص ۴۷۳

۷۳) سورۂ بقرۃ، آیت، ۹

۷۴) سورۂ غاشیہ، آیت، ۲۱-۲۲

۷۵) سورۂ بقرۃ، آیت، ۱۹۱

۷۶) سورۂ بقرۃ، آیت، ۲۱۳

۷۷) سورۂ حج، آیت، ۳۲

۷۸) سورۂ المؤمنون، آیت، ۷۱

۷۹) شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید، ج ۲۰، ص ۳۵۰

۸۰) جامع احادیث الشیعہ، سید بروجردی، ج ۱۲، ص ۴۳۸

۸۱) سورۂ الحجرات، آیت، ۶

۸۲) بحار الانوار، ج ۱۷، ص ۲۱۴

۸۳) شعائر الحسینیہ العقائدیہ عبر التاریخ، ص ۶۷

۸۴) "المنبر" میگزین کا عاشورا سن ۱۴۲۱ ہجری کا ایڈیشن، ص ۱۳

۸۵) "المنبر" میگزین کا عاشورا سن ۱۴۲۱ ہجری کا ایڈیشن، ص ۹۶-۹۹

۸۶) بحار الانوار، ج ۷۲، ص ۲۱

۸۷) سفینۃ البحار، ج ۲، ص ۶۹۶

۸۸) کامل الزیارات، ص ۱۰۸

۸۹) شرح نہج البلاغہ، ج ۱۸، ص ۲۷۴

۹۰) بحار الانوار، ج ۷۲، ص ۳۱۶

۹۱) سورۂ المائدۃ، آیت، ۱۰۵

۹۲) بحار الانوار، ج ۷۲، ص ۳۱۶

۹۳) سورۂ حشر، آیت ۹-۱۰

الأيام الحسينية

تالیف

العالم الرباني الشيخ جعفر التستري

(قدس سرہ)

ترجمہ

علامہ محمد حسن جعفری

غلو

حقیقت اور اس کی اقسام

السید کمال الحیدری

ترجمہ وتحقیق:

سید سبطین علی نقوی امروہوی
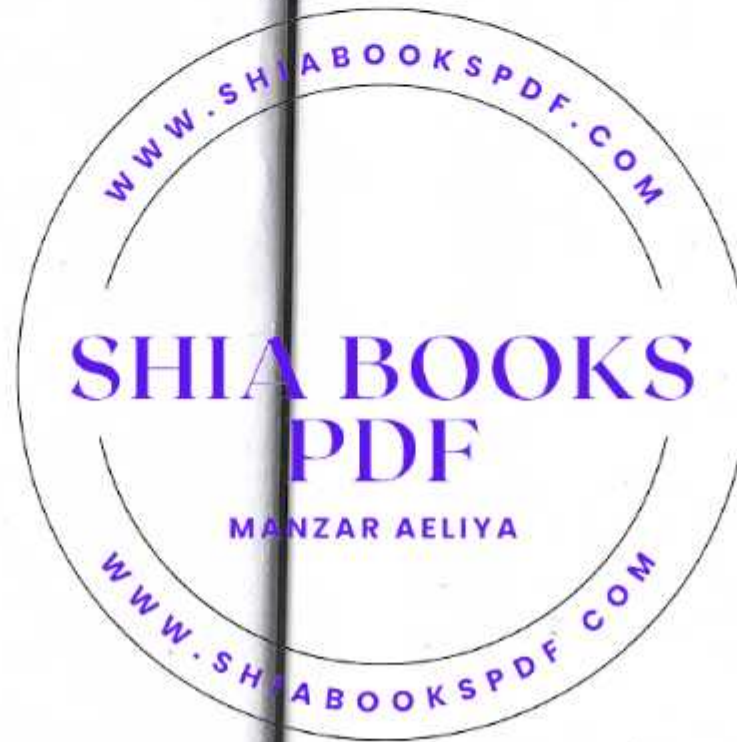
اسرارِ زیارتِ اربعین

تقاریرِ آیت اللہ شیخ محمد سند مدظلہ العالی

المعروف: قربان الشھادة

حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید محمد صادق روحانی

عجائباتِ فاطمی سلام اللہ علیہا

حجۃ الاسلام والمسلمین سید محمد نجفی یزدی

ترجمہ و تحقیق:

سید سبطین علی نقوی امروہوی